دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کا استعمال

(تجزیاتی مطالعہ)

مقالہ نگار

عامر محمود

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ایچ نائن، اسلام آباد

جون، ۲۰۲۲ء

دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کا استعمال

(تجزیاتی مطالعہ)

مقالہ نگار

عامر محمود

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ایچ نائن، اسلام آباد

جون، ۲۰۲۲ء

دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کا استعمال

(تجزیاتی مطالعہ)

مقالہ نگار

عامر محمود

یہ مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ایچ نائن، اسلام آباد

©عامر محمود ۲۰۲۲ء

بسم الله الرحمن الرحیم

فہرستِ مضامین بالترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1.	منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ (Thesis Acceptance Form)	iv
2.	حلف نامہ (Declaration)	v
3.	انتساب (DEDICATION)	vi
4.	اظہارِ تشکر (ACKNOWLEDGEMENTS)	vii
5.	ملخصِ مقالہ (Abstract)	viii
6.	رموز واوقاف(Acronyms)	ix
7.	**مقدمہ**	1
8.	**باب اول: دعوت و تبلیغ کے فضائل وشرائط**	11
9.	فصل اول: دعوت و تبلیغ کا مفہوم	12
10.	فصل دوم: دعوت و تبلیغ کی فضیلت واہمیت	23
11.	فصل سوم: دعوت و تبلیغ کی شرائط وارکان	47
12.	**باب دوم: دعوت و تبلیغ کے روائتی وسائل: اہمیت واثرات**	62
13.	فصل اول: مساجد کا کردار	63
14.	فصل دوم: دینی ادارے	71
15.	فصل سوم: تعلیمی حلقہ جات	78
16.	**باب سوم: دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کی عصری معنویت**	89

.17	فصل اول: پرنٹ میڈیا	90
.18	فصل دوم: الیکٹرانک میڈیا	108
.19	فصل سوم: سوشل میڈیا	114
.20	**باب چہارم: انٹرنیٹ و سوشل میڈیا کی مخصوص سرگرمیاں (جائزہ)**	131
.21	فصل اول: فیس بک پر دعوت و تبلیغ	132
.22	فصل دوم: یوٹیوب کے ذریعے دعوت و تبلیغ	140
.23	فصل سوم: ویب سائٹس کے ذریعے دعوت و تبلیغ	148
.24	**باب پنجم: جدید وسائل دعوت کی اہمیت اور ان کے ہمہ جہتی اثرات**	166
.25	فصل اول: جدید وسائل دعوت کی اہمیت	167
.26	فصل دوم: جدید وسائل دعوت کے مثبت اثرات	174
.27	فصل سوم: جدید وسائل دعوت کے منفی اثرات	179
.28	خلاصۂ مقالہ	186
.29	نتائج بحث	188
.30	سفارشات	189
.31	فہارس	192
.32	فہرست آیات	193
.33	فہرست احادیث	195
.34	فہرست اعلام	197

35.	فہرست اماکن	198
36.	فہرست اصطلاحات	199
37.	فہرست مصادر و مراجع	200

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد فیکلٹی آف سوشل سائنسز

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان:

دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کا استعمال (تجزیاتی مطالعہ)

Modern Sources Of Dawat.O.Tableegh &Their Usage (Analytical Study)

نام ڈگری: **ایم فل آف فلاسفی علوم اسلامیہ**

نام مقالہ نگار: **عامر محمود** رجسٹریشن نمبر: M.Phil/IS/F-18-1629

ڈاکٹر عبدالحی
(نگران مقالہ) ____________________ نگران مقالہ کے دستخط

ڈاکٹر نور حیات خان
(صدر، شعبہ علوم اسلامیہ) ____________________ صدر شعبہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر خالد سلطان
(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ____________________ ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈیئر سید نادر علی
(ڈائریکٹر جنرل، نمل) ____________________ ڈائریکٹر جنرل، نمل کے دستخط

تاریخ ____________________

حلف نامہ فارم

Candidate Declaration Form

میں عامر محمود بن ریاض محمود

رول نمبر: M.Phil. -IS-403 رجسٹریشن نمبر: M.Phil./IS/F-18-1629

طالب علم ایم فل شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ بعنوان:

دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کا استعمال (تجزیاتی مطالعہ)

Modern Sources Of Dawat.O.Tableegh &Their Usage

(Analytical Study)

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلے میں پیش کیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر عبد الحی کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے۔ راقم الحروف کا اصل کام ہے ماسوائے جہاں متن مقالہ میں بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کیلئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: **عامر محمود**

دستخط مقالہ نگار: ____________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

انتساب

اس ہادی عالم ﷺ کے نام جنہوں نے ظلمات کو اجالوں میں بدلا

اپنے تمام اساتذہ اور والدین کے نام خاص طور پر اپنے والد محترم **مفتی ریاض محمود** رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جنہوں نے مجھے ہر مشکل میں سہارا دیا اور مجھے اس نہج تک پہنچایا۔

اظہار تشکر

حمد و ثناء اس رب ذوالجلال کی جس نے کائنات عالم کو وجود بخشا۔ درود و سلام اس کے آخری پیغمبر حضرت **محمد** مصطفیٰ ﷺ پر جنہوں نے اس دنیا میں آکر علم کی شمع روشن کی۔

اپنے **والد محترم** کا ممنون ہوں جنہوں نے ہر مشکل میں مجھے سہارا دیا۔ **نگران مقالہ ڈاکٹر عبد الحی صاحب** کا کہ جن کی راہنمائی میرے لئے ہر وقت موجود رہی۔

میں یونیورسٹی کے اپنے تمام اساتذہ اور منتظمین بالخصوص **پروفیسر ڈاکٹر خالد سلطان صاحب** (ڈین آف فیکلٹی سوشل سائنسز)، **ڈاکٹر نور حیات** (ایچ او ڈی آف اسلامک ڈیپارٹمنٹ) کا ممنون ہوں جو ہمہ وقت طلبہ کے بہترین مستقبل کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں میں اپنے ان تمام دوست واحباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو کسی بھی مرحلہ میں کسی بھی طرح سے میرے لئے اس کام میں معاونین ثابت ہوئے۔ اللہ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

ABSTRACT

This thesis has been written as the modern resources of Dawah and their use.

It was inevitable to write on this topic due to transition in the age, revolution in communication and discrepancy strategy. Dawah is the common mission and purpose of all prophets. Keeping in view the said priorities, this thesis was arranged. This thesis encircles the need and importance of Dawah, its conditions and elements.

The scope of modern means of preaching and their role have also been highlighted.

Modern means have facilitated the field of preaching. The information and messages can be sent to any corner of the world easily.

Everything has its merits and demerits. One negative aspect of these modern means is that good and bad things are intermixed.

So, the need is that the preachers should be familiar with the modern means of preaching especially the use of social media & internet so that these means should be availed.

The method of this research is that every topic is defined in the light of Quran and Sunnah with its Islamic status. Discussing on its merits and demerits. profitable method of usage is devised. References are given at different places and analytical approach is used. Regarding Dawah Masjid, Madrasa and other religious institutes are mentioned.

Ancient and traditional means of preaching are Masajids,teaching spots, Questions & answers sessions, Universities & Madaris.

Struggle has been made to satisfy the reader, but nobody can encircle all aspects of a topic like this. So, it is direly needed that the government should officially tell the public about the scope of Dawah on Social Media through Modern means and prove it practically. Parents should tell the true stories of the prophets so that they may create a fondness for Islam. To propagate the preaching of the prophets, books regarding Dawah should be included in the curriculum.

رموزواوقاف (Acronyms)

اس مقالے میں درج ذیل رموز او قاف کو استعمال کیا گیا ہے۔

1. ﴿ ﴾ — قرآنی آیات کی نشاندہی کے لئے۔
2. (( )) — احادیث کے لئے۔
3. ”—“ — اقتباسات کے لئے۔
4. ص: — صفحہ نمبر کے لئے۔
5. : — قرآن مجید کی آیت اور سورۃ نمبر کے درمیان۔
6. ھ — ہجری کے لئے۔
7. ء — سن عیسوی کے لئے۔

مقدمہ

موضوع تحقیق کا تعارف: (Introduction)

کلام اللہ میں انبیاء کی بعثت کا مقصد دعوت و تبلیغ بتایا گیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرکے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ:

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾[1]

اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچادیجئے اور اگر آپ نے ایسانہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔

ذکر کردہ آیت کے الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اللہ کی طرف سے جو بھی آیات نبی کریم ﷺ کو وحی ہو ان کو لوگوں تک پہنچانا آپ ﷺ کا فرض منصبی تھا۔ جناب نبی ﷺ نے لوگوں تک وحی کا ایک ایک لفظ پہنچایا۔

بنی نوع انسان کی دنیاوی فلاح و کامرانی اور آخرت کی عزت و کامیابی کے لئے جو بھی اچھا کام ہے بنی آدم کو اسکا درس دینا اور اس کے خلاف چلنے اور عمل نہ کرنے والوں کو اس سے حتی الوسع روکنا، یہ کام اس امت کے فرائض میں شامل ہے۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))[2]

جو تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو چاہئے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے اگر وہ استطاعت نہ رکھے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کم ترین درجہ ہے۔

دعوت و تبلیغ کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے نبی کریم ﷺ اپنی تئیس سالہ زندگی کا کوئی دن اس کام سے خالی رہا ہو۔ اب آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے ناطے یہ کام اس امت کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہے۔ دعوت و تبلیغ کرنے والوں کو ہی خیر امت کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے کلام پاک میں ارشاد ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[3]

---

[1] سورۃ المائدۃ:5/67

[2] ابوداؤد سلیمان الاشعث بن اسحاق (المتوفیٰ:275ھ)، **سنن ابی داؤد**، (المکتبۃ العصریۃ، صیدا-بیروت)، المحقق محمد محیی الدین، 1/296

2 آل عمران:110

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو کہ تم بھلائی کی طرف بلاتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

اب چونکہ نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا تو اس دعوت کو دوسروں لوگوں تک پہنچانا اس امت کی ذمہ داری ہے۔ایک وقت تھا جب کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کیا جاتا تھا یا دعوت کے لئے طویل سفر کئے جاتے تھے اور ایک یہ دور ہے جسے دور جدید کہا جاتا ہے اس دور میں تمام دنیا ایک گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر گئی ہے اور جدید ایجادات نے فاصلہ ختم کر دئے ہیں۔ پوری دنیا کے انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب کھڑا کر دیا ہے۔ ریڈیو، ٹیلی فون، اخبارات، اور ٹی وی کے ایجادات کے بعد عوام میں فاصلہ کم ہو گیا اور سب لوگ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے ہیں یعنی ہر وقت لوگ ایک دوسرے سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ کی ایجاد کے بعد یہ فاصلہ مزید سمٹ کر رہ گیا ہے اور ایسی بہت سے نئی ایجادات ہوئی جیسا کہ یوٹیوب، ویب سائٹس، فیس بک، ٹویٹر، وٹس ایپ اور انسٹاگرام جن کے ذریعے انسان اپنوں سے رابطہ کر سکتا ہے۔ ان ایجادات کے ذریعے آدمی منٹوں اور لمحات میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں رہنے والے انسانوں سے رابطہ کر سکتا ہے اور ان لوگوں تک اپنا کوئی بھی پیغام آسانی سے پہنچا سکتا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جدید ذرائع ابلاغ اور ٹیکنالوجی کا صحیح استعمال سیکھا جائے تاکہ دنیا تک دعوت و تبلیغ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔ مقالہ ہٰذا میں دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل پر اور ان کے شرعی استعمال پر بحث کی گئی ہے تاکہ ایک داعی وقت کے مطابق دعوت دین کا کام جاری رکھ سکے۔

موضوع تحقیق کی ضرورت و اہمیت: (Significance of the Study)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے سلسلہ نبوت جاری فرمایا اور تمام انبیآء کو اس بات کی وحی کی کہ وہ اپنی امت کو دعوت و تبلیغ کریں یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں اور ان کو اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ پھر یہ سلسلہ نبوت چلتا رہا حتی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب محمد ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور ان کو بھی اس بات کی وحی کی کہ دعوت و تبلیغ کا دامن نہ ترک کرنا اور اس پر ثابت قدم رہنا چونکہ آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت اختتام کو پہنچا اور آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کسی رسول یا نبی کو نہیں آنا لہذا آپ ﷺ کی ذمہ داریاں آپ ﷺ کی امت پر آتی ہے اور آپ ﷺ کے ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری دعوت و تبلیغ کا کام بھی ہے اس لئے یہ اب اس امت کی ذمہ داری ہے کے وہ بخوبی اس کو نبھائے۔ چونکہ یہ انبیاء کرام کی ذمہ داری ہے اس سے اس عمل کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے کلام پاک میں کمزور اور ضعیف کہا ہے اور انسان کو بار بار یاد دہانی کرانی پڑتی ہے کہ وہ برائیوں سے اجتناب اور اوامر پر عمل پیرا ہو وگرنہ وہ شریعت سے کوسوں دور نکل جائیگا اور یہ

دعوت و تبلیغ سے ہی ممکن ہو گا۔

موجودہ دور جسے جدید دور اور ایک ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے اس دور میں جہاں سائنس نے ترقی کر کے کامیابی کی منازل طے کیں وہاں نوجوان نسل میں خاص طور پر بے راہ روی بھی پیدا ہوئی ہے جس کی وجہ سے ملحدین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔اسی طرح اس وقت اسلام بہت تیزی سے پھیلنے والا ایک مذہب بن گیا ہے اور ساتھ ساتھ اسلام مخالف لوگوں کو اس کے پھیلنے پر اظہار تشویش ہے اور وہ پریشان ہیں اس کے روک تھام کے لئے وہ مسلسل محنت میں لگے ہیں اور ایسے ذرائع کی تلاش میں رہتے ہیں جس سے اسلام کا منفی رخ لوگوں کو دکھایا جائے اور لوگوں کو اسلام سے دور کیا جائے پس ایسے وقت میں ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اسلام کا حقیقی رخ اور اصل چہرہ دنیا کے سامنے رکھنے کی کوشش کریں اور جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال کر کے مخالفین اسلام کی اس روش کو شکست سے دوچار کریں۔ لہٰذا اس دور میں اس جیسے موضوع پر کام کی ضرورت ہے۔اس موضوع کی اہمیت کے نکات درج ذیل ہیں:

- اسلامی کتب اور لیٹریچر کا مختلف زبانوں میں تراجم کر کے دنیا کے لوگوں تک پہنچانے کا اہتمام۔
- مخالفین کے منفی پروپیگنڈے کے روک تھام کے لئے جدید وسائل کا استعمال۔
- اسلام کی اصلی روح اور چہرہ لوگوں کے سامنے رکھنے کے لئے ان وسائل کا استعمال۔
- دعوت و تبلیغ کو اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات میں شمار کیا ہے۔
- جدید وسائل کے ذریعے دعوت و تبلیغ کرنے کا حکم واضح کرنا۔
- دعوت و تبلیغ کے کام کے لئے سوشل میڈیا کا استعمال۔
- دور حاضر میں تمام دنیا گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر گئی ہے اس لئے دعوت و تبلیغ کا طریقہ جدت اختیار کر چکا ہے۔
- جدید وسائل ہر بندے کی پہنچ میں ہیں مثبت اور منفی استعمال ہو رہا تھا لہٰذا ضرورت ہوئی کہ ان وسائل کو دعوت میں استعمال کیا جائے۔
- نو مسلموں کی آن لائن اسلامی تربیت کا بندوبست کرنا۔
- جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے ناطے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری چونکہ اس امت پر عائد ہوتی ہے اور یہ سلسلہ ہر دور میں جاری رہنا ہے تو اب ترقی اور ذرائع ابلاغ کے میدان میں انقلاب کے باعث جدید وسائل کو استعمال میں لا کر یہ کام امت میں کرنا۔
- انٹرنیٹ اور جدید وسائل کے بدولت دعوت و تبلیغ کا پیغام اقوام عالم تک پہنچانا۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ(Literature Review)

موجودہ وقت جدید دور کہلاتا ہے سائنسی میدان میں ترقی کے باعث ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ذرائع ابلاغ نے ساری دنیا کے لوگوں کو خبروں سے لمحات میں باخبر رکھا ہے۔ایک واقعہ ہوتا ہے اور لمحوں میں وہ بات پوری دنیا میں پہنچ جاتی ہے اور دنیا کے ہر کونے میں بندہ اس واقعہ سے باخبر ہو جاتا ہے۔جدید وسائل دعوت اور ذرائع ابلاغ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔اس کے کچھ شعبوں پر کام ہوا ہے لیکن کم ہے اور اس وسیع و عریض میدان میں اب مزید کام کرنے کی ضرورت ہے کہ جیسے ڈرامے ،فلمیں اور دوسری خرافات آسانی سے عوام تک پہنچ رہے ہیں اسی طرح دعوت و تبلیغ کا کام پوری دنیا کے لوگوں تک پہنچایا جاسکے۔جدوجہد اور کوشش کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ ابھی اس میدان میں کام باقی ہے جس کو کسی حد تک پورا کرنے کے لئے مقالہ ہٰذا ترتیب دیا گیاہے۔دعوت و تبلیغ کے وسائل کے حوالے سے جو تحقیقی کام ہوا ہے اس میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری از پروفیسر ڈاکٹر الٰہی۔اس کتاب میں پروفیسر صاحب نے دعوت و تبلیغ سے متعلق خواتین کے کردار کی اہمیت اور ذمہ داریوں سے بحث کی ہے۔

"الامر بالمعروف والنہی عن المنکر(اصولہ وضوابطہ وآدابہ)"علامہ خالد بن عثمان السبت نے یہ کتاب لکھی جس کی طباعت 1415ھ میں ہوئی۔اس میں مصنف نے معروف و منکر سے مراد ، دعوت و تبلیغ کی مشروعیت اور اس کی اہمیت بر بحث کی ہے۔

دعوت دین اور اس کا طریقہ کار از امین احسن اصلاحی صاحب اس میں مروجہ تبلیغ میں غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

"الدعوۃ الی الاسلام علی الانترنت" از خباب بن مروان 1431ھ

"کیف ندعوالناس "کے نام سے ایک کتاب علامہ عبد البدیع صقر نے لکھی جو کہ المکتب الاسلامی سے صادر ہوئی ہے 1405ھ میں ۔اس کتاب میں مصنف نے دعوت و تبلیغ کی اہمیت ،داعی کب اور کن حالات میں دعوت دے،دعوت کا مقصد اور دعوت و تبلیغ کے اثرات و آداب پر بحث کی ہے۔

"اصول الدعوۃ" از ڈاکٹر عبد الکریم زیدان یہ کتاب البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور سے چھپی ہے۔یہ کتاب در اصل عربی زبان میں ہے جس میں ڈاکٹر عبد الکریم صاحب اسلام میں دعوت کی ضرورت،دعوت کا موضوع،اسلام کا نظام دعوت اور داعی پر بحث کی ہے۔اس کتاب کا ترجمہ گل زادہ شیر پاؤ نے کیا ہے۔

"الدعوۃ الیٰ اللہ من خلال الانترنت " از صالح بن علی مکتبہ صید الفوائد

"عصر حاضر میں مسلمان خواتین کا مبلغانہ کردار" (تاریخی و تجزیاتی مطالعہ) مقالہ نگار حسینہ خان، نمل یونیورسٹی۔اس میں عورت کا دعوت میں تاریخی کردار کی وضاحت کی گئی ہے۔

"الدعوة الى الله من خلال الانترنت موقع صيد الفوائد نموذجا"۔یہ مقالہ اسلامک یونیورسٹی سے 2013ء میں ڈاکٹر عبد القادر کی نگرانی میں مقالہ لکھا گیا ہے۔

"ذرائع ابلاغ، تحلیل و تجزیہ، ضرورت و اہمیت" کے عنوان سے محمد شکیب قاسمی صاحب نے حجۃ الاسلام اکیڈمی انڈیا سے ایک آرٹیکل لکھا جو کہ ماہنامہ ندائے دارالعلوم دیوبند میں صفر 1439ھ میں شائع کیا گیا۔اس آرٹیکل میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت اور اس کی ضرورت کے حوالے سے کام ہوا ہے۔

"ذرائع ابلاغ کا کردار اور اس کے انفرادی و معاشرتی اثرات سیرت طیبہ کی روشنی میں تحدیدات" کے عنوان سے ایک آرٹیکل ڈاکٹر ام سلمٰی نے لکھا ہے ذرائع ابلاغ کی مختصر تاریخ، اس کی اقسام کو بیان کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مطیع اللہ نے ایک آرٹیکل "ابلاغ کا اسلامی تصور اور عہد حاضر کے معاشرتی تقاضے" کے عنوان سے لکھا جو کہ رسالہ القلم میں دسمبر 2016ء کو شائع ہوا اس آرٹیکل میں ابلاغ کے اسلامی تصور کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔

"Role of The Social Media in The Light of Islamic Teaching" کے نام سے ایک آرٹیکل ڈاکٹر زاہد محمود نے لکھا ہے جو دسمبر 2015ء میں القلم رسالہ میں شائع ہوا۔اس آرٹیکل میں اسلامی تعلیمات میں سوشل میڈیا کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ایک آرٹیکل "مسلم تارکین وطن افرادی قوت کی بطور مبلغین اسلام کا لائحہ عمل" کے عنوان سے شفقت مقبول نے دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد سے لکھا ہے۔اس آرٹیکل میں دعوت و تبلیغ کے حوالہ سے بات کی گئی ہے اور تارکین وطن کے ذریعے دعوت و تبلیغ یورپ تک پہنچانے کے بابت بات ہوئی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بحیثیت داعی اللہ (سورۃ یوسف کا مطالعہ) از ڈاکٹر عثمان احمد یہ آرٹیکل ڈاکٹر عثمان احمد نے لکھا جس میں یوسف علیہ السلام کا دعوتی اسلوب اور اس میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلی کا جو سامان ہے اسکا بیان ہوا ہے۔

دعوت الی اللہ کے عناصر اور شرعی حیثیت تعلیمات نبوی کی روشنی میں (ایک تجزیاتی مطالعہ) یہ آرٹیکل حافظ صلاح الدین حقانی نے لکھا ہے ان کا تعلق عبد الولی خان یونیورسٹی سے ہے۔اس میں دعوت کی تاریخ اور اس کے حکم پر بات کی ہے۔

جدید وسائل اور سوشل میڈیا اب لوگوں کی ضرورت بن گئی ہے اور ابلاغ ایک تیز رفتار ذریعہ ہے۔اس کے وساطت سے ہم پوری دنیا میں کہیں بھی اپنی دعوت مختصر وقت میں پہنچاسکتے ہیں۔جدید وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم اسلام کی دعوت کو پوری دنیا میں لوگوں تک پہنچاسکتے ہیں۔وہ طرق کون سے ہوسکتے ہیں اور جدید وسائل کو استعمال کرکے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے متعلق اسلام کی کیارائے ہے اور شریعت کیا کہتی ہے ایسے دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کی اہمیت اور جدید وسائل کے اثرات (فوائد و نقصانات) پر بحث اس مقالہ میں کی گئی ہے۔اسی طرح اس مقالہ میں ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا پر دعوت و تبلیغ کی سرگرمیوں کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

جواز تحقیق(Rationale of the study)

دور حاضر ذرائع ابلاغ کا ترقی یافتہ دور ہے۔اس میں نت نئے وسائل اور ایجادات ہوئی اور ہو رہی ہیں اب ان وسائل کو استعمال میں لاکر کیسے دعوت و تبلیغ کے شعبہ میں ترقی ممکن ہے۔اسی طرح ان جدید وسائل کا استعمال کرکے دعوت و تبلیغ کے میدان میں بھی ترقی ہوسکے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق یہ کام جاری رہے۔مقالہ ہذا میں دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل بیان کئے گئے ہیں اور ان کا شرعی استعمال بھی بتایا ہے۔

بیان مسئلہ (Statement of the problem)

موضوع تحقیق کا بنیادی مسئلہ دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کا استعمال اور عصر حاضر کے تناظر میں اصول و ضوابط تلاش کرنا اور ان وسائل کا دعوت و تبلیغ کے میدان میں اثر پذیری کو بیان کرنا ہے۔ اورآخر میں نتائج وسفارشات بیان کئے ہیں تاکہ جدید وسائل کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام کیا جاسکے۔

مقاصدِ تحقیق (Objectives of the Research)

- دعوت و تبلیغ کے معاصر وسائل کا جائزہ لینا۔
- دعوت و تبلیغ میں جدید وسائل کے مثبت و منفی پہلو تلاش کرنا۔
- عصر حاضر میں دعوت و تبلیغ کے وسائل کے اصول و ضوابط اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کرنا۔
- دعوت و تبلیغ میں جدید وسائل کے استعمال کا لائحہ عمل پیش کرنا۔

سوالات تحقیق (Research Questions)

مقالہ ہذا کے تحقیقی سوالات درج ذیل ہیں:

1. دین اسلام میں فریضہ دعوت و تبلیغ کی اہمیت کس درجہ کی ہے؟

2. دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کون کون سے ہیں؟
3. جدید وسائل ابلاغ کا دعوت و تبلیغ میں استعمال کے اسلامی اصول وضوابط کیا ہیں؟
4. دعوت و تبلیغ میں جدید وسائل کی اہمیت کیا ہے؟
5. ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا کے ذریعے دعوتی سرگرمیوں کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

اسلوب اور طریقۂ تحقیق (Research Method)

- مقالہ کا اسلوبِ تحقیق تجزیاتی ہے۔
- موضوع سے متعلق بنیادی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے جن میں مطلقا دعوت و تبلیغ سے متعلق آیات قرآنیہ سے استشہاد کیا گیا ہے اور احادیث تقریبا صحاح ستہ سے لی گئی ہیں۔
- سوشل میڈیا کے ذریعے ہونے والی دعوت و تبلیغ کے کام کا جائزہ لیا گیا ہے۔
- آیات، احادیث اور عربی عبارات کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے اور ترجمہ کا فونٹ اصل عبارت سے کم رکھا گیا ہے۔
- آیات کا ترجمہ بیان القرآن از اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے لکھا گیا ہے۔
- مقالہ ہذا کی تحقیق کے دوران مختلف ویب سائیٹس، مکتبہ شاملہ، ایزی قرآن وحدیث ڈاٹ کام، اور مکتبہ جبریل وغیرہ سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔
- یونیورسٹی فارمیٹ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

خاکہ تحقیق:

مقالہ ہذا پانچ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کے تحت تین ذیلی فصول بنائی گئی ہیں۔

ابواب وفصول کی تقسیم وترتیب

دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کا استعمال (تجزیاتی مطالعہ)

باب اول: دعوت و تبلیغ کے فضائل و شرائط

فصلِ اول: دعوت و تبلیغ کا مفہوم

فصلِ دوم: دعوت و تبلیغ کی فضیلت و اہمیت

فصل سوم: دعوت و تبلیغ کی شرائط وارکان

باب دوم: دعوت و تبلیغ کے روائتی وسائل: اہمیت و اثرات

فصلِ اول: مساجد کا کردار

فصلِ دوم: دینی ادارے

فصل سوم: تعلیمی حلقہ جات

باب سوم: دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کی عصری معنویت

فصل اول: پرنٹ میڈیا

فصل دوم: الیکٹرانک میڈیا

فصل سوم: سوشل میڈیا

باب چہارم: انٹرنیٹ و سوشل میڈیا کی مخصوص سرگرمیاں (جائزہ)

فصل اول: فیس بک پر دعوت و تبلیغ

فصل دوم: یوٹیوب کے ذریعے دعوت و تبلیغ

فصل سوم: ویب سائٹس کے ذریعے دعوت و تبلیغ

باب پنجم: جدید وسائل دعوت کی اہمیت اور ان کے ہمہ جہتی اثرات

فصل اول: جدید وسائل دعوت کی اہمیت

فصل دوم: جدید وسائل دعوت کے مثبت اثرات

فصل سوم: جدید وسائل دعوت کے منفی اثرات

دعائیہ کلمات

تمام تعریفیں مالک دو جہاں کیلئے اور درود و سلام اس کے آخری پیغمبر حضرت **محمد** مصطفیٰ ﷺ پر جنہوں نے اس دنیا میں آکر علم کی شمع روشن کی۔ اللہ تعالی نے بندہ کو(**دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کا استعمال**) پر مقالہ لکھنے کی توفیق دی اللہ کے حضور دُعا گو ہوں کہ رب العالمین اس کاوش کو میرے لئے، میرے والدین، اساتذہ، دوست احباب اور معاونین کیلئے نجات کا ذریعہ بنائے اور مزید علمی میدان میں کام کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

عامر محمود

مقالہ نگار ایم فل علوم اسلامیہ

باب اول

دعوت و تبلیغ کے فضائل و شرائط

فصل اول: دعوت و تبلیغ کا مفہوم

فصل دوم: دعوت و تبلیغ کی فضیلت واہمیت

فصل سوم: دعوت و تبلیغ کی شرائط وارکان

فصل اول

دعوت و تبلیغ کی تعریف اور مفہوم

دین اسلام میں دعوت و تبلیغ اہم امور میں سے ہے۔ اس کی اقسام، معنی اور تعریف جاننا لازمی ہے۔ اسی طرح اس کی حقیقت مبادیات سے بھی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے لہٰذا ذیل میں دعوت کا لغوی اور پھر اصطلاحی تعریف بیان کی جائے گی۔

دعوت کا لغوی معنی

لغت میں دعوت کا معنی ہوتا ہے بلانا پکارنا۔ چنانچہ وحید الزمان صاحب دعوت کا معنی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ دعوت کی جمع دعوات۔ اس کا مادہ د، ع، و ہے دعوت کا لغوی معنی پکارنا اور بلانا۔ یہ باب نصر ینصر سے آتا ہے مصدر اس کا دعاء و دعوۃ آتا ہے۔ [1] قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا﴾[2]

(پھر) نوح علیہ السلام نے (اللہ تعالیٰ) سے کہا "میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن (حق کی) دعوت دی۔ یہاں دعوت کا لفظ پکارنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اس سے ایک لفظ دعا ہے جس کا معنی کسی کو پکارنا، آواز دینا۔ اسی سے لفظ دعا ہے یعنی اللہ کو پکارنا۔ اس کی جمع ادعیہ آتی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

الدَّعْوَةُ مَصْدَرُدَعَا تَقُول دَعَوْتُ زَيْدًا دُعَاءً وَدَعْوَةً أَيْ نَادَيْتُهُ وَقَدْ تَكُونُ لِلْمَرَّةِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ أَيْ دَعَاكُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً۔دعا دعاءودعواة/ناداه ۔الدعاء جمعه ادعيةومصدره دعاء[3]

دعوت مصدر ہے دعا کا تم کہتے ہو دعوت زیدا یعنی میں نے زید کو بلایا اور کبھی ایک مرتبہ کے لئے بھی آتا ہے۔ پھر قرآن کی آیت کی مثال دی ہے اس کی جمع ادعیۃ آتی ہے اور مصدر دعا۔

جبکہ اس سے ایک لفظ الدعوۃ بھی آتا ہے جس کا معنی کھانے کی دعوت ہے اور عربی میں یوں کہا جاتا ہے کہ "کنا فی دعوة فلان فی ضیافته" یعنی ہم کسی شخص کی مہمان نوازی میں اس کی دعوت پر تھے۔[4]

---

[1] وحید الزمان، **القاموس الوحید**، ادارہ تالیفات، 526

[2] نوح: 5

[3] لویس معلوف، المنجد فی اللغة، (بیروت-دار المشرق) الطبعۃ الثالثۃ والثلاثون، ص: 216

[4] ابراہیم مصطفیٰ، احمد الزیات-حامد عبد القادر، **المعجم الوسیط**، (دار الدعوۃ) باب الدال، 1/287

داعی اسم فاعل ہے دعا یدعو سے باب "نصر ینصر "اس کا معنی ہے دعوت دینے والا / بلانے والا۔

دعوۃ جب دال کے زبر کے ساتھ استعمال ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی کی دعوت اور یہی معنی الجوہری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

دعا:الدعوة الی الطعام بالفتح یقال کنا فی دعوةفلان ومدعاةفلان۔[1]

کھانے کی طرف بلانا اور یہ فتحہ کے ساتھ ہے، کہا جاتا ہے کہ ہم فلاں شخص کی دعوت میں تھے۔

اس عبارت میں دعوت کھانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

"دعوت" اگر کسرہ کے ساتھ استعمال ہو تو اس کا معنی نسب والا ہوگا۔جیسا کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے۔

والدعوةباالکسر:فی النسب یقال فلان دعیی بین الدعوةالدعوی فی النسب۔[2]

اور دعوت کو کسرہ یعنی زیر کے ساتھ بھی پڑھتے ہیں وہ نسب میں استعمال ہوتا ہے کہا جاتا ہے فلاں نسبی شخص ہے۔

دعا نسب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ درج ذیل عبارت میں ہے۔

والدعی ایضامن تبنیته والدعاء واحداالادعیة۔[3]

اور دعوت سے یہ معنی بھی آتا ہے تبنیتہ کے میں نے اسے اپنا منہ بولا بیٹا سمجھا اور کہا۔

دعا متبنی بیٹا بنانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءكُمْ أَبْنَاءكُمْ﴾[4]

اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا۔

یہاں ادعیاء متبنی یعنی لے پالک کے لئے استعمال ہوا ہے۔

ایک لفظ دعویٰ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی ہے کسی پر دعوی کرنا۔علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں اس کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

---

[1] الجوہری، اسماعیل، **معجم الصحاح**، (بیروت-لبان: دار المعرفۃ) الطبعۃ الاولیٰ:1426ء، ص:343

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] الاحزاب:4

الدعوى مشتقة من الدعاءوهو الطلب وفي الشرع قول يطلب به الإنسان إثبات حق على الغير۔[1]

دعوی مشتق ہے دعا سے اور اس کا معنی طلب ہے۔ جبکہ شرعا اس کا معنی ہوتا ہے ایسا قول جس کے ذریعے انسان اپنا حق کسی غیر پر ثابت کرتا ہے۔

دعوۃ کا معنی عبد الحفیظ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا ہے:

دعا نصر سے ہے دعاء و دعوۃ مصدر آتا ہے معنی اس کا رغبت کرنا، مدد طلب کرنا ہوتا ہے اور دعو کے ساتھ جب الیٰ کا صلہ لگ جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی کو کسی کی طرف لے جانا۔[2]

دعا جب باب افعال سے استعمال ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے غیر باپ کی طرف منسوب کرنا۔ دعا جب باب تفاعل سے استعمال ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے ایک دوسرے کو پکارنا۔ بلانا جیسا کہ لویس معلوف نے لکھا ہے:

تداعی القوم:دعابعضهم بعضا:الدعاء جمع ادعيةمصدردعاالدعوة۔ الداعى اسم الفاعل جمعه دعاةوجمع المونث داعيات۔دواع من يدعو الناس الى دينهومذهبه"[3]

تداعیٰ القوم کا معنی ہے ایک دوسرے کو بلانا۔ دعا کی جمع ادعیۃ آتی ہے اور مصدر اس کا دعا اور دعوۃ آتا ہے۔ داعی اسم فاعل اور اس کی جمع دعاۃ جبکہ مؤنث داعیات آتی ہے۔ اور داعی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلائیں۔

اسی طرح دعا سے اسم فاعل داعی بھی آتا ہے اور داعی وہ شخص ہوتا ہے جو دین یا کسی سوچ اور فکر کی طرف دعوت دیتا ہو۔ درج بالا دعوت کے لغوی معانی کا تذکرہ ہوا جس کا حاصل یہ ہوا کہ دعوت کا معنی بلانا، پکارنا ہے اور داعی وہ شخص جو بلانے والا ہو۔

دعوت کا اصطلاحی معنی

دعوت کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ ان میں چند تعریفات درج ذیل ہیں:

دعوت اللہ تعالیٰ کے پیغام کی طرف لوگوں کو بلانے کا نام ہے۔ جیسا کہ مشہور اردو انسائیکلو پیڈیا اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ میں دعوت کی تعریف کچھ یوں بیان کی ہے:

---

[1] الجرجانی، علی بن محمد، **التعریفات**، (دار الکتاب العربی-بیروت) الطبعۃ الاولیٰ، 1/139

[2] ابو الفضل، عبد الحفیظ بلیاوی، **مصباح اللغات**، (مکتبۃ الحرمین) ص:241

[3] لویس معلوف، **المنجد فی اللغۃ**، (بیروت- دار المشرق) الطبعۃ الثالثۃ والثلاثون، ص:316

"دعوت وہ پیغام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے رسل کے ذریعے انسانوں کو دیتا ہے کہ وہ دین حق کو پہچانیں اور اسے سچا مانیں"۔[1]

یعنی اللہ کے دین کی طرف بلانا اور آمادہ کرنا ہے۔ دعوت کا لفظ اصطلاح میں اس پیغام کے لئے استعمال ہوتا ہے جو پیغام اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسل کے ذریعے انسان کو دیا ہے کہ وہ دین کو اور اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائے یعنی اللہ کے دین کی طرف لوگوں کو بلانا اور اس پر آمادہ کرنا۔

محمد امین نے دعوت کی اصطلاحی تعریف اپنی کتاب میں یہ کی ہے:

"الدعوةبانهاتبليغ الناس جميعادعوة الاسلام،وهدايتهماليها قولا وعملا فى كل زمان ومكان،باساليب تتناسب مع المدعوين على مختلف اصنافهم وعصورهم"۔[2]

تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اور اسلام کی طرف بلانا، اسلام کی طرف ان کی عملا اور قولا راہنمائی کرنا ہر جگہ اور ہر وقت کچھ اسالیب کے ساتھ جو مخاطبین کے صفات واقسام کے لحاظ سے بدلتے ہیں۔

دین اسلام کی طرف مخاطبین کو دعوت دینا چاہے وہ بلانا عملا ہو یا قولا اور ہر وقت مخاطبین کی راہنمائی کرنا مخاطبین کے اقسام وصفات کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ یعنی اللہ کے احکام کو بندوں تک پہنچانے کا نام دعوت ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور دین حق کی طرف بلانا تاکہ وہ اپنی زندگی دین حق کی روشنی میں بسر کریں اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں اسی کا نام دعوت ہے۔

تبلیغ کا لغوی معنی

تبلیغ نہ صرف اسلام بلکہ مسلمانوں کی صالح زندگی کے لئے ناگزیر حیثیت کا حامل ہے۔ اسلام کا تسلسل اور بقاء تبلیغ سے ممکن ہے۔ تبلیغ کا لغوی مفہوم درج ذیل ہے:

تبلیغ مادہ بلغ سے آتا ہے۔ اور بلغ کا معنی پہنچنے کے ہے۔ لغت میں بلغ کا معنی یہ لکھا ہے:

بلغه بلوغا۔ باب نصر سے آتا ہے اس کا معنی پہنچنے کے آتا ہے۔ اور اگر "بلغ الغلام" استعمال ہو تب اس کا معنی ہو گا لڑکا بلوغت کو پہنچا۔[3]

بلغ باب تفعیل سے بھی استعمال ہوتا ہے جس کا مصدر تبلیغ آتا ہے پس لویس معلوف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

---

[1] **مجموعۃ من العلماء**، اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، (لاہور: رجسٹرار دانش گاہ پنجاب) 1971ء، 345/9

[2] محمد امین حسین، **خصائص الدعوۃ الاسلامیۃ**، (مطبع المنارۃ) ص: 17

[3] ابو الفضل، عبد الحفیظ، **مصباح الغات**، ص: 71

"وبلغت الرسالة،وشئ بالغ ای جید"[1]

اور بلغت الرسالۃ کا معنی ہے خط پہنچانا، اور شئ بالغ کا معنی ہے اچھی چیز۔ کیونکہ اس کا معنی مبالغہ کرنے کے بھی آتا ہے۔

بلغ جب باب مفاعلة سے استعمال ہو تو اس کا معنی لویس معلوف نے یہ لکھا ہے:

"بالغ فی الامرای اجتهد "[2]

بالغ فی الامر کا معنی ہے کسی معاملہ میں مبالغہ کرنا۔

اس سے ایک لفظ البلاغ آتا ہے جس کا معنی کافی ہونے کے آتے ہیں جیسے کہ محمد بن محمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

وقوله تعالى هذا بلاغ للناس أي هذا القرآن ذو بلاغ أي بيان كاف"[3]

اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ھذا ابلاغ للناس اور اس کا معنی ہے کہ یہ کلام لوگوں کے لئے کافی ہے۔

علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں درج ذیل معنی کیا ہے:

"البلوغ والبلاغ الانتہاء الیٰ اقصیٰ المقصدوالمنتھی مکانا"[4]

پہنچنا اور پہنچانا، مقصد کے منتہی تک یا مکان کے آخری حصہ تک پہنچنا۔

ابن منظور نے اپنی کتاب میں یہ معنی بیان کیا ہے:

"بلغ: بَلَغَ الشيءُ يَبْلُغُ بُلُوغاً وبَلاغاًوصَلَ وانْتَهَى وأَبْلَغَه هُوَ إِبْلاغاً وبَلَّغَه" [5]

بَلَغَ الشيءُ يَبْلُغُ بُلُوغاً وبَلاغاً کا معنی ہے وصل یعنی پہنچ گئی وانتھی مکمل ہوئی وابلغه هوابلاغا وابلغه ابلاغا تبلیغا یعنی پہنچانا۔ اپنے مقصد تک پہنچانا۔

تبلیغ کا معنی انگریزی میں یہ ہے۔

The delivery of a sermon or religious address to an assembled group of people, typically in church.

To try to persuade other people to believe ina particular belief or follow a particular way of life.[6]

---

[1] لویس معلوف، **المنجد فی اللغۃ**، (بیروت-دار المشرق) الطبعۃ الثالثۃ والثلاثون، ص:107

[2] **ایضا**، ص:48

[3] محمد بن محمد الحسینی، **تاج العروس من جواهر القاموس**، (دار الھدایۃ)، باب بلغ، 22/448

[4] اصفہانی، ابو القاسم حسین بن محمد راغب، **المفردات فی غریب القرآن**، (دار لمعرفۃ-لبنان) 1/60

[5] ابن منظور، **لسان العرب**، 8/419

[6] https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/preach,30/09/2021

قرآن میں بلغ کا معنی پہنچنا ہے جیسے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾[1]

"اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دے دی ہو اور وہ اپنی عدت کے قریب پہنچ جائیں تو ان کو بھلائی کے ساتھ (اپنی زوجیت میں) روک رکھو یا انہیں بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو"۔[2]

مذکورہ بالا آیۃ میں بلغن کا معنی پہنچنا ہے یعنی جب ان کی عدت پوری ہو جائے اور وہ خاوند کی زوجیت سے نکل جائے۔ بلغن جمع مونث غائب کا صیغہ بحث فعل ماضی مثبت ہے معنی اس کا ہے وہ سب عورتیں پہنچیں "یعنی وہ اپنی تکمیل مدت تک پہنچ جائیں۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾[3]

"اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو (اس کا مطلب یہ ہو گا کہ) تم نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا"۔[4]

مذکورہ آیت میں بلغ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو صیغہ واحد مذکر حاضر ہے بمعنی 'تو پہنچادے' 'تو تبلیغ کر یعنی پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچاؤ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے تبلیغ نہیں کی۔ بلغ کے معنی آخری انتہاء اور آخری حد تک پہنچ جانے کے آتے ہے۔

"بلغ الشجر" یعنی درخت پر پھل کا پک جانا ہے۔ جیسے کہتے ہیں "بلغ الشیب فی راسه" مطلب جب انسان کی عمر آخری حد تک پہنچ جائے اور اس کے بالوں میں سفیدی آجائے۔

تبلیغ کے لئے انگریزی میں لفظ To Preach اور To Propagate استعمال ہوتا ہے۔

"Preach ,to proclaim publicly ,praise, discourse publicly on a religious subject or form a text of scripture and deliver a sermon" [5]

تبلیغ یعنی عوام الناس کو مذہبی احکامات سنانا، تعریف کرنا، عام مجمع میں کسی مقدس مذہبی کلام یا مقدس کتاب کے متن پر گفتگو کرنا اور خطبہ دینا۔

---

[1] سورۃ البقرۃ:2/231

[2] تھانوی، اشرف علی، **تفسیر بیان القرآن**، مکتبہ رحمانیہ، ص:74

[3] سورۃ المائدۃ:5/67

[4] تھانوی، اشرف علی تھانوی **تفسیر بیان القرآن**، ص:1/498

[5] Webster’s third new international Dictionary, Encyclopedia Britannica Inc, Chicago USA 1993, p2/1783

تبلیغ کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں تبلیغ سے مراد لوگوں کو اچھائی کا حکم دینا اور انہیں منکرات اور منہیات سے روکنا تاکہ اسلام کے بقاکے ساتھ ساتھ اس کی اشاعت بھی ہو۔

تبلیغ کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ ایک تعریف ابن منظور نے اپنی کتاب میں کی ہے:

"کسی خوبی یا اچھائی اور بالخصوص دینی امور کو دوسرے افراد واقوام تک پہنچایا جائے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے"۔[1]

بالفاظ دیگر اسلام اور اس کے عقائد واحکام اللہ کے بندوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچادینا تبلیغ ہے۔

تبلیغ کسی نصب العین کی طرف خلوص اور اخلاص سے بلانا اور اس نصب العین سے اختلاف وانحراف کے نقصانات وخطرات سے ڈرانا اور غفلت ونسیان کے پردوں کو چاک کرکے اصل نصب العین کو یاد دلانے کی نصیحت کرنا ہے۔ اس سے بھی وسیع مفہوم میں تبلیغ کسی مذہب کا ایسا پرچار ہے جس کا مقصد لوگوں کو حلقہ مذہب میں شامل کرنا ہو۔ الموسوعہ میں تبلیغ کا معنی یہ لکھا ہے۔

التبليغ مَصْدَرُ بَلَّغَ اى أَوْصَل يُقَال بَلَّغَهُ السَّلاَمَ إِذَا أَوْصَلَهُ وَبَلَغَ الْكِتَابُ بُلُوغًا وَصَل وَالتَّبْلِيغُ فِي الاِصْطِلاَحِ أَخَصُّ مِنْ ذَلِكَ إِذْ يُرَادُ بِهِ الإِْعْلاَمُ وَالإِْخْبَارُلِأَنَّهُ إِيصَال الْخَبَرِ[2]

تبلیغ بلغ کا مصدر ہے یعنی پہنچنا کہا جاتا ہے اس نے سلام پہنچایا اور خط پہنچ گیا اور تبلیغ اصطلاح میں زیادہ خاص ہے کیونکہ اس سے اعلام اور کسی خبر کو پہنچانا مراد ہوتا ہے۔

اس طرح تبلیغ کا معنی اردو دائرہ معارف اسلامیہ نے یوں بیان کیا ہے:

"تبلیغ سے مراد کسی اچھائی یا خوبی بالخصوص دینی امور کو دوسرے اقوام وافراد تک پہنچایا جائے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے"۔[3]

---

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، **لسان العرب**، (دار صادر-بیروت) الطبعۃ الثالثہ: 1414ھ، 8/419

[2] **الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ**، صادر عن وزارۃ الاوقاف الشؤن الاسلامیۃ- کویت، الطبعۃ: (من 1404-1427ھ)، 10/117

[3] ایضا

دعوت و تبلیغ کے متعلق چند علماء کرام کے اقوال

سید سلمان ندوی[1] رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کے متعلق فرماتے ہیں:

"جس چیز کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اس کی اچھائی اور خوبی کو دوسرے لوگوں، قوموں اور ملکوں تک پہنچائیں اور ان کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔"[2]

ڈاکٹر خالد علوی[3] رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کے متعلق فرماتے ہیں:

"تبلیغ کسی فرد اور قوم کے لئے زندگی کی علامت ہے۔ تبلیغ کے دو دائرے ہیں یہ کسی قوم کے افراد کو اندرونی بگاڑ سے بچانے کا ذریعہ ہے اور دوسرے دائرے میں تمام انسانوں کو کسی خاص نظریہ اور نظام کا قائل کرنا ہے۔ ایک اعتبار سے یہ تحفظ ہے، تو دوسرے لحاظ سے توسیع۔ تبلیغ کسی فرد اور قوم کا اندرونی داعیہ ہے، جس کے تحت وہ دوسروں کو اپنی بات منوانے کی سعی وجد وجہد کرتا ہے۔"[4]

ایک اور مفہوم خالد علوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"تبلیغ کسی مذہب کا ایسا پرچار ہے جس کا مقصد لوگوں کو اپنے حلقہ مذہب میں شامل کرنا"۔[5]

ایسا ہی صاحب منجد تبلیغ کا مفہوم ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں:

دواع:من یدعو الناس الی دینه ومذهبه ۔[6]

داعی کی جمع دواع اور ان سے وہ وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں کو اپنے دین اور مذہب کی طرف بلائیں۔

داعی اس شخص کو کہا جائیگا جو لوگوں کو دین اور مذہب کی طرف بلائے۔

---

[1] سید سلمان ندوی نامور سیرت نگار، عالم اور مصنف تھے۔ 69 سال کی عمر میں کراچی میں 22 نومبر 1953ء میں وفات پائی۔ (دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ 1914ء)

[2] ندوی، سید سلمان، **سیرۃ النبی**، (آرزیڈ پیکجرز-لاہور)، 1408ھ، 4/184

[3] ڈاکٹر خالد علوی (وفات 2008) مشہور مصنف اور مذہبی سکالر تھے۔ وہ دعوہ اکیڈمی اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل تھے۔ (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی بلاگ، 19 نومبر 2008ء)

[4] علوی، خالد، ڈاکٹر، **انسان کامل**، (الفیصل ناشران وتجران کتب اردو بازار-لاہور) 2001ء، ص:128

[5] ایضا

[6] **المنجد**، ص:316

حاصل کلام یہ ہے کہ داعی اور داعیہ اس بندے کو کہتے ہیں جو لوگوں کو دین، مذہب یا کسی نظریہ اور مسلک کی طرف بلانے والا ہو۔

مولانا حفظ الرحمان[1] نے اپنے رسالہ میں تبلیغ کی یہ وضاحت کی ہے۔

"بیشک دعوت و تبلیغ وہ مقدس فریضہ ہے جو ہر ایک کلمہ گو مومن کی حیات، اور اس کی ہستی کا مقصد و احد ہے یہ درست ہے کہ پیغام حق ابو بکر و عمر، جنید و شبلی، کے ہی ساتھ مخصوص نہیں بلکہ امت مرحومہ کا ہر ایک فرد، عالم ہو یا جاہل، عورت ہو یا مرد، اس امانت الٰہی کا حامل اور پاسباں ہے"۔[2]

ایسا ہی آرنلڈ پروفیسر میکس ملر کے حوالے سے تبلیغی مذہب کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

"تبلیغی مذہب وہ ہے جس میں سچائی کا پھیلانا اور غیر مذہب والوں کو اپنے مذہب میں لانا۔ مذہب کے بانی یا اس کے جانشینوں نے ایک مقدس فریضہ قرار دیا ہے"۔[3]

اس تعریف میں یہ بات صاف طور پر ذکر ہے کہ دعوت و تبلیغ ایک مقدس فریضہ ہے جس کو بانیان مذہب نے لازم ٹھہرایا ہو لہٰذا اسلام میں بھی دعوت و تبلیغ ایک ایسا لازم امر ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ کلام پاک میں متعدد بار اللہ نے اپنے بندوں کو نیکی کا حکم کرنے اور انہیں برائی سے روکنے اور انہیں رب کی طرف بلانے کا حکم دیا ہے اور احادیث میں بھی یہ مضمون بکثرت وارد ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے کئی مواقع پر اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں لوگوں کو دعوت و تبلیغ کا حکم دیا۔

تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ دینی امور اور معاملات کو دوسرے افراد تک پہنچانے کا نام تبلیغ ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ تبلیغ سے مراد اپنے مذہب کا پرچار کرنا اور لوگوں کو اپنے مذہب میں شمولیت کی دعوت دینا ہے۔ مختلف لوگوں کو اچھائی اور بھلائی کی طرف بلانا ہے۔

قرآن پاک میں دعوت و تبلیغ کا مفہوم

قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے دعوت و تبلیغ کا مفہوم مختلف مقامات میں مختلف انداز سے بیان فرمایا۔

---

[1] مولانا حفظ الرحمان بن مولانا شمس الدین صدیقی، ولادت 1318ھ۔1919ء میں ہندوستان کے سیاست میں حصہ لیا1922ء میں گرفتاری ہوئی وفات 2 اگست 1962ء میں ہوئی۔ (بیس بڑے مسلمان ص:909)

[2] حفظ الرحمٰن سیوہاروی، **اصول دعوت و تبلیغ**، (لٹل سٹار بندر روڈ لاہور)2004ء، ص:6

[3] عنایت اللہ، **دعوت اسلام** (شعبہ تحقیق و مطبوعات: مذہبی امور و اوقاف)، 5/202

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[1]

"اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کرکے دعوت دو اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اللہ نے حکمت اور دانائی سے لوگوں کو اپنی طرف بلانے اور اس کا تابع کرنے کو تبلیغ اور دعوت کہا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾[2]

"(مسلمانو!) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے وجود میں لائی گئی ہے تم نیکی کی تلقین کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے حق میں کہیں بہتر ہوتا۔ ان میں سے کچھ تو مومن ہیں مگر ان کی اکثریت نافرمان ہیں"۔

اس آیت میں اللہ نے معروف کے کرنے اور منکر سے بچنے کے حکم دینے کو دعوت و تبلیغ کہا ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں بھی دعوت و تبلیغ کا مفہوم بیان ہوا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر[3] رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً))[4]

میری طرف سے ایک آیت، ایک بات بھی تم آگے لوگوں تک پہنچاؤ اور دوسروں کو اس کی دعوت دو۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))[5]

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

---

[1] النحل:125

[2] آل عمران:110

[3] عبد اللہ نام، ابو عبد الرحمن کنیت، یہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ غزوۂ احد میں جو ۳ھ میں پیش آیا، چودہ برس کے تھے، اس حساب سے ان کی پیدائش کا تخمینی زمانہ بعثت کا دوسرا سال ہے اور ۶ نبوی میں جب حضرت عمرؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو ابن عمر کا سن تقریباً پانچ برس کا ہو گا۔
https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%B9%D8%A8%D8%AF_%D8%A7%D9%84%D9%84%DB%81_%D8%A8%D8%B9%D9%85%D8%B1 تاریخ اخذ 2021/10/12D9%86_%

[4] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، (دار طوق النجاۃ) الطبعۃ الاولیٰ، 1422ھ، باب ماذکر عن بنی اسرآیل، ح:4,3461/170

[5] ایضا، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، ح:5027

اس حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے تعلیم پھیلانے اور اس کی تبلیغ کرنے والے کو بہترین شخص قرار دیا ہے۔ان احادیث سے بھی دعوت و تبلیغ کا وہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا اوران تک قرآن کے احکامات اور اللہ کے ارشادات پہنچانا دعوت و تبلیغ ہے۔

مندرجہ بالا تمام تعریفات و مفاہیم کو سامنے رکھتے ہوئے ہم دعوت و تبلیغ کی تعریف یا اس کا مفہوم کچھ ان الفاظ میں بیان کرسکتے ہیں۔دعوت و تبلیغ ایک ایسا مقدس امر ہے جو خالق کو مخلوق سے ملانے اور بندوں کو ان کے معبود حقیقی کی پرستش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔اور دین اسلام کے احکامات کو اپنی زندگی کا جزولازم بناکر زندگی گزارنے کی دعوت دینا ہے۔

یہ ایک ایسی دعوت اور پیغام ہے جس سے لوگوں کو اسلام کی مقدس اور خالص تعلیمات کی پیروی کرنے اور ان کو ادیان باطلہ کے مکروہ چہرہ سے روشناس کرانا ہے۔

باالفاظ دیگر دعوت و تبلیغ کا مطلب دین اسلام کو بغیر تحریف اور ردوبدل کے دوسروں تک پہنچانا اور اسلام کے احکامات اور حدود و فرائض سے واقف کرانا ہے۔

دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف میں فرق

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اللہ کی طرف بلانا اور دعوت ہی ہے۔لیکن آمر اور ناہی منکر کو زائل اور اچھائی کو لازم کرتا ہے جب اس کو قدرت حاصل ہو جبکہ داعی وضاحت اور بیان کرتا ہے۔داعی الی اللہ احکام شرعیہ بیان کرتا ہے اور ان احکام کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور ان احکام کی مخالفت سے ڈراتا ہے۔اسی لئے اللہ رب العزت نے دونوں باتوں کو جمع فرمایا ہے پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔پس داعی وضاحت کرتا ہے اور لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے جبکہ آمر کے پاس قدرت ہونی چاہئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے۔

یعنی ہر آمر داعی ہوتا ہے جبکہ ہر داعی آمر نہیں ہوتا۔ان کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔جیسا کہ ایک شخص سورۃ الاخلاص کی تفسیر بیان کرتا ہو اور اللہ کی صفات بیان کرتا ہو تو وہ داعی تو ہوا لیکن آمر بالمعروف نہ ہوا۔

فصل دوم

دعوت و تبلیغ کی فضیلت واہمیت

حکیمانہ دعوت و تبلیغ جسم اسلام کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔اس پر اسلام کی کامیابی، اسلام کی قوت اور اسلام کی وسعت کا دارومدار ہے۔ آج سب سے بڑھ کر اس امر کی ضرورت ہے اور غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے زیادہ مسلمانوں کو اچھا مسلمان بنانے کی ضرورت ہے۔ نام کے مسلمانوں کو کام اور کردار کے مسلمان بنانا، قومی اور رواجی مسلمان کو دینی مسلمان بنانے کی ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر کلام اللہ کی یہ آیت سامنے آتی ہے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه وَ الْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِه وَ الْكِتٰبِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ﴾[1]

"اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری تھی"۔

ایمان والوں سے خطاب کا مطلب ہی یہی ہے کہ کامل ایمان میں داخل ہو جاؤ اور ظاہرا و باطنا مسلمان ہو جاؤ۔ شہر در شہر اور دیہات در دیہات مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام جاری کیا جائے۔[2]

جو لوگ پہلے سے مؤمنین ہیں ان کو ایمان کی دعوت کا مطلب یہی ہے کہ ظاہر او باطنا اسلام میں داخل ہو جاؤ فقط اسلام کا لبادہ اوڑھنے سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو گا۔

مبحث اول: دعوت و تبلیغ کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

دعوت و تبلیغ ایک اہم امر ہے۔ اسی پر اسلام کی بنیاد، استحکام اور قوت منحصر ہے۔ اس کے بغیر اسلامی تشخص کا بر قرار رہنا مشکل ہے۔ دعوت و تبلیغ کسی فرد اور ملت کے لئے حیات کی علامت ہے۔ کلام اللہ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت اور اس کے اصول و ضوابط پر تفصیلی بحث کی ہے۔ ہمارے نبی رحمت ﷺ نے دعوت و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تمام پہلوؤں پر بہترین روشنی ڈالی ہے۔ آپ ﷺ نے تمام انسانیت کو مساوات کا درس دیا اور تمام امت کو یکساں طور پر دعوت کا حقدار ٹھرایا۔ آپ ﷺ نے اپنی تبلیغ کے لئے قریش و غیر قریش عرب و عجم، یمن اور حجاز کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ اپنا دربار ہر خاص و عام کے لئے ہر وقت کھلا رکھا بلکہ دنیا کی ہر قوم، ہر

---

[1] النساء:136

[2] سلیمان ندوی، **اسلام کا نظام دعوت و تبلیغ**، (دعوۃ اکیڈمی: اسلامک یونیورسٹی) اشاعت 1999ء ص:20

اہل زبان میں دعوت پہنچانا ایک لازمی امر قرار دیا۔ قرآن پاک میں دعوت و تبلیغ کے ضمن میں دو طرح کے ارشادات ہیں:

ایک آیات وہ جن میں اس فریضہ کی طرف توجہ مرکوز کرائی گئی ہے۔

دوسری قسم کی وہ آیات جن میں امر بالمعروف اور دعوت کا طریقہ بیان کیا گیا۔

آپ ﷺ کے دعوتی انداز کے لئے کلام الہی میں مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر، دعوت، تبلیغ، تبشیر، انذار، تذکیر اور موعظت وغیرہ۔ قرآن پاک میں جناب نبی کریم ﷺ کے جملہ مساعی کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور آپ ﷺ سے فرمایا کہ ہر قسم کے خطرات سے مبرا اور بے خوف ہو کر اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے دعوت کامل طریقہ سے نہیں پہنچائی۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾[1]

"اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو (اس کا مطلب یہ ہو گا کہ) تم نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تمہیں لوگوں کی سازشوں سے بچائے گا۔ یقین رکھو کہ اللہ کالوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وأعلمه تعالى ذكره أنه إن قصَّر عن إبلاغ شيء مما أنزل إليه إليهم، فهو في تركه تبليغ ذلك"[2]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بتایا کہ اگر کوتاہی کی ان کی طرف نازک کردہ اشیاء میں تو وہ گویا کہ تبلیغ کو ترک کرنا ہے۔

مذکورہ آیت کے متعلق مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح القرآن میں فرماتے ہیں:

"اے رسول ﷺ آپ ﷺ کے رب کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے وہ سب لوگوں کو پہنچا دیجئے" جس طرح اب تک پہنچا رہے ہیں "اور اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام ہی نہیں پہنچایا" جہاں تک دشمنوں کی سازشوں کا تعلق

---

[1] المائدۃ:5/67

[2] الطبری، احمد بن جریر بن یزید بن کثیر، ابو جعفر المتوفی (310ھ)، **جامع البیان فی تاویل القرآن**، محقق: احمد محمد شاکر، موسسہ الرسالہ، طبع اولی 1420ھ 10/467

ہے تو ان سے بالکل بھی خوف زدہ نہ ہوں کیونکہ "اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو لوگوں کے شر سے بچائے رکھیں گے۔ بے شک اللہ کافر لوگوں کو راہ نہیں دکھائیں گے۔ "[1]

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾[2]

"اور اگر تم (اس حکم سے) منہ موڑو گے تو جان رکھو کہ ہمارے پر صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صاف صاف طریقہ سے اللہ (کے حکم کی) تبلیغ کر دیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں ابو السعود العمادی محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ابو السعود میں فرماتے ہیں:

أي أعرضتم عن الامتثال بما أُمرتم به من الاجتناب عن الخمر والميسر وعن طاعة الله تعالى وطاعة رسوله صلى الله عليه وسلم والاحترازِ عن مخالفتهما {فاعلموا أَنَّمَا على رَسُولِنَا البلاغ المبين} وقد فعل ذلك وأما ما قيل من أن المعنى فاعلموا أنكم لم تضرُوا بتولّيكم الرسولَ لأنه ما كُلّف إلا البلاغَ المبينَ بالآيات وقد فعل وإنما ضررتم أنفسكم حين أعرضتم عما كُلِّفتموه۔[3]

پس جان لو کہ اگر تم اعراض کر کے نبی کو نقصان دینا چاہو تو نہیں دے سکتے کیونکہ نبی کا کام صرف واضح پیغام دینا ہے اور ان کو صرف اللہ کی بات پہنچانے کا مکلف بنایا گیا ہے اور وہ یہ کام انتہائی محنت اور لگن سے کر چکے ہیں۔ بلکہ نبی کی دعوت سے اعراض کر کے تم اپنے آپ کو نقصان دو گے۔

نظام عالم اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت سے قائم ہے۔ لہٰذا انسان کے لئے بے حد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ادراک کرے۔ اور جو لوگ اس کی نافرمانی کرتے ہیں ان کو منع کرتا رہے۔

اللہ کی طرف اور اس کے دین کی طرف دعوت دینا اور منکرات سے روکنا تمام انبیاء کی مشترکہ ذمہ داری رہی۔ اگر یہ فریضہ کوئی بھی شخص سرانجام نہ دیتا تو دنیا فسق و فجور سے بھر جاتی۔

1۔ دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر نجات کا ذریعہ

دنیاوی خسارہ سے بچنے کے لئے اور اخروی نجات کے حصول کے لئے دعوت و تبلیغ کرنا اور لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] محمد نعیم، **تفسیر روح القرآن**، (ناشر مکتبہ جامعہ بنوریہ العالمیہ)، 3/198

[2] سورہ المائدہ 5/92

[3] ابو السعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفیٰ (المتوفی: 982ھ)، **تفسیر ابی السعود (ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکریم)**، ناشر (دار احیاء التراث)، 3/76

﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾[1]

"زمانے کی قسم انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں"۔

اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔

وَتَوَاصَوْا بینهم بِالْحَقِّ بالمعروف قال الحسن وقتادة بالقران وقال مقاتل بالايمان والتوحيدمسالة:الامر بالمعروف والنهي عن المنكرواجب من ترك فهومن الخاسرين۔[2]

ایک دوسرے کو نیکی اور اچھے کاموں کی نصیحت کرتے ہیں، اور آگے انہوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے جس نے اسے ترک کیا وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

اور اس آیت کی تفسیر میں علامہ صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

"حكم تعالى بالخسارةعلى جميع الناس إلا من أتى بهذه الأشياء الأربعة وهي الإيمان والعمل الصالح والتواصي بالحق والتواصي بالصبر"۔[3]

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خسارے سے وہی انسان بچے گا جو یہ چار کام کرنے ایمان اور عمل صالح کو اپنی ذات میں اپنائے اور حق اور صبر کی نصیحت دوسروں کو کرے۔

کلام پاک میں ایک اور مقام پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾[4]

"اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف دعوت دینے والا بنایا تاکہ لوگوں کا تعلق اپنے رب کے ساتھ جڑا رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص گروہ یا قوم کے لئے داعی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے داعی کی حیثیت سے اس عالم میں تشریف لائے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی[5] رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ کی رحمت مومنین کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لانے والی ہے۔ یہاں بتادیا کہ وہ اجالا اس

---

[1] العصر:1-3

[2] المظہری، محمد ثناء اللہ، **تفسیر مظہری**، (مکتبۃ الرشیدیۃ-الباکستان)، الطبعۃ:1412ھ، 10/337

[3] الصابونی، محمد علی، **صفوۃ التفاسیر**، (دار الصابونی للطباعۃ والنشر والتوزیع-القاہرۃ) الطبعۃ الاولیٰ:1417ھ، 3/575

[4] الاحزاب:46

[5] مولانا شبیر احمد عثمانی بن مولانا فضل الرحمان ولادت 10 محرم 1305ھ بمقام بجنور۔ دار العلوم دیوبند سے 1907ء کو سند فراغت حاصل کی وفات 13 دسمبر 1369ھ کو ہوئی۔ (تذکرہ سوانح علامہ شبیر احمد عثمانی، زیر سرپرستی مولانا عبد القیوم حقانی، جامعہ ابوہریرۃ تحصیل وضلع نوشہرہ ص:396)

روشن چراغ سے پھیلا ہے۔ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "آپ ﷺ آفتاب نبوت وہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں۔"[1]

معلوم ہوا کہ نیکی کی طرف دعوت دینا، نبی کی ایک صفت ہے۔جب یہ نبی علیہ السلام کی صفت ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ افضل ترین عمل ہے۔

2۔ دعوت وتبلیغ کی نسبت رب کی طرف

دعوت وتبلیغ کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ اس کام کی نسبت رب نے خود اپنی طرف کی ہے۔

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾[2]

اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف اور وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

درج بالا آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔جیسا کہ عبد اللہ بن محمد نے اپنی کتاب الدعوۃ الاصلاحیہ میں فرمایا۔

"ان الدعوة الى الله تعالىٰ تولاها الله سبحانه بنفسه فهو الذى يدعو عباده الىٰ طاعته وتقواه التى هى طريق الجنة،وينهاهم عن معصيته ومخالفة امره التى هى طريق الناروالعذاب"[3] كما قال سبحانه وتعالى:﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾[4]

بیشک دعوت اللہ کی طرف اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے طرف منسوب کیا پس وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کو اپنی اطاعت اور تقویٰ اختیار کرنے کی طرف بلاتا ہے جو طریق جنت ہے اور اللہ منع کرتا ہے اپنی مخالفت اور معصیت سے جو کہ آگ اور عذاب کا راستہ ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف اور وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت کے متعلق امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فإن الله يدعوكم إلى داره وهي جناته التي أعدَّها لأوليائه، تسلموا من الهموم

---

[1] شبیر احمد عثمانی، **القرآن الکریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردیۃ**، (لاہور، یونائیڈ آرٹ پرینٹرز، 1999ء)، ص:564

[2] یونس:25

[3] عبد اللہ بن محمد، الدعوۃ الاصلاحیۃ فی بلاد نجد علی ید الامام المجدد الشیخ محمد بن عبد الوھاب واعلامہا من بعدہ، (ریاض: دار التدمریۃ، الطبعۃ السابعۃ، 1419ھ)ص:22

[4] یونس:25

والأحزان فيهاوتأمنوا من فناء ما فيها من النَّعيم والكرامة التي أعدَّها لمن دخلها وهو يهدي من يشاء من خلقه فيوفقه لإصابة الطريق المستقيم وهو الإسلام الذي جعله جل ثناؤه سببًا للوصول إلى رضاه وطريقًا لمن ركبه وسلك فيه إلى جِنانه وكرامته كما ورد فی الاثر:عن قتادة قال: "الله"السلام ودارُه الجنة۔[1]

امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب میں فرماتے ہیں،اے لوگوں تم دنیا اور اسکی زینت طلب مت کرو بیشک اس کا انجام فناء اور زوال کی طرف ہے جیسا اللہ نے نباتات کی مثال دی کہ جن کا خاتمہ ہوتا ہے بلکہ تم آخرت کا مطالبہ کرو اور اس کے لئے عمل کرتے رہو۔اور جو اللہ کے پاس ہے وہ حاصل کرنے کی کوشش کرو پس بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں بلاتا ہے اپنے گھر جو کی جنت ہے اسکی طرف جو اس نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کی ہے، جس میں تم غموں اور پریشانیوں سے محفوظ رہو گے۔اور فناء ہونے سے امن میں رہو گے۔ اسمیں نعمتیں اور اعزاز و اکرام ہے جو اس نے ان کے لئے تیار کیا ہے جو اس میں داخل ہونگے اور وہ اللہ درست راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سے تو اسے توفیق دیتا ہے سیدھے راستہ کی اور وہ سیدھا راستہ اسلام ہے جسے اللہ نے اپنی رضا کا سبب بنایا ہے اور راستہ بنایا ہے اس شخص کے لئے جو اس راہ پر چلے اس کی جنت کی طرف جیسا کہ روایت میں آتا ہے:حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دار السلام سے مراد جنت ہے۔

ما قبل آیت اور تشریح سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سلام سے مراد اللہ کی بنائی ہوئی جنت ہے جو اس نے اپنے نیک لوگوں کے لئے لئے تیار کی ہے اور یہ دعوت دیناخود اللہ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔

3۔ دعوت الیٰ اللہ تمام انبیاء کا طریقہ

دعوت الیٰ اللہ تقریبا تمام انبیاء کا طریقہ رہاہے اور انبیاء اس روئے زمین پر سب سے اشرف مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا انتخاب فرمایا تاکہ ان کو مکلف بنائے اپنی طرف دعوت دینے کا۔اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾[2]

اور واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔

اس آیت کی تفسیر علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] ابن کثیر، محمد بن جریر الطبری، **جامع البیان فی تاویل القرآن**،(مؤسسۃ الرسالۃ:الطبعۃ الاولی،1420ھ) محقق،احمد محمد شاکر،15/59

[2] النحل:36

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إلا أن يبلغوا الحق، وأن الله لا يشاء الشرك والمعاصي بالبيان۔[1]

کہ انبیاء اور رسل پر صرف حق بات کی تبلیغ کرنا تھی اور یہ کہ اللہ نہیں چاہتے شرک اور نافرمانی۔

اگر ہم قرآن پاک کی اس آیت پر غور کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کوئی معمولی کام نہیں بلکہ یہ تمام انبیاء کا طریقہ اور سنت کام ہے۔ سابقہ انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ میں نے ان کو اس بات کا پیغام اور حکم دیا تھا کہ وہ ایک اللہ کی طرف لوگوں کو بلائیں اور پنی امت کو شرک سے باز رہنے کا حکم دیں۔

5۔ امت محمدیہ کی فضیلت

امت محمدیہ کا تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہونا امر بالمعروف ونھی عن المنکر کی وجہ سے ہے۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[2]

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو کہ تم بھلائی کی طرف بلاتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

اس آیت میں امت محمدیہ کے خیر الامم ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہے، کہ یہ امت لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ہی وجود میں آئی ہے، اور اس کا سب سے بڑا نفع یہ ہے کہ یہ لوگوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کی فکر کرتی ہے اور یہ اس امت کا منصبی فریضہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ علاؤالدین علی بن محمد البغدادی اپنی تفسیر تفسیر الخازن میں فرماتے ہیں۔

فأما المخاطبون بهذا من هم ففيه خلاف قال ابن عباس في قوله كنتم خير أمة هم الذين هاجروا مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم۔[3]

بہر حال اس خطاب کے مخاطبین کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے مخاطب وہ صحابہ کرام ہیں، جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت ابن عمر[4] رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ خطاب اگرچہ آپ کے اصحاب کے ساتھ خاص ہے، مگر جو کوئی بھی ان کی طرح امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرے گا وہ بھی خیر امت میں داخل ہو گا۔ اور آگے فرمایا اس آیت میں

---

[1] الزمخشری، محمود بن عمروب ناحمد (المتوفی:538ھ)، **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**، (دار الکتب- بیروت، البطعیۃ الثالثۃ 1407ھ) 2/605

[2] آل عمران:110

[3] الخازن، علاء الدین علی بن محمد بن ابراھیم، **لباب التاویل فی معانی التنزیل**، (دار الکتب العلمیۃ- بیروت)، الطبعۃ الاولیٰ- 1415ھ، 1/284

[4] عبد اللہ بن عمر آپ کا لقب خیر الامۃ ہے۔ آپ کی پیدائش ہجرت سے تین سال قبل ہوئی وفات نبی کے وقت آپ کی عمر تیرہ برس تھی اور عند البعض 15 تھی۔ آپ کی وفات 68ھ میں ہوئی۔ (اسد الغابۃ، از عز الدین ابن الاثیر، مترجم عبد الشکور فارقی لکھنوی، (المیزان ناشران و تاجران کتب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ :2/286)

"تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" ایک نیاکلام ہے اس میں امت کی خیر الامت ہونے کی وجہ بتائی گئی ہے، کہ یہ امت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتی ہے اور اس آیت میں معروف سے مراد توحید اور منکر سے مراد شرک ہے۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین الرازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

قَوْلُهُ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ظَاهِرُ الْخِطَابِ فِيهِ مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّهُ عَامٌّ فِي كُلِّ الْأُمَّةِ، وَنَظِيرُهُ قَوْلُهُ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيامُ﴾[1] ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصاصُ﴾[2] فَإِنَّ كُلَّ ذَلِكَ خِطَابٌ مَعَ الْحَاضِرِينَ بِحَسَبِ اللَّفْظِ وَلَكِنَّهُ عَامٌّ فِي حَقِّ الْكُلِّ كَذَا هَاهُنَا۔

بظاہر اگرچہ یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ سے ہے لیکن قرآن کے دیگر خطابوں کی طرح اس میں بھی عموم ہے کہ اس میں بھی تمام امت شامل ہے ، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيامُ﴾[3] ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصاصُ﴾[4] یہ خطاب اگرچہ الفاظ کے اعتبار سے حاضرین کے لئے ہے، مگر اس میں تمام امت شامل ہے اسی طرح اس آیت میں بھی ساری امت شامل ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[5]

اور تمہارے درمیان ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے روکیں۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدی کی ذمہ داری لگادی ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چ جو خیر کی طرف لوگوں کو بلائے۔ مفتی محمد شفیع[6] رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت کے لکھتے ہیں:

---

[1] البقرۃ:183

[2] البقرۃ:178

[3] البقرۃ:183

[4] البقرۃ:178

[5] آل عمران:109

[6] محمد شفیع بن یسین ولادت جنوری 1897ء بمقام دیوبند، 1335 میں دوری حدیث سے سند فراغت حاصل کی۔ 11 شوال 1396ھ میں وفات پائی۔

"پھر اس جماعت کے بعض اہم اوصاف اور امتیازات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ﴿يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ﴾[1] یعنی اس جماعت کا پہلا وصف خصوصی یہ ہوگا کہ وہ خیر کی طرف دعوت دیا کریگی، گویا دعوت الی الخیر اس امت کا مقصد اعلی ہوگا۔"[2]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کی ایک صفت بیان فرمائی کہ اور اس امت کو حکم دیا کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو ہمہ وقت حق کی طرف دعوت دیتی چلی جائے۔

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾[3]

اور مسلمانوں کے لئے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ (ہمیشہ) سب کے سب (جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں، لہٰذا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ (جہاد کے لئے) نکلا کرے تاکہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے ہوں) وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے محنت کریں اور جب ان کی قوم کے لوگ (جو جہاد میں گئے ہیں) ان کے پاس واپس آئیں تو یہ ان کو متنبہ کریں۔

امت محمدیہ میں ہمہ وقت ایسا علمی طبقہ ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو منکرات سے روکے اور نیک کاموں کی طرف رغبت دیں۔ ان کو حلال و حرام کا پتہ دیتے رہیں۔ اس آیت میں یہی بیان ہوا ہے کہ امت کہیں علمی بحران سے دوچار نہ ہو جائے۔ مولانا سید حسینی الندوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"تمام اہل ایمان سے ایک تعداد نکل کھڑی ہو یہ ہونا نہیں ہے تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر آبادی سے ایک تعداد نکلے (جو اپنے اپنے علاقوں سے مرکز اسلام میں جائے) تاکہ دین میں تفقہ حاصل کرے اور اپنے لوگوں کو واپس آکر خبر دار کردے، متنبہ کرے، تاکہ وہ چوکنا ہوں"۔[4]

مذکورہ بالا تمام تشریحات سے دعوت و تبلیغ کی ضرورت و اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں مختلف اسلوب کے ساتھ اس موضوع کو بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا دعوت و تبلیغ ہر مسلمان کا مشن ہونا چاہئے تاکہ دنیا میں دین خدا کا پرچار ہو اور کفر و ظلمت دنیا سے مٹ جائے۔

---

[1] ایضا

[2] محمد شفیع، **معارف القرآن**، (کراچی: ادارۃ المعارف کراچی، 1974ء)، 2/140

[3] التوبہ: 122

[4] سید سلیمان حسنی ندوی، **آخری وحی**، (لکھنو، دارالسنۃ للنشر والتوزیع، 2014ء)، 1/414

مبحث دوم: دعوت و تبلیغ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

قرآن کے بعد دوسرا بڑا مصدر جناب رسول اللہ ﷺ کے فرامین ہیں۔ اس مبحث میں احادیث کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کی فضیلت بیان کی جائے گی۔

جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مختلف انداز سے مختلف آیات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو امت محمدیہ کے ہر فرد پر اپنی استطاعت کی حد تک لازم قرار دیا ہے اور بتایا کہ امت محمدی کے خیر الامم ہونے کی وجہ دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔

اسی طرح مختلف احادیث میں آپ ﷺ نے مختلف انداز اور مختلف الفاظ سے اور خاص کر حجۃ الوداع کے موقع پر اس فریضہ یعنی دعوت و تبلیغ و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت کو بتلا کر اس فریضہ کو کماحقہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے، اور امت کے لئے اس فریضہ کو ضروری قرار دیا ہے اور اس فریضہ کے عدم ادائیگی کی وجہ سے مختلف قسم کی وعیدیں بھی بیان کی ہیں۔

مندرجہ ذیل احادیث سے دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

دعوت و تبلیغ کی اہمیت اور اسکی ضرورت کسی آنکھ سے مخفی نہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات ذکر کرنے کے بعد اب ہم ان احادیث نبویہ ذکر کرتے ہیں کہ جن میں دعوت و تبلیغ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور مسلمان طبقہ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔

1۔ اپنی استطاعت کے مطابق برائی روکنا۔

اس امت پر اپنی استطاعت کے مطابق برائی کو روکنا لازم ہے۔ اگر کوئی بھی شخص اپنے سامنے برائی ہوتے ہوئے دیکھے تو تین درجات میں سے ایک درجہ میں اس پر لازم ہے کہ وہ اس برائی کو روکے۔ حدیث میں ہے کہ:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))[1]

جو کوئی تم میں سے برائی دیکھے پس وہ اپنے ہاتھ سے روکے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھے تو وہ زبان سے روکے اور جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھے وہ دل سے روکے (یعنی برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور حصہ ہے۔

---

[1] ابوداؤد سلیمان الاشعث بن اسحاق (المتوفیٰ:275ھ)، سنن ابی داؤد، (المکتبۃ العصریۃ، صیدا- بیروت)، المحقق محمد محیی الدین، 1/296

اس حدیث کو امام ابن حجر[1] رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے تہائی احکام معلوم کرنے کا سبب قرار دیا۔[2]

اس حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

یہ کہ دعوت و تبلیغ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا سب کے لئے ہے اور ہر بندہ کی ذمہ داری بنتی ہے لیکن اس ذمہ داری اور لزوم میں فرق ہے۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی اگر کسی برائی کو دیکھے اور وہ وہاں دعوت کا کام سرانجام دینے پر قادر ہو اور طاقت رکھتا ہو تو اس پر ایسے وقت میں دعوت کا کام یعنی نہی عن المنکر کرنا ضروری اور لازم ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ہاتھ سے منع کرنے میں مزید برائی یا فساد پھیلنے کا خوف اور اندیشہ ہو تو تب ہاتھ سے روکنا درست نہیں تاکہ فساد اور انتشار سے بچا جائے۔

دوسرا درجہ یہ کہ اگر طاقت اور ہاتھ کے استعمال کرنے پر وہ قدرت نہیں رکھتا اور اس کے کلام میں اثر موجود ہے تو وہ کلام سے روکے اور زبان سے وہاں دعوت و تبلیغ کا کام کرے۔ لیکن ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو ترش اور ایک داعی کو زیب نہ دیتا ہو اور بد اخلاقی یا ترش رویہ میں کہی ہوئی بات اپنا اثر نہیں رکھتی بلکہ نرمی اور درد دل سے دی ہوئی دعوت اپنا اثر رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں مخاطب کی حقارت بالکل نہیں کرنی چاہئے کیونکہ حقارت کرنے پر اللہ کے ناراض ہونے کا اندیشہ ہے اور داعی کا خود اس برائی میں پڑ جانے کا خوف ہے۔ لہٰذا خلوص دل اور نرم زبان سے دعوت دی جائے۔

تیسرا درجہ جسے سب سے آخری اور کمزور درجہ کہا ہے وہ یہ کہ برائی کو دیکھ کر اس کے دل میں برائی کے خلاف سخت نفرت پیدا ہو جائے۔ بالفرض اگر وہ ہاتھ سے برائی کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتا اور زبان بھی بوجہ کمزوری و ضعف یا بوجہ انتشار و خوف فتنہ استعمال نہیں کر سکتا تو ایمان کا کمزور اور آخری درجہ یہ ہے کہ کم از کم دل میں اس منکر کو برا سمجھے۔ جو شخص ان تینوں ذمہ داریوں میں سے ایک بھی نہیں نبھاتا تو اس کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے بوجہ ایمان کہ یہ رویہ اسے زیب نہیں دیتا۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی باقی احکامات کی طرح اس

---

[1] ابن حجر عسقلانی مشہور محدث تھے جنھوں نے بخاری کی شرح **فتح الباری** لکھی۔ آپ کا عہد چودھویں صدی عیسوی کے نصفِ اول کے آخر سے لے کر پندرھویں صدی عیسوی کے نصفِ اول تک کا ہے۔ آپ نامور مؤرخ اور شافعی مذہب فقیہ تھے۔ مصر میں پیدا ہوئے۔ علوم حدیث میں سند شمار ہوتے ہیں۔

[2] ابن حجر، الفتح المبین بشرح الاربعین للھیثمی، ص:549

امت کے ہر شخص پر اپنی استطاعت کی حد تک لازم ہے اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مختلف مراتب ہیں جن کی طرف اس حدیث مبارک میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ پہلا درجہ امراء کے لئے ہے، دوسرا درجہ علماء کے لئے ہے اور تیسرا درجہ عام مسلمانوں کے لئے ہے۔

2۔ تبلیغ دین پر خوشحالی کی دعا۔

حضرت زید بن ثابت[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

((نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا، فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ))[2] صحیح

میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی اس شخص کو ترو تازہ (آباد وشاداب) رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور اسے یاد رکھا یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچادیا کیونکہ بہت سے حاملین فقہ ایسے ہیں جو فقہ کو اپنے سے زیادہ فقیہ وبصیرت رکھنے والے تک پہنچادیتے ہیں اور بہت سے حاملین فقہ فقیہ نہیں ہوتے۔

3۔ داعی کے لئے دوسرے کے اعمال کا اجر

داعی کے کئے دوسرے کے اجر کا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الخَيْرِ كَفَاعِلِهِ))[3] صحیح

بیشک خیر کے کام کی طرف راہنمائی کرنے والا گویا اس کام کے کرنے والے کی طرح ہے۔

اس حدیث میں دعوت و تبلیغ دینے والوں کے لئے ایک عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اگر آدمی کسی برائی سے روکے اور اچھائی کا حکم دے تو اس کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

ایک تو یہ وہ اس کو دعوت دے رہا ہے۔ اس کو برائی سے روک رہا ہے اور اچھائی کا حکم دے رہا ہے۔ یہ خود ایک اچھا عمل اور عبادت ہے جس کی فضیلت سے انکار نہیں۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ ہو رہا ہے کہ اگر اس کی ترغیب و ترہیب سے کسی برے کام سے کوئی رک گیا یا اس کی وجہ سے کسی نے کوئی اچھا کام کر لیا تو اس کے ثواب میں دوسرے

---

[1] زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری کنیت ابو سفید اور بعض کے ہاں ابو عبد الرحمان اور ابو خارجہ ہے۔ بوقت ہجرت عمر یارہ برس تھی۔ یہ کاتب وحی میں سے تھے سن وفات ایک قول کے مطابق 45ھ ہے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ص:300)

[2] ابو داؤد، **سنن ابو داود**، باب فضل نشر العلم، ح:3660، 3/222

[3] الترمذی، محمد بن عیسٰی بن سورۃ بن موسی، **سنن الترمذی**، (شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی: مصر) الطبعۃ الثانیۃ، 1395ھ، باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ، ح:2670، 26/41

کو بھی برابر کا حصہ ملے گا۔ وہ جب تک اس نیک عمل پر مداومت اختیار کرتا ہے تب تک اس نیک عمل کا بدلہ اسے ملتا رہے گا۔

اس لئے بعض اہل علم لکھتے ہیں کہ اسلاف کی امتیازی فضیلت کی اصل وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے اچھائیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے منع کیا۔ چنانچہ ان کو تو دنیا سے رخصت ہوئے زمانہ بیت گیا لیکن جو لوگ ان کے بتانے کے بعد کسی برائی سے باز آئے ہوں یا کوئی نیک عمل شروع کیا ہے اور آج تک نیکی نقل در نقل چلی آرہی ہے تو ان اسلاف کو اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ کیونکہ نیکی کی طرف راہ دکھلانے والا اس کام کے کرنے میں برابر کا شریک ہے۔

مبحث سوم: دعوت و تبلیغ آثار صحابہ کرام واقوال علماء کرام کی روشنی میں

آثار صحابہ کرام اور اقوال فقہاء دین کے باب میں ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہم دینی مسائل میں قرآن و حدیث کے بعد آثار صحابہ اور اقوال فقہاء پر اعتماد کرتے ہیں۔ لہٰذا دعوت و تبلیغ کی اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرنے کے بعد آثار صحابہ کے روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

اس مبحث میں صحابہ کرام کے آثار، علماء کرام اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کی اہمیت اجاگر کی جائیگی۔

دعوت و تبلیغ ایک جامع اور مہم کام ہے۔ ذیل میں آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین کے اقوال کے مدد سے اس کی اہمیت بتلانا مقصود ہے۔

ہدایت تامہ کے حصول کے لئے دعوت کی ضرورت

کامل ہدایت کے لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ضروری ہے۔ جو شخص ہدایت میں کمال چاہتا ہے اسے دعوت و تبلیغ کو اپنانا ہو گا۔

حضرت ابو بکر صدیق[1] رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ}، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ))۔[2] اسناده صحیح

[1] نام عبد اللہ بن عثمان قریشی کنیت ابو بکر لقب صدیق۔ اسلام کے پہلے خلیفہ۔ مردوں میں اسلام لانے میں سب سے مقدم واقعہ فیل سے تین سال قبل پیدا ہوئی۔ 7 جمادی الثانی 13ھ میں وفات پائی 63 سال کی عمر میں۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ 2/300)

[2] الترمذی، محمد بن عیسیٰ (المتوفی: 279ھ)، **سنن الترمذي**، باب ما جاء فی العذاب اذا لم یغیر المنکر، ح: 2168، 4/37

اے لوگو!تم یہ آیت پیش کرتے ہو" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ [1]۔ اے ایمان والو!تم اپنی فکر کرو اگر تم صحیح راستے پر ہو گے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے، میں نے خود آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اسے ظلم سے نہ روکیں تو وہ وقت دور نہیں کہ اللہ تعالی ان کو اپنے عمومی عذاب میں مبتلاء فرمادیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگ اس آیت کا یہ مفہوم سمجھتے ہو کہ جب انسان خود ہدایت پر ہو تو اس کے لئے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا ضروری نہیں ہے، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آیت کے اس مفہوم کی تردید فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ حتی الامکان برائی سے روکنا اس امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

اور آیت کریمہ میں "اهتديتم" کی تفسیر بعض مفسرین سے یوں منقول ہے کہ ہدایت کی تکمیل ہی اس وقت ہوتی ہے، جب آدمی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے۔علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

"وتوهم من ظاهر الآية الرخصة في ترك الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر. وأجيب عن ذلك بوجوه.الأول أن الاهتداء لا يتم إلا بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فإن ترك ذلك مع القدرة عليه ضلال"[2]

اور ظاہری آیت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک کرنے کی رخصت معلوم ہوتی۔ لیکن اس کے کئی طرح سے جوابات دیئے گئے ہیں۔پہلا یہ کہ ہدایت امر بالمعروف نہی عن المنکر سے مکمل ہوتی ہے بیشک امر بالمعروف نہی عن المنکر کو ترک کرنا باوجود قدرت ہونے کے گمراہی ہے۔

یعنی کہ دعوت و تبلیغ کے ذریعے ہدایت کی تکمیل ہوتی ہے جو کہ اس آیت سے مفہوم ہے۔

دعوت و تبلیغ اسلام کا ایک اہم شعبہ

اسلام کے اہم شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ دعوت و تبلیغ بھی ہے اور اس کام کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((الْإِسْلَامُ ثَمَانِيَةُ أَسْهُمٍ:الصَّلَاةُ سَهْمٌ وَالزَّكَاةُ سَهْمٌ وَالْجِهَادُ سَهْمٌ وَالْحَجُّ سَهْمٌ

---

[1] المائدة:105

[2] الالوسي، شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني (المتوفى:1270ھ)، **روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني**، (دار الكتب العلمية–بيروت)، الطبعة الاولى، 1415ھ، 4/44

وَصَوْمُ رَمَضَانَ سَهْمٌ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ سَهْمٌ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ سَهْمٌ وَقَدْ خَابَ مَنْ لَاسَهْمَ لَهُ))۔[1] حسن لغيره

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اسلام کے آٹھ حصے (شعبے) ہیں، کلمہ، نماز زکوٰۃ، جہاد، روزہ اور بیت اللہ کا حج، اسی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر (یہ سب کے سب اسلام کے اہم شعبے ہیں) اور آگے فرمایا کہ وہ آدمی نامراد ہوا اور ناکام ہوا جس کا ان حصوں میں سے کوئی حصہ نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے فرائض کی طرح دعوت و تبلیغ بھی اس امت پر ایک فریضہ ہے۔

دعوت و تبلیغ مسلمانوں کی قوت میں اضافہ کا سبب

مسلمانوں کی شان و شوکت اور قوت میں اضافہ کا ایک سبب دعوت و تبلیغ ہے۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اذاامرت بالمعروف شدت ظهرالمؤمن واذا نهيت عن المنكرارغمت انف المنافق))۔[2]

کہ امر بالمعروف سے مسلمانوں کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور نہی عن المنکر سے منافقین کو ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس حوالے سے عظیم داعی مولانا الیاس[3] رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

"اس کا بھی دھیان کیا کریں کہ ہماری ان حقیر کوششوں کے ذریعے اللہ پاک جتنوں کو دین پر لگادیں گے اور پھر اس سلسلہ سے جو لوگ قیامت تک دین کے حصول میں لگیں گے تو ان کے اعمال حسنہ کا جتنا ثواب ان نیک اعمال کرنے والے کو ملے گا ان شاء اللہ ان تمام ثوابوں کے مجموعہ کے برابر اللہ اپنے وعدہ کے مطابق ان لوگوں کو بھی عطا کریگا جنہوں نے ان کو دین پر لگایا بشرطیکہ نیت میں اخلاص ہو"۔[4]

---

[1] ابو بکر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم (المتوفى: 235ھ)، **الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروف بالمصنف ابن ابی شیبۃ**، (الناشر مكتبة الرشد–الرياض)، الطبعة: الأولى، 1409ھ، باب ما قالوا في الغزو واجب هو، ح: 19561، 4/230

[2] **الموسوعة العقدية ومجموعة من الباحثين** بإشراف الشيخ عَلوي بن عبد القادر (موقع الدرر السنية على الإنترنت) باب: فوائد الامر بالمعروف والنهی عن المنكر، 8/133

[3] الیاس بن اسماعیل ولادت 1303ھ۔1326 میں دورہ حدیث کے لئے دیوبند گئے اور محمود الحسن سے ترمذی اور بخاری کی سماعت کی۔ دیوبند سے فراغت کے بعد کئی سال بعد اپنے بھانجے مولانا یحییٰ سے پھر دورہ حدیث کیا۔ (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت از مولانا ابو الحسن علی ندوی)

[4] الیاس رحمۃ اللہ علیہ، ملفوظات مولانا الیاس، ص:56

لہٰذا اس فائدے کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے اور لوگوں کو دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مزید اخلاص پیدا کرنا چاہئے۔

دعوت و تبلیغ کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

جس طرح دین کا سیکھنا اور سمجھنا اور پھر اس پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح اس دین کو آگے دوسروں کی طرف منتقل کرنا بھی ضروری ہے، دعوت و تبلیغ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مشروعیت پر تمام علماء کا اتفاق ہے حتی کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے، اور امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اصل دین اور انبیاء کی رسالت کی بنیاد ہے۔[1] امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> "الأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ أَصْل الدِّينِ، وَأَسَاسُ رِسَالَةِ الْمُرْسَلِينَ، وَلَوْ طُوِيَ بِسَاطُهُ، وَأُهْمِل عِلْمُهُ وَعَمَلُهُ، لَتَعَطَّلَتِ النُّبُوَّةُ وَاضْمَحَلَّتِ الدِّيَانَةُ، وَهَلَكَ الْعِبَادُ"[2]
>
> ترجمہ: امر بالعروف و نہی عن المنکر اصل دین ہے اور تمام رسولوں کی دعوت کی بنیاد ہے۔ اگر اس کو طے کر دیا جاتا اور اس کے علم و عمل کو نظر انداز کر دیا جائے تو نبوۃ کا مقصد ختم ہو جاتا اور دین مٹ جاتا اور لوگ ہلاک ہو جاتے۔

اس عبارت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت و تبلیغ کو نبوی مقصد کہا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر دعوت و تبلیغ کا کام نہ ہوتا تو دین ختم ہو کر رہ جاتا اور نبوی مقصد فوت ہو جاتا۔

مبحث چہارم:

ترک دعوت کے نقصانات

درج بالا بینات سے ثابت ہوا کہ فریضہ دعوت و تبلیغ انتہائی اہم اور افضل عمل ہے اور اس کو سر انجام دینے کے فوائد ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عمل کو ترک کرنے کے نقصانات کا علم بھی حاصل کر لیا جائے تا کہ ترک دعوت کے خسارے سے بچا جا سکے۔

اللہ کی رحمت سے دوری

ہم اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمارے سامنے ایک بات یہ بھی آئیگی کہ ایک قوم پر لعنت اس وجہ سے کی گئی

---

[1] شرح النووی علی مسلم، باب کون النھی عن المنکر من الایمان، 2/22

[2] الموسوعة الفقهية الكويتية، (وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية–الكويت)، 6/249

کہ اس قوم نے دعوت و تبلیغ کو ترک کر لیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود[1] رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

((قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم "إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُولُ: يَا هَذَا، اتَّقِ اللَّهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ ضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ" ثُمَّ قَالَ ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ[2]﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَاسِقُونَ﴾ ثُمَّ قَالَ: كَلَّا وَاللَّهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ، وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا))[3] ضعيف

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلی کمی اور نقصان جو پیدا ہو اور یہ کہ جب ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور اس سے کہتا اے اللہ کے بندے! اللہ تعالی سے ڈرو جو کام تم کر رہے ہو اسے چھوڑ دو اس لئے کہ وہ کام تمہارے لئے جائز نہیں ہے، پھر وہ اگلے دن اس سے ملتا تو اس کے نہ ماننے پر بھی وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے اس کے ساتھ کھانے پینے، اٹھنے اور بیٹھنے میں ویسا ہی معاملہ کرتا جیسا کہ اس سے پہلے کرتا تھا، پس جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ نے ان کے دل ایک جیسے کر دئے پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے جس نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے زبانی لعنت کی گئی۔ پھر فرمایا کہ تم ضرور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو اور ظالم کو اس کے ظلم سے روکتے رہو اور حق کی طرف مائل کرتے رہو اور لوگوں کو حق پر مجبور کرتے رہو۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ بنی اسرائیل نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا تو اللہ تعالی نے فرمانبرداروں کے دل نافرمانوں کی طرح سخت کر دیئے پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی آیت ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ سے ﴿فَاسِقُونَ﴾ تک پڑھی اس کے بعد آپ ﷺ نے بڑی تاکید سے یہ حکم فرمایا کہ تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق کی طرف کھینچ کر لاتے رہو اور اسے حق پر روکے رکھو۔

---

[1] عبد اللہ بن مسعود ھذلی ہیں۔ مدرکہ بن الیاس پر سلسلہ نسب حضور علیہ السلام سے ملتا ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب سے قبل اسلام لائے۔ وفات 32ھ میں ہوئی۔(**اسد الغابة**،2/362)

[2] المائدة:78

[3] ابو داؤد، **سنن ابی داؤد**، باب الامر والنھی، ح:4336، 4/121

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ بنی اسرائیل نے جب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا اور اس میں لاپروائی کی تو اللہ تعالی نے ان میں سے بعض جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں لاپروائی کرنے والے تھے ان کے دلوں کو بھی نافرمانوں کے دلوں کے موافق بنادیا، اس لئے آپ ﷺ نے اپنی امت کو تاکید کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا۔

دعوت و تبلیغ کے ترک پر عذاب اور دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اپنی امت کو دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہنے کی تلقین فرمائی اور ایسا نہ کرنے والے کو عذاب کی وعیدیں بھی سنائی۔ حضرت حذیفہ بن یمان[1] رضی اللہ عن رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِأَوْ لَيَعُمَّنَّكُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ))[2] حسن لغيره

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور بالضرور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی طرف سے ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا، پھر تم اس سے دعا مانگو گے تو وہ قبول نہیں کرے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط انفرادی اصلاح کافی نہیں بلکہ اللہ کے غضب اور عذاب سے بچنے کے لئے دعوت و تبلیغ کرنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہنا ضروری ہے وگرنہ اللہ سے دعا اور ضروری حاجات مانگی جائیں گی اور وہ دعا قبول نہیں کرینگے۔ لہٰذا اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اچھائی کا حکم اور برائیوں سے روکنا بھی چاہئے۔ اس کام میں مداہنت اور سستی کی وجہ سے اس بات کا امکان بہت زیادہ ہے کہ اصل گناہگاروں سے زیادہ ہمیں عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِقَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ))[3] غير محفوظ

تم معروف (اچھائیوں) کا حکم دو اور منکر (برائیوں) سے روکتے رہو قبل اس کے کہ تم دعا مانگو تو تمہاری دعا قبول نہ کی جائے۔

---

[1] حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی وفات عثمان رضی اللہ عنہ کے 40 سال بعد 36ھ میں ہوئی۔

[2] ابن ماجۃ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، **سنن ابن ماجۃ**، (دار احیاء الکتب العربیۃ)، باب ماجاء فی ماینزل من البلآء ویحل من العقوبۃ، ح:327، 3/695

[3] ابن ماجۃ، **سنن ابن ماجۃ**، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ح:4004، 2/132

اس حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے امت پر واضح کیا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس امت کا اتنا اہم فریضہ ہے جس کی ادائیگی میں کوتاہی کی وجہ سے یہ امت اللہ کی طرف سے کسی فتنہ میں مبتلا کر دی جائیگی اور وہ ہے دعاؤں کی عدم قبولیت یعنی پھر اللہ تعالی اس امت کی دعاؤں کو قبول نہیں کرینگے۔ اس حدیث میں دعوت و تبلیغ کے عمل کو ترک کرنے پر دعار دہونے کی وعید آئی ہے۔

دعوت اور تبلیغ سے غافل شخص

دعوت اور تبلیغ سے غافل فرد کو جناب رسول اللہ ﷺ کا متبع نہیں کہا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ:

﴿قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾[1]

اے پیغمبر!) کہہ دو کہ: یہ میرا راستہ ہے میں بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنھوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی۔ اور اللہ (ہر قسم کے شرک سے) پاک ہے اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

یعنی توحید کی راہ ہی میری راہ بلکہ تمام سابقہ رسل اور انبیاء کی راہ ہے اور اسی راستہ کی طرف میں بلاتا ہوں پورے اعتماد اور بصیرت کے ساتھ اور یہی میرے سے قبل انبیاء کا مشغلہ رہا ہے۔ اللہ رب العزت کا ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾[2]

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو ہم آپ سے رزق طلب نہیں کرتے بلکہ ہم آپ کو رزق دیتے ہیں اور تقویٰ کا اچھا انجام ہے آخرت میں۔

اس آیت میں بھی امر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ سے خطاب ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر والوں کو نماز کی طرف بلائیں اور ان کو اس نماز پر مواظبت اختیار کرنے کا حکم بھی دیں اور اس بدلے ہم آپ سے کسی قسم کا رزق طلب نہیں کرتے بلکہ ہم ہی آپ ﷺ کو رزق مہیا کرتے ہیں اور جہاں تک آخرت کی بات ہے تو اس میں بھی مومنین کے مزے ہیں۔ مذکورہ آیت میں امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں:

---

[1] سورہ یوسف:12/108

[2] سورہ طہ:20/132

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ أمره بأن يأمر أهل بيته أوالتابعين له من أمته بالصلاة بعد ما أمر بها ليتعاونوا على الاستعانة بها على خصاصتهم﴾۔[1]

فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے حکم دیا اپنے حبیب ﷺ کو کہ وہ اپنے اہل بیت اور اپنے صحابہ کو حکم دیں نماز کا اور اس پر ثابت قدم رہنے کا اور مداومت اختیار کرنے کا۔

کتمان دعوت

دعوتی کام فقط لفظی نہیں فرمایا بلکہ اس کے نہ کرنے پر سخت وعید بھی فرمائی اللہ تعالیٰ کا اپنے کلام پاک میں فرمان ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ﴾[2]

بیشک وہ لوگ جو ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم انہیں کتاب میں کھول کھول کر لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت بھیجتا ہے اور دوسرے لعنت کرنے والے بھی لعنت بھیجتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے سخت وعید بیان کی ہے جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول پیغام الٰہی لے کر آئے اور انہیں سنایا، لیکن انہوں نے سنی ان سنی کر دی۔ اور اس کام کی دعوت لوگوں کو نہیں دی بلکہ اس کام کو اپنے تک محدود رکھا۔ حضرت ابو ہریرۃ[3] رضی اللہ عنہ نے ارشاد نقل کیا ہے کہ:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ))"[4]

جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپالیا، تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

لہٰذا کسی شخص سے اگر کوئی دینی بات یا کوئی علمی سوال پوچھا جائے اور پوچھنے والا اہل بھی ہو تو مسؤول کے جواب پتہ ہونے کے باوجود نہ بتانے پر یہ وعید ہے۔

---

[1] البیضاوی، ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی، **انوار التنزیل واسرار التاویل (البیضاوی)**، (المتوفیٰ:685ھ)، محقق محمد عبد الرحمان، ناشر دار احیاء التراث العربی- بیروت، الطبعۃ الاولیٰ:1418ھ

[2] البقرۃ:2/159

[3] ابو ہریرۃ قبیلہ دوس سے ہیں۔ ہشام کے نزدیک ان کا نام عمیر بن عامر جبکہ امام بخاری کے نزدیک ان کا نام عبد اللہ تھا۔ آستین میں بلی کا بچہ لئے ہوتے تھے اس لئے ابو ہریرۃ لقب ملا۔ خیبر کے سال اسلام لائے وفات 57ھ میں ہوئی عمر 87 سال تھی۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ 3/655)

[4] ابو داؤد سلیمان الاشعشبن اسحاق (المتوفیٰ:275ھ)، **سنن ابی داؤد**، (المکتبۃ العصریۃ صیدا- بیروت)، المحقق محمد محیی الدین، باب کراھیۃ منع العلم، حدیث: 3، 3658/321

مبحث پنجم: دعوت و تبلیغ کا حکم

دعوت و تبلیغ کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، کہ اس کا حکم فرض عین کے درجہ میں ہے، یا فرض کفایہ کے درجہ میں ہے یا اس کا درجہ نفل کا ہے یا اس کا حکم مامور بہ اور منہی عنہ کے حکم کے تابع ہے یعنی جو حکم مامور بہ کا ہو گا وہی حکم امر بالمعروف کا بھی ہو گا اور جو حکم منہی عنہ کا ہو گا وہی حکم نہی عن المنکر کا بھی ہو گا۔ اس بارے میں بنیادی طور پر چار مذاہب ہیں۔ الموسوعۃ میں درج ذیل عبارت لکھی گئی ہے۔

أَنَّهُمُ اخْتَلَفُوا بَعْدَ ذَلِكَ فِي حُكْمِهِ هَل هُوَ فَرْضُ عَيْنٍ، أَوْ فَرْضُ كِفَايَةٍأَوْ نَافِلَةٌ؟ أَوْ يَأْخُذُ حُكْمَ الْمَأْمُورِ بِهِ وَالْمَنْهِيِّ عَنْهُ،أَوْ يَكُونُ تَابِعًا لِقَاعِدَةِ جَلْبِ الْمَصَالِحِ وَدَرْءِ الْمَفَاسِدِ. عَلَى أَرْبَعَةِ مَذَاهِبَ:

الْمَذْهَبُ الأَوَّل: أَنَّهُ فَرْضُ كِفَايَةٍ. وَهُوَ مَذْهَبُ جُمْهُورِ أَهْل السُّنَّةِ، وَبِهِ قَال الضَّحَّاكُ مِنْ أَئِمَّةِ التَّابِعِينَ وَالطَّبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ.

الْمَذْهَبُ الثَّانِي: أَنَّهُ فَرْضُ عَيْنٍ فِي مَوَاضِعَ:

أ - إِذَا كَانَ الْمُنْكَرُ فِي مَوْضِعٍ لاَ يَعْلَمُ بِهِ إِلاَّ هُوَ، وَكَانَ مُتَمَكِّنًا مِنْ إِزَالَتِهِ.

ب - مَنْ يَرَى الْمُنْكَرَ مِنْ زَوْجَتِهِ أَوْ وَلَدِهِ، أَوْ يَرَى الإِخْلاَل بِشَيْءٍ مِنَ الْوَاجِبَاتِ.

الْمَذْهَبُ الثَّالِثُ: إِنَّ الأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ نَافِلَةٌ، وَهُوَ مَذْهَبُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَابْنِ شُبْرُمَةَ.

الْمَذْهَبُ الرَّابِعُ: التَّفْصِيل وَقَدِ اخْتَلَفُوا عَلَى ثَلاَثَةِ أَقْوَالٍ:

الْقَوْل الأَوَّل: إِنَّ الأَمْرَ وَالنَّهْيَ يَكُونُ وَاجِبًا فِي الْوَاجِبِ فِعْلُهُ أَوْ فِي الْوَاجِبِ تَرْكُهُ، وَمَنْدُوبًا فِي الْمَنْدُوبِ فِعْلُهُ أَوْ فِي الْمَنْدُوبِ تَرْكُهُ هَكَذَاوَهُوَ رَأْيُ جَلاَل الدِّينِ الْبُلْقِينِيِّ وَالأَذْرَعِيِّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ.

الْقَوْل الثَّانِي: فَرَّقَ أَبُو عَلِيٍّ الْجُبَّائِيُّ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ بَيْنَ الأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَقَال: إِنَّ الأَمْرَ بِالْوَاجِبِ وَاجِبٌ،وَبِالنَّافِلَةِ نَافِلَةٌ،وَأَمَّا الْمُنْكَرُ فَكُلُّهُ مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ،وَيَجِبُ النَّهْيُ عَنْ جَمِيعِهِ.

الْقَوْل الثَّالِثُ: لاِبْنِ تَيْمِيَّةَ وَابْنِ الْقَيِّمِ وَعِزِّ الدِّينِ بْنِ عَبْدِ السَّلاَمِ، قَالُوا: إِنَّ مَقْصُودَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ أَنْ يَزُول وَيَخْلُفَهُ ضِدُّهُ، أَوْ يَقِل وَإِنْ لَمْ يَزُل بِجُمْلَتِهِ، أَوْ يَخْلُفَهُ مَا هُوَ مِثْلُهُ، أَوْ يَخْلُفَهُ مَا هُوَ شَرٌّ مِنْهُ، وَالأَوَّلاَنِ مَشْرُوعَانِ، وَالثَّالِثُ مَوْضِعُ اجْتِهَادٍوَالرَّابِعُ مُحَرَّمٌ.[1]

---

[1] الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، (وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ–الکویت)، 6/250

پہلا مذہب یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے یہ سب جمہور اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے اور تابعین میں سے امام ضحاک کا بھی یہی مذہب ہے اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ بعض جگہ پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض عین ہوتا ہے جیسے ایک شخص جانتا ہے کہ یہ برائی ہو رہی ہے اور اس کے روکنے پر قادر بھی ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی اولاد میں سے کسی کو برائی کرتے ہوئے دیکھے تو اس شخص پر فرض عین ہے کہ وہ ان کو برائی سے روکے۔

تیسرا مذہب حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن شبرمہ رحمہ اللہ کا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر نفل ہے یعنی مستحب اور باعث ثواب ہے فرض یا واجب نہیں۔

چوتھا مذہب نہ مطلقا فرض ہے نہ مطلقا واجب یا نفل ہے بلکہ اس کے حکم میں تفصیل ہے پھر تفصیل میں تین اقوال ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اگر کسی واجب کام کرنے کے بارے میں ہو تو اس وقت امر بالمعروف واجب ہے، اور اگر نہی عن المنکر ایسے منکر کے بارے میں ہو جس سے رکنا واجب ہے تو اس وقت نہی عن المنکر بھی واجب ہو گا اور مندوب امر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی مندوب ہو گا یہ قول جلال الدین البلقینی کا ہے۔

دوسرا قول معتزلہ میں سے ابو علی جبائی کا ہے، جنہوں نے اس پہلے قول سے تھوڑا سا فرق بیان کیا ہے کہ واجب کا امر واجب اور نفل کا امر نفل ہو گا جبکہ منکر سے روکنا ہر حال میں واجب ہے۔

تیسرا قول علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم اور دیگر بعض فقہاء کرام کا ہے کہ نہی عن المنکر سے مقصود یہ ہے کہ منکر یا تو بالکل ختم ہو اور اسکی جگہ معروف آجائے اور اگر منکر بالکل ختم نہیں ہوتا تو کم از کم ہو جائے۔

راجح قول اور وجہ ترجیح

دعوت و تبلیغ کے بارے میں ان چار مذاہب میں سے پہلا مذہب جو جمہور اہل سنت کا مذہب ہے، راجح مذہب ہے کہ دعوت و تبلیغ فرض کفایہ ہے۔ اور جمہور علماء کے اس مذہب کی تائید امام ابو بکر الجصاص کی اس بات سے ہوتی ہے جو انہوں نے "﴿وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[1]" کی تفسیر میں فرمائی ہے کہ:

"وَالْآخَرُ أَنَّهُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ لَيْسَ بِفَرْضٍ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ فِي نَفْسِهِ إِذَا قَامَ بِهِ

[1] آل عمران:104

غَيْرُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ وَحَقِيقَتُهُ تَقْتَضِي الْبَعْضَ دُونَ الْبَعْضِ فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ إِذَا قَامَ بِهِ بَعْضُهُمْ سَقَطَ عَنْ الْبَاقِينَ"۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اس فریضہ کو اگر امت میں سے بعض لوگ اداء کریں تو یہ فریضہ امت کے دوسرے لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے یہ دوسرے لوگوں سے ساقط ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین کیونکہ یہ فریضہ بعض لوگوں کے ادا کرنے دوسرے لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے۔

دعوت و تبلیغ فرض ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ

ایک یہ ہے کہ شخص جانتا ہو کہ یہ برائی میں مبتلا شخص ناواقف ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور بتانے والا بھی وہاں موجود نہیں ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس دعوت کے قبول کرنے کی توقع غالب ہو کہ مخاطب میری بات قبول کرے گا اگر یہ دو شرطیں نہ پائیں جائیں تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض نہیں ہے البتہ اگر نفع کی امید ہو تو اس صورت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر مستحب ہے اور اگر نفع کے بجائے نقصان کا اندیشہ ہو اور یہ معلوم ہو کہ اس تکلیف اور نقصان پر صبر نہ کر سکے گا تو اس صورت میں ترک تبلیغ افضل ہے اور اگر داعی کو یہ یقین ہے کہ اس تکلیف اور نقصان پر صبر کر لوں گا تو پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر افضل ہو گا اور یہ داعی ماجور ہو گا۔

فَائِدَةٌ فِي الذَّخِيرَةِوَالْمُغْنِي وَبُسْتَانِ أَبِي اللَّيْثِ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ عَلَى وُجُوهٍ إنْ كَانَ يَعْلَمُ بِأَكْبَرِ رَأْيِهِ أَنَّهُ لَوْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ يَتَّعِظُونَ وَيَمْتَنِعُونَ عَنْ الْمُنْكَرِ فَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَاجِبٌ عَلَيْهِ لَا يَسَعُهُ تَرْكُهُ لَوْ عَلِمَ بِأَكْبَرِ رَأْيِهِ أَنَّهُ لَوْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ يَقْذِفُونَهُ وَيَشْتُمُونَهُ فَتَرْكُهُ أَفْضَلُ وَكَذَا لَوْ عَلِمَ أَنَّهُمْ يَضْرِبُونَهُ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى ذَلِكَ وَتَقَعُ بَيْنَهُمْ الْعَدَاوَةُ أَوْ يَهِيجُ مِنْهُمْ الْقِتَالُ فَتَرْكُهُ أَفْضَلُ لَوْ عَلِمَ أَنَّهُ يَصْبِرُ عَلَى ضَرْبِهِمْ وَلَمْ يَشْكُ إلَى أَحَدٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَهُوَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ مِنْهُ وَلَا يَخَافُ ضَرْبًا وَلَا شَتْمًا فَهُوَ بِالْخِيَارِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ أَفْضَلُ وَذَكَرَهُ الْمَحْبُوبِيُّ مُطْلَقًا فَقَالَ: الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَاجِبٌ أَوْ فَرْضٌ إذَا غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّهُمْ يَتْرُكُونَ الْفِسْقَ بِالْأَمْرِ وَلَوْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّهُمْ لَا يَتْرُكُونَ لَا يَكُونُ إثْمًا فِي تَرْكِهِ۔ [2]

---

[1] الجصاص، احمد بن علی ابو بکر، **احکام القرآن**، (دار احیاء التراث العربی-بیروت)، طبع: 1405ھ، 2/315

[2] ابن عابدین، محمد آمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقي، **العقود الدریۃ في تنقیح الفتاوی الحامدیۃ**، (دار المعرفۃ)، 2/329

خلاصہ یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ اس امت پر فرض کفایہ ہے جس کی تاکید و اہمیت قرآن کریم کی بہت سی آیات اور آپ ﷺ کی بہت سے احادیث اور صحابہ کرام اور علماء امت کے بہت سے اقوال میں بیان کی گئی ہے اور اسی کام کی وجہ سے اس امت کو خیر الامم کالقب بھی ملاہے، اور جہاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے والوں کو دنیاوآخرت کی کامیابی وفلاح کی بشارتیں دی گئی ہیں، وہیں اس فریضہ میں غفلت اور لاپروائی کرنے پر سخت وعیدیں بھی بیان کی گئی ہیں کہ سابقہ امتوں پر عذاب الٰہی آنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی رہی کہ انہوں نے دعوت کے کام کو چھوڑ دیا تھااس لئے آپ ﷺ نے اپنی امت کواس فریضہ کو کماحقہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

فصل سوم

دعوت و تبلیغ کی شرائط وارکان

دعوت و تبلیغ کے لئے اپنی زندگی لگادینا اور اسلام کی پختگی و توسع کو مقصد حیات بنالینا، یہ جس قدر مبارک و ارفع کام ہے اس قدر مشکل اور کٹھن بھی ہے۔ لہٰذا اس کام کو شروع کرنے سے پہلے داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دعوت کے شرائط وارکان پہچان لے اوران کے مقتضاء پر عمل کرتے ہوئے اس مبارک محنت کو شروع کرے۔ شرائط وارکان کو پہچان کر ان کو ملحوظ خاطر رکھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ داعی کی دعوت مؤثر ہوجائیگی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ حرام اور مکروہات کی حدود میں داخل ہونے سے بھی بچ جائیگا۔

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا اہتمام کسی عمل کے شروع کرنے سے پہلے لازم اور ضروری ہوتا ہے ان کو اس چیز کی شرائط کہا جاتا ہے۔ تبلیغ کے میدان میں قدم رکھنے سے پہلے بہت سارے ایسے امور ہیں جن کی غیر موجودگی کے باعث دعوت و تبلیغ عدم درستگی کی طرف چلی جاتی ہے یا اپنی روح کھو بیٹھتی ہے اور کوئی خاص فائدہ نہیں دے پاتی۔ سو ایسی شرائط کی تکمیل سے کسی طرح بھی غفلت نہ برتی جائے اور ان شرائط میں سے داعی کا مسلمان ہونا، داعی کا غیر شرعی چیزوں کی تبلیغ سے اجتناب کرنا اور عقلیات وطبعیات کی تبلیغ سے گریز کرتے ہوئے فقط علم الٰہی کی تبلیغ کرنا شامل ہیں۔

مبحث اول: دعوت و تبلیغ کی شرائط

فقہاء کرام نے دعوت و تبلیغ کی شرائط بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ان شرائط میں سے بعض وہ ہیں جن کے بغیر دعوت و تبلیغ جائز ہی نہیں ہوتی، اس قسم کی شرائط کو "شرائط جواز " کہا جاتا ہے۔ اور بعض شرائط وارکان وہ ہوتے ہیں جن کے بغیر امر یا نہی جائز تو ہے مگر واجب نہیں یعنی اگر دعوت دیگا یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے گا تو گناہگار نہیں ہوگا تاہم ایسا کرنا اس کے لئے ضروری نہیں، اس قسم کی شرائط کو "شرائط وجوب" سے تعبیر کرتے ہیں۔

جواز کی شرائط

اب ان شرائط کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے بغیر دعوت دینا جائز ہی نہیں، جنہیں شرائط جواز سے تعبیر کرتے ہیں۔ جواز کے لئے تو بنیادی شرط ایک ہی ہے جس کی وضاحت ذیل میں ہے۔

دعوت و تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ دعوت سے پہلے مصالح و مفاسد کا جائزہ لیا جائے اور موازنہ کیا جائے، دینی مصالح و منافع اور فوائد و نقصانات کا مقارنہ کیا جائے اگر کہیں دعوت دینے کی صورت میں کسی دینی ضرر و نقصان کا خوف و خدشہ نہ ہو تو دعوت و تبلیغ واجب یا جائز رہے گی۔ لیکن اگر کسی صورت میں دعوت و تبلیغ سے دینی ضرر یا فساد کا یقین ہو تو ایسی صورت میں دعوت نہ دی جائے بلکہ اس منکر پر خاموشی اختیار کر کے نکیر بالقلب پر اکتفاء کیا جائے۔

"الضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِمِثْلِهِ"[1]

ضرر اور نقصان کو اس کے مثل سے ختم نہیں کیا جاتا۔

ایک اور قاعدہ ہے۔

"اذَا تَعَارَضَ مَفْسَدَتَانِ رُوعِيَ أَعْظَمُهُمَا ضَرَرًا بِارْتِكَابِ أَخَفِّهِمَا"[2]

جب دو مفاسد کا باہم تعارض ہو جائے تو جہاں فساد کم ہو اسے اختیار کیا جائے۔

یعنی اگر کہیں دو مفاسد میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ضروری ہو تو جس شق میں فساد کم ہو اس ہی کو اختیار کیا جائے۔ اس کی مثال ابن نجیم نے اپنی کتاب میں دی ہے۔

"رَجُلٌ عَلَيْهِ جُرْحٌ لَوْ سَجَدَ سَالَ جُرْحُهُ، وَإِنْ لَمْ يَسْجُدْ لَمْ يَسِلْ، فَإِنَّهُ يُصَلِّي قَاعِدًا يُومِئُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ؛ لِأَنَّ تَرْكَ السُّجُودِ أَهْوَنُ مِنْ الصَّلَاةِ مَعَ الْحَدَثِ"۔[3]

ایک آدمی جسے زخم ہے اب اگر وہ سجدہ کریگا تو زخم سے خون نکلے گا اور اگر سجدہ نہ کرے تو خون نہ نکلتا ہو تو بیشک وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارہ سے کرے۔ اس کے لئے کہ سجدہ بالکل ترک کرنا زیادہ آسان ہے بنسبت حدث یا ناپاکی کے ساتھ نماز پڑھنے میں۔

نیز دین و مذہب سے ہٹ کر عقل سلیم بھی اسی بات کی مقتضی ہے کہ اگر کہیں دو نقصانات کا سامنا کرنا پڑ جائے، جہاں کسی ایک کو برداشت کرنا ضروری ہو تو کم تر نقصان ہی کو گوارا کیا جائے۔ ایسا کوئی نہیں کرتا کہ کم نقصان سے بچنے کی خاطر بڑے نقصان کا ارتکاب کرے اور نہ ہی کوئی ایسا کرے گا کہ کسی نقصان سے بچاؤ کے لئے اس کے برابر نقصان اور ضرر اپنے سر لے لے۔

---

[1] علي حيدر خواجه امين افندي (المتوفى: 1353ه-)، **درر الحكام في شرح مجلة الأحكام**، (دار الجيل)، الطبعة: الأولى، 1411ه، 1/ 40

[2] ابن نجيم المصري، زين الدين بن ابراهيم بن محمد، **الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ**، (دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان) الأولى، 1419ھ، ص:76

[3] ایضا

لہٰذا جہاں کہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی صورت میں اس منکر سے زیادہ شدید منکر پیدا ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو، وہاں اس منکر پر نکیر کرنا یا دعوت و تبلیغ کا کام کرنا درست نہیں۔ مثلا تارکین نماز یا دیگر منکرات کے مرتکب حکمرانوں کے خلاف مسلح خروج و بغاوت کرنا۔

فقہاء امت نے اس کو ناجائز لکھا ہے کیونکہ یہاں اگرچہ ایک منکر پر نکیر کیا جا رہا ہے اور اسے مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن دعوت میں اس شرط کا لحاظ نہیں کیا جا رہا کہ اس انکار اور دعوت کے نتیجہ میں اس سے بڑھ کر منکر بلکہ کئی منکرات جنم لینگے جو معاشرہ کے لئے وبال جان ثابت ہوں گے۔ علامہ قرافی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الفروق" میں لکھتے ہیں:

فَلِلْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ ثَلَاثَةُ شُرُوطٍ:
الشَّرْطُ الْأَوَّلُ: أَنْ يَعْلَمَ مَا يَأْمُرُ بِهِ وَيَنْهَى عَنْهُ فَالْجَاهِلُ بِالْحُكْمِ لَا يَحِلُّ لَهُ النَّهْيُ عَمَّا يَرَاهُ، وَلَا الْأَمْرُ بِهِ
الشَّرْطُ الثَّانِي: أَنْ يَأْمَنَ مِنْ أَنْ يَكُونَ يُؤَدِّي إنْكَارُهُ إلَى مُنْكَرٍ أَكْبَرَ مِنْهُ مِثْلُ أَنْ يَنْهَى عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ فَيُؤَدِّيَ نَهْيُهُ عَنْهُ إلَى قَتْلِ النَّفْسِ أَوْ نَحْوِهِ
الشَّرْطُ الثَّالِثُ: أَنْ يَغْلِبَ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّ إنْكَارَهُ الْمُنْكَرَ مُزِيلٌ لَهُ، وَأَنَّ أَمْرَهُ بِالْمَعْرُوفِ مُؤَثِّرٌ فِي تَحْصِيلِهِ فَعَدَمُ أَحَدِ الشَّرْطَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ يُوجِبُ التَّحْرِيمَ۔[1]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت و تبلیغ کے لئے تین شرائط ہیں:
پہلی شرط یہ ہے کہ داعی کو معلوم ہو کہ کس چیز کی دعوت دے رہا ہے اور کس چیز سے منع کر رہا ہے۔ احکامات سے جاہل شخص کے لئے نہی اور دعوت درست نہیں۔
وہ مامون اور بے خوف ہو کر اس کی دعوت اسے کسی بڑے منکر کی طرف نہیں لے جائے گی مثلاً وہ شراب سے منع کرنے کی دعوت دے کسی کو اور اس کی یہ دعوت کسی کے قتل کا سبب بن جائے۔
تیسری شرط یہ کہ ہے کہ اسے ظن غالب ہو کہ اس کی دعوت منکر کو ختم کریگی اور اس کی دعوت موثر ہوگی۔

خلاصہ ہے کہ اگر دعوت و تبلیغ کی صورت میں منکر کے ختم یا کم ہو جانے کی امید ہو تو نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے اور اگر اس کی امید تو نہیں البتہ اس جیسے دوسرے منکر پیدا ہونے کا خدشہ ہو پھر حالات کو سامنے رکھ کر مصالح کا موازنہ کیا جائے اور جس طرف پلہ بھاری ہو اسے اختیار کیا جائے اور اگر دعوت یا اس انکار کے نتیجہ میں منکر کے پھوٹ جانے کا یقین ہو تو ایسی صورت میں نکیر کرنا شرعا درست نہیں۔

---

[1] القرافي، ابو العباس شهاب الدين احمد بن ادريس، **انوار البروق في انواء الفروق**، (الناشر: عالم الكتب)، 4/255

وجوب کی شرائط

گزشتہ تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں دعوت و تبلیغ کی صورت میں مفاسد اور منکرات پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو وہاں دعوت کر لینی چاہیئے۔ لہٰذا اب ان شرائط کا ذکر کرینگے جن کے نہ ہونے کی صورت میں وجوب بھی ساقط رہتا ہے۔

دعوت و تبلیغ کے لئے مجموعی طور پر تقریباً پانچ شرائط بیان کی جاتی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

دعوت و تبلیغ کرنے والے کا مکلف ہونا۔

دعوت دینے کی قدرت اور استطاعت رکھنا۔

داعی کو یہ یقین نہ ہو کہ مخاطب یعنی مدعو میری دعوت قبول نہیں کریگا اگر ایسا ہو تو پھر داعی پر دعوت ضروری نہیں۔

داعی کا عادل ہونا۔(معتزلہ کے نزدیک)

حاکم کی طرف سے اذن عام ہونا یعنی دعوت و تبلیغ کی اجازت ہونا۔

یہ کل پانچ شرائط ہیں جن کی وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

1۔ داعی کا مکلف ہونا۔

تکلیف کا مطلب یہ کہ دعوت دینے والا مکلف ہو یعنی عاقل، بالغ، اور مسلمان ہو۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ داعی کے لئے یہ شرط کیونکر رکھی گئی کہ وہ مسلمان ہو؟ کیا کوئی کافر داعی بن سکتا ہے یا نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ ہاں ایک کافر بھی اپنے مذہب کی بات پہنچانے کے لئے دعوت و تبلیغ کا سہارا لیتا ہے اور اس کے ذریعے اپنی بات پہنچاتا ہے۔ سو اس طریق سے وہ بھی داعی بن گیا۔ لیکن مسلمان ہونے کی شرط رکھنے سے یہ فائدہ ہو گیا کہ بعد میں آنے والے تمام شرائط و ارکان کو مسلم داعی پر منطبق کیا جائیگا۔ اور ایک مسلمان جب دعوت دے گا تو ظاہر ہے بھلائی اور خیر کے کاموں کی دعوت دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی مذہب اس بات کا متحمل نہیں کہ وہ عالمگیر مذہب بن سکے یا اس کے نظام کو عالمی حقیقت تسلیم کر کے اسے عملی شکل میں رائج کر دیا جائے۔ کیونکہ دنیا کے تمام مذاہب یا تو اس قدر مضبوط اور ہمہ گیر نظام پیش کرنے سے عاری اور قاصر ہیں جو نت نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل پیش کر سکیں یا مذاہب اپنی تنگ

نظری اور تنگ ظرفی کی بنا پر کسی خاص قوم کے لئے مخصوص ہو کر رہ جاتے ہیں اور دوسری اقوام کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت نہیں رکھتے جیسے عیسائی مذہب ہے کہ یہ اپنی حقیقی روح کھو بیٹھا ہے اور ایک مستقل نظام پیش کرنے سے مکمل عاجز آگیا ہے۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب فرماتے ہیں:

"ان کی پھیکی اور بے روح عیسائیت آج محض قومیت کی شیرازہ بندی کے لئے رہ گئی ہے
کسی دینی دستور العمل یا پروگرام کی حیثیت سے قائم نہیں ہے"۔[1]

اسی طرح مذہب یہودیت ہے جو اپنی تنگ ظرفی کی بنا پر دوسرے مذاہب کو اپنے مذہب میں شمولیت کی دعوت نہیں دے سکتا۔ یہ مذہب پرچار کے قابل نہیں حکیم الاسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہودیوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"یہود کو اپنے مذہب کی دعوت عام کی کبھی جرات نہ ہوئی کہ وہ صرف اسرائیل ہی کی افتاد
طبع کے مناسب حال تھا۔ یہود اقوام پیسہ کمانے کے لئے تو دنیا کے ممالک میں جاسکتے ہیں
اور اقوام کا خون چوس سکتے ہیں لیکن مذہب کو لیکر نہیں نکل سکتے"۔[2]

درج بالا تشریح و وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ تمام مذاہب اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے مطلوبہ استطاعت نہیں رکھتے اور ان مذاہب کی طرف دعوت دینے والے ناکام ہیں، ہاں مگر ایک ایسا مذہب ہے جس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے اور جس میں دعوت دینے کے لئے مطلوبہ استطاعت بھی بدرجہ اتم موجود ہے اور وہ مذہب صرف اسلام ہے اور اسلام کی دعوت میں ہی امن ممکن ہے۔

2۔ استطاعت کا ہونا۔

دعوت دینے کے لئے یہ بھی ایک بات ہے کہ داعی کی اس پر قدرت بھی ہو، اگر کسی شخص کو قدرت حاصل نہیں تو وجوب باقی نہیں رہتا۔

سبب اس کا یہ ہے کہ شریعت کے جتنے بھی احکام بندوں پر عائد ہوتے ہیں، ان میں استطاعت اور قدرت کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ شریعت مکلف اس وقت بناتی ہے جب بندہ میں قدرت اور استطاعت ہو وگرنہ شریعت مکلف ہی نہیں بناتی۔ دعوت و تبلیغ بھی ایک فریضہ ہے، لہٰذا اس کے لئے بھی یہ بات ہوگی کہ داعی دعوت کی قدرت رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے جہاں نہی عن المنکر نہ کرنے پر وعیدیں سنائی ہیں وہاں روایات میں "قدرۃ" کی قید

---

[1] قاری محمد طیب، **اصول دعوت اسلام**، (کراچی، مکتبۃ البشریٰ)، 2013ء، ص:15

[2] محمد طیب، **اصول دعوت**، ص:16

بھی لگائی ہے۔

3۔ مخاطب یعنی مدعو کے اصلاح کی امید ہو

دعوت و تبلیغ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ داعی کو امید ہو کہ میری اس دعوت کے نتیجہ میں مخاطب کی اصلاح ہو جائیگی۔ اگر یقینی طور پہ معلوم ہو یا غالب گمان ہو کہ میری دعوت مخاطب کے حق میں مصلح نہ ہو گی تو پھر داعی پر دعوت کا وجوب نہیں رہتا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ دعوت و تبلیغ کا حکم جو قرآن میں دیا گیا ہے وہ کوئی امر تعبدی یا فہم سے بالاتر حکم نہیں جس کی علت قابل فہم نہ ہو بلکہ جیسا کہ آیات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کی اصل علت یہ ہے کہ خدا کی زمین پر خدا کا نظام یعنی حتی الامکان اللہ کی نافرمانی سر انجام نہ دی جائے جیسا کہ آیت قتال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ سورۃ الانفال میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ﴾[1]

اور تم ان (کفار) سے اس حد تک لڑتے رہو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے۔

داعی کو اگر اس بات کا یقین یا گمان غالب ہو کہ مخاطب میری بات نہیں مانے گا بدستور اپنے گناہ پر بدستور قائم رہے گا تو ایسی صورت حال میں داعی کے لئے دعوت دینا اور نیکی کا حکم دینا ضروری نہیں۔

4۔ عدالت

معتزلہ نے امر و نہی اور دعوت کے لئے یہ شرط رکھی کہ خود داعی عادل ہو، گناہگار نہ ہو، اگر خود داعی عادل نہیں تو وہ دوسروں کو دعوت نہیں دے سکتا اور ان کے دلائل قرآن کی یہ آیات ہیں۔

1۔ ﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾[2]

کیا تم (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہو! کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں۔

2۔ ﴿وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾[3]

---

[1] البقرۃ:193

[2] البقرۃ:44

[3] ھود:88

اور میرا کوئی ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ میں جس بات سے تم کو منع کر رہا ہوں، تمہارے پیچھے جا کر وہی کام خود کرنے لگوں۔ میرا مقصد اپنی استطاعت کی حد تک اصلاح کے سوا کچھ نہیں اور مجھے جو کچھ توفیق ہوتی ہے، صرف اللہ کی مدد سے ہوتی ہے اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی طرف میں (ہر معاملہ میں) رجوع کرتا ہوں۔

جبکہ جمہور اہل سنت کا یہ موقف نہیں یعنی داعی کے لئے عدل کی شرط لازم نہیں۔

عدالت کے شرط ہونے پر دیگر علماء کا موقف

جمہور امت کا مؤقف یہ ہے کہ عدالت داعی کے لئے کوئی شرط نہیں بلکہ گناہ گار اور عاصی بھی دعوت دے سکتا ہے۔ محض گناہ گار ہونے سے دعوت بندہ کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

اس مؤقف کی بنیاد وہ آیات اور فرامین سرکار دو عالم ﷺ ہیں، جن میں دعوت کا حکم دیا گیا، برائی کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا اور ان آیات میں ایسی کوئی شرط یا قید نہیں لگائی جس سے یہ مفہوم ہو کہ دعوت کے لئے عدالت ایک لازمی امر ہے، اور یہ بات معلوم ہو کہ ان فرامین کے مخاطبین فقط عادل ہیں گناہ گار ان آیات و فرامین سے مستثنیٰ ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں اس مسئلہ پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

المسألة الثالثة الفقهية: فمثل اختلافهم في أن الفاسق هل له أن يحتسب؟وهذا نظر فقهي، فمن أين يليق بالكلام ثم بالمختصرات. ولكنا نقول الحق أن له أن يحتسب وسبيله التدرج في التصوير؛ وهو أن نقول: هل يشترط في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر كون الآمر والناهي معصوماً عن الصغائر والكبائر جميعاً؟ فإن شرط ذلك كان خرقاً للاجماع، فإن عصمة الأنبياء عن الكبائر إنما عرفت شرعاً، وعن الصغائر مختلف فيها، فمتى يوجد في الدنيا معصوم؟ وإن قلتم إن ذلك لا يشترط حتى يجوز للابس الحرير مثلاً وهو عاص به أن يمنع من الزنى وشرب الخمر، فنقول: وهل لشارب الخمر أن يحتسب على الكافر ويمنعه من الكفر ويقاتله عليه؟ فإن قالوا لا،خرقوا الاجماع إذ جنود المسلمين لم تزل مشتملة على العصاة والمطيعين ولم يمنعوا من الغزو لا في عصر النبي صلى الله عليه وسلم ولا في عصر الصحابة رضي الله عنهم والتابعين، فإن قالوا نعم، فنقول: شارب الخمر هل له أن يمنع من القتل أم لا؟ فإن قيل لا، قلنا: فما الفرق بين هذا

وبين لابس الحرير إذا منع من الخمر والزاني إذا منع من الكفر؟ وكما أن الكبيرة فوق الصغيرة فالكبائر أيضاً متفاوتة، فإن قالوا نعم، وضبطوا ذلك بأن المقدم على شيء لا يمنع من مثله ولا فيما دونه وله أن يمنع مما فوقه، فهذا الحكم لا مستند له إذ الزنى فوق الشرب ولا يبعد أن يزني ويمنع من الشراب ويمنع منه، ربما يشرب ويمنع غلمانه وأصحابه من الشرب، ويقول: ترك ذلك واجب عليكم وعلي والأمر بترك المحرم واجب علي مع الترك فلي أن أتقرب بأحد الواجبين، ولم يلزمني مع ترك أحدهما ترك الآخر، فإذن كما يجوز أن يترك الآمر بترك الشرب وهو بتركه يجوز أن يشرب ويأمر بالترك فهما واجبان فلا يلزم بترك أحدهما ترك الآخر۔[1]

تیسرا مسئلہ (علم کلام میں بیان کیا جاتاہے)یہ ہے کہ فاسق شخص احتساب (یعنی دعوت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کرسکتاہے یانہیں؟ یہ ایک فقہی مسئلہ ہے، علم کلام سے اس کی کیامناسبت ہے ؟پھر علم کلام کے بھی مختصر کتب کے ساتھ؟(لیکن اس کے باوجود مسئلہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے)ہم کہتے ہیں کہ صحیح بات یہی ہے کہ فاسق بھی احتساب کرسکتاہے،وہ یہ کہ کیادعوت دینے والا اور امرونہی کرنے والے کاتمام صغائروکبائر سے معصوم ہوناضروری ہے یانہیں؟اگر معصومیت کی شرط کومانا جائے تو یہ اجماع کے خلاف ہے کیونکہ عام انسان تودرکنار انبیاء کاکبیرہ گناہوں سے معصوم ہوناتو شرعاثابت ہے مگر صغائر سے معصوم ہونے میں اختلاف ہے،توجب انبیاء میں یہ اختلاف ہے توعام افراد دنیامیں کہاں کوئی معصوم ہوسکتاہے؟

اوراگر کہاجائے کہ یہ(تمام گناہوں سے معصوم ہونے کی)شرط ثابت نہیں بلکہ مثلاریشم پہننے والااگر خودمعصیت کررہاہے لیکن وہ دوسروں کوزنااور شراب خوری سے منع کرسکتاہے،توہماراسوال یہ ہے کہ کیاشراب خور کے لئے کافرپراحتساب کرنا،اس کوکفرسے منع کرنااوراس پر قتل وقتال کرنادرست نہیں؟اگروہ کہے کہ نہیں یعنی جواب نفی میں ہے تو یہ تواجماع کے مخالف بات ہے کیونکہ مسلمانوں کا لشکر ہمیشہ نیک وبد دونوں قسم کارہاہے اوران کو گناہوں سے نہیں روکانہ حضور ﷺ کے زمانہ،نہ تابعین کے اورنہ صحابہ رضوان اللہ علیم اجمعین کے۔اوراگر جواب اثبات میں ہوتوہم کہتے ہیں کہ کیا شارب الخمر کے لئے یہ بات ہے کہ وہ قتل سے روکے یانہیں؟اگرجواب نفی میں ہے توپھر کیافرق ہے اس اورریشم پہننے والے شخص کے درمیان جب وہ شراب سے روکے اوراس زانی کے درمیان جب وہ کفرسے روکے؟

[1] الغزالي،ابوحامد محمد بن محمد،(المتوفی:505ھ)**الاقتصادفي الاعتقادللغزالي**،(دارالکتب العلمیۃ،بیروت-لبنان)الطبعۃ الأولی،1424ھ،ص:124

اور جس طرح کبیرہ گناہ صغیرہ سے بڑھ کر ہیں ایسا ہی کبائر میں بھی مختلف درجات ہیں۔ اگر کوئی شخص ضابطہ بنا کر کہے کہ جو شخص کسی معصیت میں مبتلا ہو تو وہ اپنے جیسے گناہ اور اس سے کمتر گناہوں سے لوگوں کو منع کر سکتا ہے، تو (اگرچہ ظاہر میں یہ بڑا اچھا قاعدہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں، کیونکہ) ہم کہتے ہیں کہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں، (مثلاً زنا شراب سے بڑھ کر گناہ ہے لیکن یہ کوئی بعید نہیں کہ زنا کرنے والا شراب نوشی سے منع کرے، یا کوئی شخص خود شراب پیتا ہے مگر اپنے خدام و غلمان کو یہ کہہ کر منع کرتا ہے کہ شراب نوشی چھوڑنا ہم سب پر واجب ہے اور حرام کام کا حکم کرنا مجھ پر بھی واجب ہے، (پس اگر میں ایک واجب نہ کر سکوں تو دوسرا کیوں چھوڑ دوں؟) مجھے اختیار ہے کہ ایک حکم کو بجالا کر قرب خداوندی حاصل کروں، ایک واجب کے چھوٹ جانے سے دوسرا چھوڑنا ضروری نہیں، (تو اس میں کیا اشکال اور کیا بعد ہے؟)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کی مختصر وضاحت یہ ہے کہ اگر داعی اور آمر بالمعروف وناہی عن المنکر کے لئے عدل شرط قرار دیا جائے اور فسق کی وجہ سے دعوت کو ممنوع قرار دیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ داعی کے لئے تمام گناہوں (کبائر و صغائر) سے معصوم ہونا ضروری ہے یا بعض سے؟

عصمت تو صرف انبیاء کا خاصہ ہے جس میں ان کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں اسلئے یہ قید باطل ہے اور یہ شرط لگانا امت کے اجماعی روش کے بھی خلاف ہے، ہمیشہ سے افواج اسلام کفار سے نبرد آزما ہوئے اور سیف وسنان سے دعوت دیتے رہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہے، حالانکہ یہ بات یقینی ہے کہ ان میں گناہ گار افراد نے بھی شرکت کی۔ اگر بعض گناہوں سے بچنا لازم ہے تو اس کی تحدید و تعیین میں وقت صرف کرنے سے پہلے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ تعیین شارع کی طرف سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور ایسی کوئی تعیین ثابت نہیں تو لامحالہ یہ تحدید اپنی رائے اور اجتہاد سے ہوگی حالانکہ فرائض ووجبات اور شرائط کا تعلق عبادات سے ہے جس کی تقرری کا حق صرف شارع کو ہے۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قیمتی ملفوظ

مالکی فقیہ علامہ محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لو كان المرء لا ينهى عن المنكر ولا يأمر بالمعروف حتى لا يكون فيه شيء ما أمر أحد بمعروف ولا نهى عن منكر۔"[1]

---

[1] أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى:520ھ)، **البيان والتحصيل والشرح والتوجيه والتعليل لمسائل المستخرجة**، (دار الغرب الإسلامي، بیروت– لبنان)، الطبعة: الثانية، 1408ھ، 18/330

اگر کوئی دعوت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا اس وقت تک چھوڑ دے جب تک اس میں کوئی قابل اعتراض چیز موجود ہو تو کوئی بھی نیکی کا حکم دینے والا اور برائیوں سے روکنے والا نہ ہو۔

محمد بن رشد فرماتے ہیں ان کا یہ قول واضح دلیل ہے اس بات پر کہ داعی کے لئے اور امر بالمعروف کے لئے ونہی عن المنکر کے لئے عدالت شرط نہیں۔ کیونکہ کوئی بھی معصوم نہیں۔

سعید بن جبیر کی بات بڑی وزنی ہے کہ عام طور پر ایسے افراد کا ملنا بہت مشکل ہے جو بالکل عیوب سے پاک ہوں، معاصی اور نافرمانی سے منزہ ہوں، اس لئے دعوت کے لئے یہ شرط رکھنا کہ داعی خود گناہوں سے پاک ہو در حقیقت دعوت کا کام ختم کرنے کے مترادف ہے۔

5۔ اذن حاکم

بعض حضرات کے نزدیک دعوت کے لئے اذن حاکم بھی ضروری اور شرط ہے۔ حاکم وقت سے پروانہ اجازت لئے بغیر کوئی کسی کو دعوت نہیں دے سکتا۔ لیکن اذن حاکم کی شرط رکھنا دعوت کے کے لئے درست نہیں اس کی متعدد وجوہات ہیں۔

دعوت کے لئے اذن حاکم نہ ہونے کی وجوہات

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

"قد شرط قوم هذا الشرط ولم يثبتوا للآحاد من الرعية الحسبة وهذا الاشتراط فاسد فإن الآيات والاخبار التي اوردناها تدل على أن كل من رأى منكرا فسكت عليه عصى إذ يجب نهيه أينما رآه وكيفما رآه على العموم فالتخصيص بشرط التفويض من الإمام تحكم لا أصل له"[1]

بعض لوگوں نے یہ (اذن حاکم) کی شرط لگائی ہے اور اس شرط کی وجہ سے عام رعایا کو احتساب یعنی دعوت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حق نہیں دیا لیکن یہ شرط لگانا درست نہیں۔ اس لئے کہ آیات اور وہ احادیث جو ہم نے ذکر کی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس شخص نے بھی کوئی برائی دیکھی اور اس پر خاموش رہا تو اس نے گناہ کا کام کیا کیونکہ اس کا روکنا اس پر لازم ہے۔

جیسا کہ قرآن وحدیث کا عموم یہی ہے پھر اس میں حاکم کی شرط کا لازم کرنا بالکل بے بنیاد اور بے سند بات ہے۔

---

1 الغزالي، ابو حامد محمد بن محمد، (المتوفى: 505ھ)، **إحياء علوم الدين**، (دار المعرفة–بيروت)، 2/315

دعوت و تبلیغ اور امر و نہی کے کے متعلق جو آیات یا احادیث ہیں ان میں اگر ہم غور کریں تو اس قسم کی کوئی قید اور شرط نہیں کہ جس سے یہ مفہوم ہو تا ہو کہ دعوت کے لئے اذن حاکم شرط ہے۔

ایسی روایات بھی ہیں جن میں اذن امام تو درکنار بلکہ اس کے منشاء کے خلاف دعوت کی فضیلت ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ))[1] حسن

اس روایت میں ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے کو سب سے افضل جہاد کہا گیا ہے۔ اور بہتری اور فضیلت اس لئے ہے کہ اس میں خوف و مشقت زیادہ ہے۔ ظالم حاکم کی طبیعت اس قدر متحملانہ صفت کی نہیں ہوتی جو اپنے خلاف اعلان احتجاج برداشت کرے۔ یہ کلمہ حق بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایک حصہ ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر دعوت و تبلیغ کا ایک حصہ ہے۔

امت کے اجتماعی تعامل اور اتفاقی طرز عمل کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ دعوت و تبلیغ کے لئے اس قسم کی کوئی شرط نہیں۔

ایسا ہی دعوت و تبلیغ کا حکم تمام کے لئے ہیں صرف حکومت پر ہی یہ حکم عائد نہیں ہو تا تو عام افراد کے لئے بھی جب یہ حکم ہے تو حکومت کی اجازت چہ معنی دارد۔

مبحث دوم: دعوت و تبلیغ کے ارکان

اس مبحث میں دعوت کے ارکان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی ایک دعوت کے وقت جو ارکان وجود میں آتے ہیں۔ مخاطب اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے داعی دعوت دیتا ہے۔ اسے مدعو بھی کہا جاتا ہے۔

دعوت کے ارکان

ارکان، رکن کی جمع ہے یعنی وہ بنیادیں جس پر دعوت و تبلیغ کی عمارت قائم ہے۔

متعدد فقہاء کرام نے نصوص کو مد نظر رکھ کر مختلف ارکان ذکر کئے ہیں، ترتیب اور آسانی کے لئے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام جب بھی خارج میں وقوع پذیر ہو گا اس میں یہ چار ارکان ضرور موجود ہونگے جو دعوت و تبلیغ کے ارکان کہلاتے ہیں۔

بنیادی طور پر دعوت کے درج ذیل ارکان ہیں۔

---

1 ابن ماجة، ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، (المتوفى: 273ھ)، **سنن ابن ماجه**، (دار الرسالة العالمية)، الطبعة: الاولى، 1430ھ، باب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر، ح: 4011، 5/144

1۔ داعی: دین کی طرف بلانے والا

2۔ مدعو: جس کو دین کی طرف بلایا جاتا ہے یا جسے دعوت دی جاتی ہے اور اسے مخاطب بھی کہتے ہیں۔

3۔ مدعوالیہ: جس چیز کی طرف دعوت دی جائے۔

4۔ خود نیکی یا بدی کا خارج میں موجود ہونا۔یعنی وہ نیکی جس پر مخاطب عمل نہیں کر رہا جس کی وجہ سے داعی کو دعوت دینے کی ضرورت پیش آئی، یا وہ منکر جس کا مخاطب ارتکاب کر رہا ہے اور اس کی وجہ سے داعی اس کو اس کام سے روک رہا ہے۔

"مدعو" یہ دعا یدعو سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، اس کا معنی ہے جس کو کسی چیز کی طرف بلایا جائے، اور ہماری اس بحث میں مدعوالیہ چونکہ دین اسلام ہے، لہذا اب مدعو کی تعریف ہو گی جس کو دین اسلام کی طرف بلایا جائے اور انسان خواہ کوئی بھی ہو وہ اللہ اور دین اسلام کی طرف مدعو یعنی دعوت کا مخاطب ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾[1]

(اے رسول! ان سے کہو) کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

یہ عموم مخاطبین دعوت کے حوالہ سے ہیں اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ ہر شخص اس کا مخاطب ہے۔

دعوت و تبلیغ کے ارکان پر مختصر بات کرنے کے بعد اب خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

دعوت و تبلیغ کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے وقت دو امور کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

ایک تو یہ کہ عبادت کو عبادت ہی کے طور پر ادا کرنا چاہئے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث وہ عبادت وبال نہ بن جائے۔

دوم یہ کہ مخلوق کی طبائع مد نظر رکھتے ہوئے ان تمام امور سے اجتناب کرنا چاہئے جن سے مخاطبین متنفر ہو جائیں اور دعوت کا عظیم مقصد فوت ہو جائے۔

مبحث سوم: دعوت و تبلیغ کے آداب

دعوت دیتے وقت بہت ساری چیزوں کو ملحوظ نظر رکھنا ہوتا ہے کہ ان کی درستگی سے دعوت مؤثر اور کامیاب ہو سکتی ہے۔ انہی باتوں میں چند اہم باتیں جیسے ترک شدت، دعوت و تبلیغ کی مجالس میں ناغے اور مضامین دعوت میں تنوع وغیرہ ہیں۔

---

[1] الاعراف:158

1۔ ترک شدت

دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے وقت تمام طبیعتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے اور سختی سے مکمل طور پر اجتناب لازم ہے۔ دراصل سختی کرنے سے مخاطب کے دل میں نفرت کا بیج پیدا ہو جاتا ہے اور منصف مزاج طبائع سختی سے متنفر ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا۔

((بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا))[1]

خوشخبریاں دو اور بدخبری مت دو۔ اور آسانیاں پیدا کرو نہ کہ مشکلات۔

سو نفرتیں پھیلانے سے باز رہنا چاہئے اور حکمت و موعظت کے ساتھ مخاطب کے دل میں اتر کر گفتگو کرنی چاہئے تا کہ اس دعوت کے حقیقی فائدہ حاصل ہو سکے۔

2۔ غیر شرعی کاموں کی دعوت و تبلیغ سے اجتناب

دعوت و تبلیغ ایک انتہائی مقدس عبادت ہے یہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ کلام اللہ میں ہے۔

﴿ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾[2]

اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو۔

اس آیت میں جب یہ بات واضح ہو گئی کہ غیر اللہ کی طرف دعوت دینے سے گریز کرنی ہے یعنی ایک داعی غیر شرعی امور کی طرف ہرگز دعوت نہیں دے سکتا اور اگر دے تو وہ سبیل رب نہیں بلکہ سبیل نفس یا شیطان ہو گا اور اس کی دعوت کی وجہ سے جو بندہ اس کی اتباع کرتا ہے تو اس کا گناہ بھی اسی داعی پر ہوتا ہے۔ غیر شرعیات کی دعوت سے مراد بدعت اور ناجائز کاموں کی طرف بلانا یا کچھ ایسے نظریات کی طرف دعوت دینا جو تعمق، غلو اور تکلف سے پیدا ہوئے ہوں۔ یقیناً یہ اشیاء بہت ہی زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[3]

تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لئے) پسند کر لیا۔

ایک مکمل چیز میں اپنی طرف سے کسی کام یا بات کا اضافہ کرنا بگاڑ کا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

---

[1] مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، باب فی الامر بالتیسیر، وترک التنفیر، ح:1732، 3/1358

[2] النحل:125

[3] المائدۃ:3

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))[1]

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس دین کا حصہ کا نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ دعوت و تبلیغ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ داعی غیر شرعیات کی تبلیغ سے مکمل طور پر اجتناب کرے اور دین اسلام کو اصلی اور سادہ شکل میں پیش کرے کیونکہ وحی کے نزول کے بعد اخراج کا درجہ باقی نہیں رہتا بلکہ فقط اتباع کا درجہ باقی رہتا ہے سو دعوت و تبلیغ نفسانی اغراض سے پاک ہو کر دی جائے اور سبیل رب کے صحیح مفہوم کے مقتضی پر عمل کیا جائے۔

3۔ عقلیات وطبعیات کی تبلیغ سے اجتناب

دعوت و تبلیغ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ کہ عقلیات اور طبعیات کی دعوت بالکل نہ دی جائے کیونکہ جہاں تک عقلیات کی بات ہے تو وہ تو پہلے سے سب میں موجود ہے اور جو چیزیں عقل کے ذریعے معلوم کی جاسکتی ہیں، ان کو تو وہ شخص بھی معلوم کر لیتا ہے اور عقلیات میں کسی کی تقلید نہیں جاتی کیونکہ ہر شخص کو اپنی عقل کی بنیاد پر رائے زنی کا حق حاصل ہوتا ہے۔ قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تبلیغ نہ حسیات کی ہو سکتی نہ طبعیات کی ہو سکتی ہے نہ عقلیات کی ہو سکتی ہے بلکہ صرف شرعیات کی ہو سکتی ہے جو خالق سے منقول ہو کر انسان تک پہنچیں کہ شرعیات کے سوا تمام چیزیں انسان میں قبل از تبلیغ خود بھی بتقاضائے طبع وعقل موجود ہیں"۔2

اسی طرح جہاں تک طبعیات کی بات ہے تو اس میں بھی دعوت و تبلیغ کی حاجت نہیں رہتی۔ دراصل اس چیز کی طرف انسان کی راہنمائی خود ہو جاتی ہے چاہے اس کے لئے اس کی طرف رانمائی کرنے والا ہو یا نہ ہو جیسے بولنا، ہنسنا ،چلنا پھرنا، پینا، کھانا وغیرہ کہ ان کی طرف تبلیغ کرنے کی حاجت نہیں ہاں ان کاموں کو سنت کے مطابق ڈھالنے کی دعوت دی جاسکتی اور وہ چیز شرعیات میں سے ہے۔

4۔ دعوت و تبلیغ کی مجالس میں وقفہ

اگر عوام الناس کی اصلاح کے لئے ایک مخصوص وقت مقرر کیا جائے تو اس بات کا خیال رکھا جائے کے ان مجالس میں مخصوص وقفہ ہونا چاہئے اور کچھ ناغے کئے جائے کیونکہ مسلسل اور لگاتار دعوت دینے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ مخاطب اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اور واعظ کی وعظ کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ اس لئے آپ ﷺ

---

[1] مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب نقض الاحکام الباطلۃ، ح:1718، 3/1243

[2] محمد طیب، اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول، ص:10

روزانہ وعظ و نصیحت نہ فرماتے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے جب روزانہ وعظ و نصیحت کی فرمائش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((كَانَ عَبْدُ اللهِ يُذَكِّرُنَا كُلَّ يَوْمِ خَمِيسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّا نُحِبُّ حَدِيثَكَ وَنَشْتَهِيهِ،وَلَوَدِدْنَا أَنَّكَ حَدَّثْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ أُمِلَّكُمْ((إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ، كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا))[1]

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو نصیحت کیا کرتے تھے تو ایک شخص نے ان سے فرمایا کہ اے ابو عبد الرحمان ہم آپ کی باتوں کو پسند کرتے ہیں اور ہماری خوائش ہے کہ آپ ہمیں روز کچھ ارشادات فرمادیا کریں تو انہوں نے فرمایا مجھے صرف تمہاری اکتاہٹ اس کام سے روکنے والی ہے۔ بیشک نبی کریم ﷺ وعظ میں وقفہ کیا کرتے تھے ہمارے اکتا جانے کی وجہ سے۔

اس ارشاد سے واضح ہوا کہ روزانہ دعوت دینے کے بجائے خاص دن مقرر کرنے چاہئے تاکہ نہ تو مخاطب کسی اکتاہٹ کا شکار ہو اور نہ ہی دعوت و تبلیغ اپنا اثر ترک کرے۔

---

[1] مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب الاقتصاد فی الموعظۃ، ح:2821، 4/2173

باب دوم

دعوت و تبلیغ کے روائتی وسائل: اہمیت و اثرات

فصل اول: مساجد کا کردار

فصل دوم: دینی ادارے

فصل سوم: تعلیمی حلقہ جات

فصل اول

مساجد کا کردار

مسجد ایک اہم اور بنیادی ادارہ ہے دعوت و تبلیغ کا۔ مسجد ایسا مقام ہے جہاں سے دعوت و تبلیغ کا کام بہت اچھے طریقہ سے سرانجام پاتا ہے۔

مسجد کا معنی

"مسجد" دراصل ظرف کا صیغہ ہے اور یہ لفظ سجد سے مشتق ہے۔ "سجد" کے معنی معجم الصحاح میں یوں درج ہے۔

"هووضعالجبهة على الارض"[1]

پیشانی زمین پر رکھنا۔

چونکہ مسجد ظرف کا صیغہ اور جائے وقوع پر دلالت کرتا ہے اس کے معنی ہوئے وہ جگہ جہاں زمین پر پیشانی رکھی جائے۔ مسجد کی جمع مساجد آتی ہے۔

لغت میں مسجد سے مراد ایسی جگہ ہے جس میں سجدہ کیا جائے، ایسی جگہ جہاں مسلمان نماز کے لیے جمع ہوں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام زرکشی کا قول لکھا ہے کہ:

> "سجدہ رب کے لیے بندے کا بہترین عمل ہے کیونکہ اس کے ذریعے انسان کو رب کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس سے اسم مکان مشتق ہوا تو وہ مسجد بنا۔ لوگ مسجد کے بجائے کلمہ مرکع استعمال نہیں کرتے ہیں بلکہ نماز کے لیے مخصوص جگہ کے لئے ہی مسجد کا لفظ استعمال کرتے ہیں"۔2

شرعی اصطلاح میں مسجد کا مفہوم یہ ہے کہ:

"المكان الذى اعد للصلوٰة فيه على الدوام"[3]

وہ جگہ جو ہر وقت نماز کے لیے تیار رہتی ہے۔

---

[1] الجوھری، اسماعیل، **معجم الصحاح**، ص:475

[2] القاري، علي بن سلطان محمد، (المتوفی:1014ھ)، **مرقاۃ المفاتیح**، شرح مشکوٰۃ المصابیح، 10/ 12

[3] محمد رواس قلعجی، **معجم لغۃ الفقہاء**(دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع)، الطبعۃ الثانیۃ:1408ھ، ص:428

آپ ﷺ نے حضرت ابو الدرداء[1] رضی اللہ عنہ کو حکم دیا

((وَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ فَهُوَمَسْجِدٌ))[2]

تمہیں جہاں بھی نماز آلے نماز پڑھ لو وہی جگہ مسجد ہے۔

امام نوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں رقم طراز ہیں کہ "اس حدیث میں ہر جگہ نماز ادا کرنے کا جواز ہے ہاں البتہ زمین کے وہ حصے جن کو شریعت نے مستثنیٰ کیا ہے وہاں نماز ادا نہیں کی جائے گی۔ان میں مقبرے، نجاست کے مقامات، اونٹوں کا باڑہ اور حمام وغیرہ داخل ہیں۔[3]

لہٰذا ان تمام تعریفات واحادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسجد اس مقدس اور پاکیزہ جگہ ومقام کا نام ہے جہاں خداوند تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور اس کے بندے اپنی جبیں نیاز اس کے سامنے جھکاتے ہیں۔

تعمیر مسجد کی فضیلت

کلام اللہ میں مسجد کی تعمیر اور آباد کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَى أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾[4]

اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو تو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں ایسی ہی لوگوں سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ صحیح راستہ اختیار کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔

ابو حسن علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے کہ

"وهذا يدل على ان المراد با العمارة دخول المسجد والقعود فيه"[5]

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ تعمیر سے مراد مسجد میں داخل ہونا اور بیٹھنا ہے۔

یعنی اس کو آباد کرنا مراد ہے اور مسجد عبادت سے آباد ہو گی کیونکہ مسجد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس میں اللہ کی عبادت اور ذکر کیا جائے۔

---

[1] ان کا نام عویمر بن مالک ہے۔ایک روایت کے مطابق عامر بن مالک اور عویمر لقب تھا۔فقیہ، دانشمند اور حکیم تھے۔خلافت حضرت عثمان میں دمشق کے قاضی مقرر ہوئے اور شہادت عثمان سے دو برس قبل شہید ہوئے۔(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ،3/496)

[2] مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، باب کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، ح:520، 1/370

[3] نووی، امام نووی، **شرح علی صحیح المسلم**، 5/5

[4] التوبۃ:18

[5] ابو حسن علی بن احمد، **التفسیر البسیط**، (اسکندریہ، دار المصور العربی) ص:333

مسجد کی فضیلت حدیث میں

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالإِيمَانِ))[1]

کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دو دیکھو جو مسجد کی دیکھ بال کر تا ہو تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔

یقینا بہت بڑی گواہی جو آپ علیہ السلام کے فرمان میں ہے اس بندہ کے لئے جو مسجد آباد کرے اور اس میں نمازوں کا اہتمام کرے۔

مسجد کا تعلیمی کردار

اسلامی معاشرہ میں تعلیم دین کو عام کرنے میں جن اداروں کا اساسی کردار ہے ان میں ایک سرفہرست مسجد بھی ہے۔ مسجد سے امام و خطیب درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کے ذریعے عوام میں تعلیم کی اہمیت و تعلیم کو رواج دے سکتا ہے۔

تبلیغ دین کے حوالہ سے مسجد کا کردار

یقینا یہ بات کسی مسلم سے ڈھکی چھپی نہیں کہ مسلمانوں کا اصل مرکز و محور مسجد ہے یہاں مسلمان جمع ہو کر باہمی مشورہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے جڑ کر مضبوط ہوتے ہیں۔ مساجد ہی ایسے مقامات ہیں جہاں مسلمان قائدین اور راہنما لوگوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ لہٰذا مساجد کا تبلیغ اور دعوت حق کی ترویج کے سلسلہ میں بڑا اہم کردار ہے۔ بہت سارے ذرائع سے مسجد تبلیغ دین کی اشاعت کے مراکز ہیں انہی ذرائع اور وسائل میں سے چند ایک پیش خدمت ہے۔

دعوت و تبلیغ کا مقصد لوگوں کو اعمال صالحہ کی طرف بلانا یعنی دعوت کا مقصود عمل صالح ہے اور مساجد کی بنیاد ہی عبادت اور اطاعت پر رکھی گئی ہے۔ دنیا میں پہلی مسجد مسجد حرام ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ﴾[2]

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے۔

اس گھر کے بناتے وقت ہی اللہ نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام سے اس گھر کی صفائی کا عہد و پیمان لیا

---

[1] ابن ماجۃ، (المتوفى: 273ھ)، **سنن ابن ماجہ**، باب لزوم المساجد وانتظار الصلوۃ، ح:802، 1 / 263

[2] آل عمران:96

اور وہ بھی عبادت کرنے والوں کے لئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾[1]

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو یہ تاکید کی کہ: "تم دونوں میرے گھر کو ان لوگوں کے لئے پاک کرو جو (یہاں) طواف کریں اور اعتکاف میں بیٹھیں اور رکوع اور سجدہ بجالائیں۔

پس معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ کا منبع و مرکز مساجد ہیں اور یہی عبادت کے مراکز ہیں سو ان کی فضیلت اور ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

مسجد میں کئے جانے والے بہت سارے اعمال جن کے ذریعے دعوت و تبلیغ ہوتی ہے وہ جمعہ کی تقاریر، خطبہ، اذان، امام مسجد کی اقتدائی حیثیت اور مسجد کی اجتماعی حیثیت وغیرہ ہے۔ یہ ایسے اعمال و حیثیتیں ہیں کہ جو دعوت و تبلیغ کے لئے روح رواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ذیل میں انہیں بیان کیا جاتا ہے تاکہ ان کے وہ پہلو سامنے آجائیں جو دعوت و تبلیغ کے لئے معاون ہیں اور مسلمان جن سے فائدہ اٹھارہے ہیں۔

درس قرآن

قرآن مجید مسلمانوں کی مقدس اور افضل ترین کتاب ہے۔ اسلام کے تمام احکامات کا دارومدار قرآن مجید پر ہے۔ اسی کتاب کو سن کر نہ جانے کتنے لوگ اسلام لائے اور اسلامی تعلیمات کو حرز جاں بنالیا۔ ہمارے تمام مسائل کا حل قرآن مجید میں ہے اور قرآن ہمارے درمیان ایک حاکم ناطق ہے۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد[2] رحمۃ اللہ علیہ

"ہمارے ہاتھ میں قرآن کریم ایک امام مبین ،تبیانا لکل شیء، بیانا للناس، نور وکتاب مبین، اور انسان کے ہر اختلاف و نزاع کے لئے ایک حاکم ناطق ہے۔"[3]

قرآن مجید کا درس دینا آدمی کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید نازل ہی اس وجہ سے ہوا کہ اسے پڑھا جائے، سنا جائے اور اس کی تعلیم دی جائے۔ پہلی وحی بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اس کی تعلیم کو عام کیا جائے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي

---

[1] البقرۃ:125

[2] ابو الکلام آزاد بن ناصر الدین۔ ولادت 1305ھ۔ ہندوستان کے بڑے عالم اور تحریک آزادی کے نامور رہنما اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ وفات 22 فروری 1958ء میں ہوئی (مولانا ابوالکلام آزاد شخصیت اور کارنامے، از ڈاکٹر خلیل انجم، طیب پبلیشرز، یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ لاہور، ص:25

[3] مولانا ابو الکلام آزاد، **امر بالمعروف** (لاہور، فاروق گنج) 1946ء، ناشرین سلسلہ تراجم والارشاد والترجمہ، ص:22

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[1]

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھو اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

پہلی وحی کی ابتداء لفظ اقراء سے ہوئی جس کے معنی ہے "پڑھو" اور انتہا اس آیت پر ہوئی" عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ "یعنی انسان کو جو چیز نہیں آتی وہ اسے اللہ نے سکھائی۔ ان آیات سے صاف معلوم ہوا کہ قران کو سیکھا جائے اور پھر اس کی تعلیم لوگوں کو دی جائے اسی تعلیم کو درس قرآن کہتے ہیں۔

درس قرآن دراصل ایک ایسی موعظۃ ونصیحت کا سلسلہ جس سے کافی لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہو چکی ہیں اور جس کی تعلیم کے ذریعے دنیا میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ داعی کے لئے ضروری ہے کہ جس مسجد یا مکان میں اس کی مستقل رہائش ہو وہاں وہ درس قرآن کا سلسلہ پابندی کے ساتھ شروع کرے کہ یہ زندگی میں امن اور سکون کی ضمانت ہے۔

اذان

اذان شرائع اسلام میں سے ایک شعار ہے۔ اس لئے کہ اس میں ایک عظیم الشان عبادت کی طرف رغبت دلانا مقصود ہوتا ہے اور شیطان کی سرزنش بھی مقصود ہوتی ہے۔ اذان دن میں پانچ مرتبہ دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو نماز کی طرف دعوت دینے کے لئے اور کافروں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے اذان ایک اہم ذریعہ ہے۔ اذان ایک ایسی دعوت ہے جو بذات خود ایک عبادت بھی ہے اور دعوت بھی۔ اس میں عقیدہ اور عمل دونوں یکجا کئے گئے ہیں۔ وہ اس طرح کہ شروع میں اللہ اکبر سے اشھد ان محمد رسول اللہ تک عقیدہ کا اظہار ہے پھر حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح عمل کی طرف دعوت دینے والے کلمات ہیں لہٰذا یہ ایک عظیم الشان عبادت جو کہ عموما مساجد میں ادا کی جاتی ہے اور دعوت عقائد واعمال کا ایک بہترین اور عظیم الشان مظہر ہے۔

دعوت و تبلیغ میں اذان کا کردار

اذان دراصل ایک عبادت ہے۔ ایسا ہی اذان دینے کا ثواب اور اجر مسلم ہے اور مؤذن کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

[1] العلق:1-5

((مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ احْتِسَابًا كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ))[1] منکر

جس شخص نے سات سال تک ثواب کی نیت سے اذان دی تو اس کے لئے جہنم کی آگ سے براءت کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔

سو اذان ایک دعوت یعنی اس کے ذریعے لوگوں کو دین اسلام کے ایک اہم رکن نماز کی طرف دعوت دی جاتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔

اذان زندگی بدلنے کا ایک ذریعہ

دعوت و تبلیغ کے میدان میں اذان کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ کئی لوگوں کی زندگی میں اذان کی آواز سے انقلاب آیا اور ان کی زندگیاں سنور گئی ہیں۔ ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جہاں ایک غیر مسلم اذان کی آواز سن کر اسلام قبول کرتا ہے۔

کینیڈا کے پاپ سٹار اوبنگ نے جدہ میں اسلام قبول کیا اب ان کا نیا نام محمد رؤف براؤن رکھا گیا ہے۔ یہ دراصل کینڈا کے عالمی شہرت یافتہ ڈانسر تھے اور گلو کار مائیکل جیکسن کے بھائی کے ہمراہ اپنے شو منعقد کیا کرتے تھے۔ چونکہ جیمی جیکسن نے اسلام قبول کر لیا تھا اس لئے یہ بھی اسلام کی کتابوں کی طرف راغب ہونے لگے تھے۔ اتفاق سے ایک دفعہ یہ اپنی والدہ کے پاس نیویارک گئے جہاں ان کے قیام گاہ کے قریب ہی مسجد تھی اور پنج وقتہ باآواز بلند اذان دی جاتی تھی وہ کہتے ہیں کہ ہر اذان کی آواز میرے دل کی دنیا میں ہلچل مچانے لگی۔ اس کے بعد مجھے جذبہ شوق کی رفتار مصر اور سعودی عرب لے گئ جہاں میں نے نہایت قریب سے مسلمانوں کے ماحول اور ان کے معاشرہ کا مطالبہ کیا۔ باالآخر اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر لیا۔[2]

خطبہ جمعہ کا دعوت و تبلیغ میں کردار

اسلام میں خطبہ جمعہ کی حیثیت واجب کی ہے اور جب امام منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگے تو سامعین کے لئے خاموش رہنا ضروری ہے تاکہ وہ امام کے خطبہ کو خوب غور و خوض سے سنیں۔ خطبہ بہت بلیغ ہوتا ہے جس میں امام صاحب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کو قرآن مجید اور احادیث طیبہ کی روشنی میں فرائض وواجبات اور مستحبات کی یاد دہانی کرواتا ہے اس کے ساتھ اخلاق حسنہ کو اپنانے کی جبکہ اخلاق سئیۃ سے بچنے کی ترغیب

---

[1] الجوزي، أبو الفرج عبد الرحمن بن علي (المتوفى: 597ھ)، **العلل المتناهية في الأحاديث الواهية**، (إدارة العلوم الأثرية، فيصل آباد، باكستان) باب الصلوة، ح: 667، 1/398

[2] شمس الحق افغانی، **فلسفہ اذان مع فضائل ومسائل** (کراچی، ادارہ معہد القرآن) 2003ء، ص: 121

دیتا ہے۔ مسجد کا امام نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر کرتا ہے اور اسلاف کے تذکرے کرکے خیر القرون کی یادیں تازہ کردیتا ہے جس کی وجہ سے سامعین میں عمل کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے اور یوں لوگ تائب ہوکر اعمال صالحہ کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔ انہی فوائد و وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے امام صاحب کے خطبہ کے دوران خاموش رہنا لازم اور امام کے خطبہ کو سننا لازم ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ))[1]

اگر تم نے اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن دوران خطبہ کہا کہ خاموش رہو تو تم نے ایک لغو کام کیا۔

مولانا ظفیر الدین صاحب اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"گویا امام کے سوا کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کچھ بولے یا امر بالمعروف کرے یہ تمام امور دوران خطبہ ممنوع ہے۔"[2]

خطبہ کے دوران کسی بھی قسم کی گفتگو ممنوع ہے حتی کے سنت و نوافل میں مشغول رہنا بھی درست نہیں۔

امام مسجد کے فرائض

امام مسجد خود اس بات کا اہتمام کرے کہ وہ لوگوں کو فرقہ پرستی سے دور رکھے اور امام مسجد جمعہ کے لئے ایسی تقاریر کا انتخاب کرے جو معاشرہ میں اصلاح پیدا کرنے والی ہو امام مسجد ایسی برائیاں دیکھے جو معاشرہ میں عام ہو اور ان برائیوں میں عوام کی اصلاح ممکن ہو تو پھر اپنے خطبات میں ان کی نشاندہی کرے یوں ایک اچھی تبلیغ کی صورت پیدا ہوگی۔ ایسی تقاریر سے نہ صرف لوگوں کی اصلاح ہوگی بلکہ معاشرہ میں امن ہوگا اور ایک مثالی معاشرہ قائم ہوگا۔

اہل محلہ کی دینی اصلاح کی جائے۔ ان کو وقتاً فوقتاً تعلیم دی جائے اور دین کی معلومات دی جائے۔

اہل محلہ کی نماز درست کی جائے یعنی عملاً انہیں نماز سکھانے کی کوشش کروائی جائے۔

اگر مسجد مارکیٹ والی ہو تو وہاں کا امام لوگوں کو تجارت کے متعلق مسائل بتائے جس میں تجارت کا نبوی طریقہ، تجارت کے اصول اور تجارت کا درست طریقہ بتائے تاکہ لوگوں کے معاملات دین اسلام کے مطابق ہو جائیں۔

مساجد کا اجتماعی نظام اور امامت

مساجد در اصل بکھرے ہوئے مسلمانوں کو وحدت کی لڑی میں پرونے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ دن میں پانچ

---

[1] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، باب فی الانصات فی الخطبۃ یوم الجمعۃ ح:851، 2/583

[2] ظفیر الدین، **اسلام کا نظام مسجد**، (کراچی، البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ)2014ء، ص:82

مرتبہ مسلمان اکھٹے ہو کر ملی وحدت کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی سارے فوائد حاصل کر لیتے ہیں جن میں سے امت مسلمہ کی فکر باہمی صلاح ومشورہ، سنن و فرائض کا مذکرہ، ملکی حالات کے تناظر میں پیش آمدہ ہنگاموں سے نمٹنے کا لائحہ عمل وغیرہ، یہ دراصل ایسے افعال ہیں جس پر زندگی کا دارومدار ہے اس نظام وحدت کا استحکام اس قدر مثالی ہوتا ہے کہ غیر اسے دیکھ ورطہ حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اور کامیابی کا سراغ پاکر اسلام قبول کر لیتے ہیں جبکہ اپنے لوگ خود رشک کرکے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں اور اس نظام کو زیادہ مستحکم و قوی تر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

((إِذَاسَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا، وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا))[1]

جب تم دو بندے رخت سفر باندھ لو تو سفر میں اذان دو، اقامت کرو، اور تم دونوں میں سے جو بڑا ہو اس کو چاہئے کہ امامت کروائے۔

معلوم ہوا کہ اسلام کا نظام وحدت دنیا کی تمام اقوام اور مذاہب سے زیادہ پختہ اور قوی ہے اور اس کے مراکز مساجد ہیں جہاں پہ پنج وقتہ نماز کے لئے آنے والے لوگوں کے درمیان بے مثال وحدت چشم اقوام کو حیرہ کر رہی ہوتی ہے۔ سو دعوت وتبلیغ کے میدان میں مساجد کا کردار بہت قابل قدر اور خیر کے چشموں کا منبع مساجد ہیں۔

---

[1] مسلم بن الحجاج، **سنن الترمذي**، باب ماجاء في الأذان في السفر، ح:205، 1/280

فصل دوم

دینی ادارے

دینی اداروں میں سرفہرست مدرسہ ہے جہاں سے انسان کی تربیت ہوتی ہے۔

مدارس کا معنی

مدارس دراصل مدرس کی جمع جو اسم ظرف کا صیغہ ہے اور اس کے معنی معجم الوسیط میں یہ لکھا ہے

"الموضع يدرس فيه كتاب الله"[1]

وہ مقام جہاں کتاب اللہ کی تعلیم دی جاتی ہو۔

مدارس اصل میں ان مخصوص مقامات کو کہا جاتا ہے جہاں کتاب اللہ اور احادیث نبویہ کی تعلیم ہوتی ہے اور درس تدریس کا باقاعدہ اور منظم ترتیب قائم ہوتا ہے۔

دینی مدارس کی ضرورت

اگر ہم حقیقت میں مسلمان رہ کر ہی جینا چاہتے ہیں اور ایسے افراد کی ہمہ وقت دستیابی چاہتے ہیں جو ہمیں روز مرہ کی زندگی میں درپیش مسائل بتاسکیں تو اس کے لئے ایسے مراکز اور ادارے ہونے چاہئے جہاں سے وہ افراد پیدا ہوسکیں جو ہمارے مسائل کا حل نکال سکتے ہوں۔ جو ہماری راہنمائی کرسکیں۔ ان ہی مراکز اور اداروں کا نام مدارس ہیں۔

اس بات کی تائید خود کلام اللہ کی صریح آیات سے ثابت ہے کہ تمہارے درمیان ایک جماعت ہونی چاہئے جو دین کے علم کو سیکھے اور خوب سمجھے پھر اہل علاقہ کو منہیات سے روک کر ان کو اچھے اور نیک کاموں پر لگادیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[2]

اور تمہارے درمیان ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے روکیں۔

دینی مدارس کا مقصد

دینی مدارس کا اصل مقصد علوم دینیہ و معارف ربانیہ کی حفاظت اور احکام ربانیہ پر عمل کرنے والے رجال

---

[1] ابراہیم مصطفی، احمد الزیات، **المعجم الوسیط**، ص:389

[2] آل عمران:104

العصر اور مذہبی اسکالرز تیار کرنا ہیں جو معاشرہ میں جاکر اپنے ایمان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ دوسروں کے ایمان کی حفاظت بھی کریں اور ان کو سیدھے راستہ پر لگادیں۔

یہی کام انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی تھا۔ چنانچہ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملاتے تھے اور ان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نور و علم سے روشناس کراتے تھے۔ لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام والا کام اب اہل علم کے ذمہ لگ گیا ہے اور اہل علم ان دینی اداروں سے ہی اٹھتے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دینی مدارس کا مقصد "نیابت انبیاء" کو سمجھنا اور اس کے کے مقتضاء پر عمل کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

((إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ))[1] صحيح

علماء انبیاء کے وارثین ہیں۔

البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[2]

لہٰذا دینی مدارس کا مقصد دینی علوم کی تحفیظ و ترویج ہے جس کے لئے وہ کوشاں ہیں۔

قرآن مجید میں دینی مدارس کا تذکرہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دینی مدارس کے فرائض وواجبات کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾[3]

اور مسلمانوں کے لئے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ (ہمیشہ) سب کے سب (جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں، لہٰذا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ (جہاد کے لئے) نکلا کرے تاکہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے ہوں) وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے محنت کریں اور جب ان کی قوم کے لوگ (جو جہاد میں گئے ہیں) ان کے پاس واپس آئیں تو یہ ان کو متنبہ کریں۔

مولانا ابو الحسن علی الندوی[4] فرماتے ہیں۔

"حضرات! اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا قرآن مجید میں مدارس دینیہ کا تذکرہ ہے۔ کیا ان کے فرائض و اوجبات کا ذکر ہے۔ تو میں کہوں گا قیامت تک کے لئے اس آیت میں

---

[1] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد (المتوفى: 273ھ)، **سنن ابن ماجه**، (دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي)، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ح:223، 1/ 81

[2] ایضا

[3] التوبة:122

[4] ابو الحسن علی الندوی۔ یہ عربی زبان میں بڑے ماہر تھے ان کی ولادت 5 دسمبر 1913ء میں جبکہ وفات 31 دسمبر 1999ء میں ہوئی۔ (المرتضیٰ مولانا ابو الحسن علی الندوی، ص:33)

مدارس کے فرائض اور اس کی ذمہ داریوں کی پوری تصویر کھینچ کر رکھ دی گئی ہے"۔[1]

اس آیت میں مدارس دینیہ کی ذمہ داری کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

"ایسا کیوں نہیں ہوا کہ مؤمنوں کی ہر جماعت میں سے ایک جماعت دین میں سمجھ پیدا کر کے اپنے ملک و قوم میں واپس جائیں تو انہیں عصر حاضر کے فتنوں سے ڈرائیں اور باخبر کریں، تاکہ ان کی قوم ان فتنوں سے چوکنا ہو جائے اور ان سے بچنے کی کوشش کریں"۔[2]

عہد نبوی کا مدرسہ

اسلام کے سب سے پہلے معلم خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور مقصد تعلیم عمل صالح تھا۔

اسلام کا سب سے پہلے مدرسہ مکہ معظمہ میں دار ارقم تھا جہاں اہل اسلام چھپ کر نبوی فیض حاصل کرتے تھے۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمانے کے بعد دوسرا اسلامی مدرسہ مسجد نبوی کے اندر تھا جہاں ایک چبوترہ بھی موجود تھا۔چبوترہ صفہ کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔ جو حضرات یہاں علم حاصل کرنے آئے تھے ان کو اصحاب الصفہ کہا جاتا تھا۔[3]

اصحاب صفہ کے مشاہیر

عہد نبوی کے درسگاہوں میں ہر مذاق اور ہر مزاج کے طالب علم تھے۔ چونکہ ایک مسجد تمام لوگوں کے لئے عمومی درسگاہ تھی لہذا یہاں ہر طالب علم کو زیور علم سے آراستہ کیا جاتا تھا۔

نبوی درسگاہ کی نامور شخصیات میں حضرت سلمان فارسی[4]، عبد اللہ بن مسعود، ابو ذر غفاری[5]، ابوہریرہ اور حضرت علی[6] المرتضی رضی اللہ عنہم جیسے علمآء وفقہاء شامل تھے جو علوم نبوت سے اپنے سینے میں نور بھر رہے تھے اور نبوی علم کے امین اور محافظ تھے۔[7]

---

1 ابو الحسن علی الندوی، **مدارس اسلامیہ، اہمیت، ضرورت اور مقاصد**، (کراچی، دارالاغیاث)، 2014ء، ص: 105-106

[2] ایضا

[3] منور جہاں خورشید، **قدیم اسلامی مدارس**، (لاہور، مجلس ترقی وادب)، طبع اول، 1985ء، ص: 30-31

[4] ابو عبد اللہ کنیت نام سلمان فارس کے باشندہ تھے۔ فارس سے ہی ایل طویل سفر طے کر کے ہدایت کے حصول لئے مدینۃ کے رخ کیا اور وہاں مشرف باسلام ہوئے وفات 35ھ میں خلافت عثمانیہ میں ہوئی۔ 350 کی عمر پائی۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ 1/949)

[5] ان کے نام میں اختلاف ہے ایک روایت کے مطابق جندب بن جنادہ ہیں 3ھ میں بمقام ربذہ میں وفات پائی (اسد الغابۃ، 3/498

6 علی بن ابو طالب ابن عم النبی وداماد نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعثت نبوی سے دس سال قبل پیدا ہوئے ان کی وفات 40ھ میں ہوئی۔ (االاصابۃ 4/260)

[7] امنور جہاں خورشید، **قدیم اسلامی مدارس**، ص: 36

دور جدید کے مدارس

1875ء کی جنگ میں شکست کھانے کے بعد اہل ہند خصوصا مسلم گروہ تیزی کے ساتھ احساس کمتری کا شاکر ہونے لگا۔ملک میں عام مایوسی پھیلتی جارہی تھی۔اگریونہی غلامانہ ذہنیت پھیلتی جاتی توخطرہ تھا کہ نئ نسل کہیں مغربی قارورہ میں تحلیل ہو کر نہ رہ جائے۔اس صورت حال میں علماء کرام نے دینی مدارس کے قیام کو ضروری سمجھا جن میں داعیانہ صفات کے حامل علماء کرام پیدا ہوں اور رضاکارانہ خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں۔

ان مدارس میں دارالعلوم دیوبند کو خصوصی طور پر اہمیت حاصل ہے جس کی بنیاد حجۃ الاسلام مولانا قاسم[1] نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی۔اس کی سوسالہ تاریخ میں تحصیل علم کرکے نکلنے والوں کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ ہے۔دارالعلوم دیوبند کے بعد سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم کا نمبر آتا ہے۔یہاں سے بھی بڑی تعداد میں علماء کرام اور علم دین کے مخلص وخدمت گزار فارغ التحصیل ہوئے۔[2]

ہندوستان میں درس نظامی کے مدارس اور بھی ہیں۔جماعت اہل حدیث کے بھی متعدد مدارس ہیں۔ایسا ہی فرقہ اثنا عشریہ کے مدارس بھی موجود ہیں۔

وفاق المدارس

پاکستان کی آزادی کے بعد دینی مدارس کو ایک لڑی میں پرونے کا احساس بڑی شدت سے کیا جانے لگا۔مولانا شمس الحق [3]افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین مدارس کی تعلیمی ،نصابی اور امتحانی وحدت کے لئے ایک ادارہ کی تجویز پیش کی۔چنانچہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے علماء کرام نے مل کر بھرپور کوشش کی اور وفاق کے قیام کا فیصلہ عمل میں آیا تو "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کے نام سے ایک ادارہ وجود میں آیا جس کی پہلی مجلس عاملہ 16/17 دسمبر 1959ء میں منعقد ہوئی۔

وفاق کے قیام کے سے ان بزرگوں کا مقصد یہ تھا کہ دینی مدارس کو باہم مربوط رکھنے اور مختلف تعلیمی،نصابی اور امتحانی امور میں راہنمائی فراہم کرنے کے لئے مضبوط ڈھانچہ اور وسیع دائرہ کار پر محیط ایک پلیٹ فارم مہیا

---

[1] قاسم نام۔ولادت ان کی 1833ء میں ہوئی بمقام سہارنپور۔تعلیم مولوی مملوک علی،مولوی مہتاب علی وغیرہ سے حاصل کی۔وفات 1880ء میں پائی(آب حیات از قاسم نانوتوی،ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان،ص:3)

[2] دینی مدارس،اہمیت،وضرورت اور مقاصد،ص:76-77

[3] شمس الحق افغانی بن غلام حیدر۔ولادت 1900ء بمقام چارسدہ۔1920ء میں دارالعلوم میں داخلہ لیا۔1921 میں سند فراغت حاصل کی وفاق المدارس کے پہلے صدر رہیں۔16 اگست 1983ء میں وفات پائی۔(اکابرین وفاق المدارس،،محمد اکبر شاہ بخاری،مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور،(ص:139)

کیا جائے، اسلامی دنیا میں کسی حکومتی سرپرستی کے بغیر اس قدر ہمہ گیر خدمات کا حامل کوئی اور ادارہ نہیں جو ہزاروں مدارس کے نصاب وامتحان اور دیگر معاملات کے متعلق اتنے وسیع پیمانے پر کام کر رہا ہو۔[1]

اسکول

قیام پاکستان کے بعد قومی نظریہ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظام تعلیم کی تشکیل کی گئی اور ملک کے مختلف شہروں میں اسکولز قائم کیے گئے۔ملک کے کچھ سکولز سرکاری ہیں جبکہ کچھ نجی ہیں اور ان میں معیاری تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر[2] رحمۃ اللہ علیہ اسکولز کی اصلاحات کے بارے میں تجویز دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جدید نظام تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پرائمری اور ابتدائی تعلیم سے ہی نصاب تعلیم، معلم واستاذ اور اسکول کے ماحول کو اسلامی بنایا جائے۔نصاب تعلیم ایسا ترتیب دیا جائے جس سے مسلمان بچے کا ایمان مضبوط ہو، اعمال واخلاق درست ہوں اور وہ اسلام کی بنیادی ضروریات سے واقف ہو جائے۔ایسے نصاب تعلیم ترتیب دیتے وقت ایسے ماہرین تعلیم سے کام لیا جائے جو اپنے دلوں میں دین اور امت کا درد رکھتے ہوں۔[3]

اقراء سکول

طلبہ میں دینی جذبات کو اجاگر کرنے کے لئے اقراء سکولز کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ان سکولز میں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ وناظرہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ طلبہ میں دینی جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ "سلسلہ اقراء" کے سرپرست تھے۔مولانا شفیع چترالی لکھتے ہیں:

> "آپ بیس ہزار کے قریب دینی مدارس کے ساتھ اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے ملک گیر نظام کے ہزاروں طلبہ وطالبات کے بھی باقاعدہ سرپرست تھے"۔[4]

---

[1] عبد الرزاق اسکندر، **تحفظ مدارس اور علماء وطلبی سے چند باتیں**، (کراچی، دار الایمان) 2016ء، ص: 64-65

[2] عبد الرزاق اسکندر بن سکندر خان۔1935ء میں پیدائش ہوئی۔ابتدائی تعلیم مدرسہ رحمانیہ ہری پور میں حاصل کی۔1953ء میں دار العلوم کراچی میں موقوف علیہ کی تکمیل کی۔1956ء میں بنوری ٹاؤن سے دورہ حدیث کیا۔(اکابرین وفاق المدارس، ص: 261)

[3] عبد الرزاق اسکندر، تحفظ مدارس اور علماء وطلبی سے چند باتیں، ص: 69

[4] کالم نگار شفیع چترالی، **ماہنامہ الجمعیہ**، (راولپنڈی، محمود برادرز پرنٹرز) جولائی 2021ء، ص: 8

حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ کی تجاویز

سابق صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و اقراء سکول سسٹم کے سرپرست عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ سکولوں میں مذہبی روح کو پراون چڑھانے کے لئے چند قیمتی نصائح کر گئے ہیں جن کی قدر کرنی چاہئے اور ہر سکول کو اس منہج پہ کام کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"اسکول اور علمی اداروں کا ماحول ایسا بنایا جائے جس سے بچوں کی ذہنی تربیت ہو۔ ہر سکول میں ایک مسجد یا جائے نماز ہو تاکہ اسکول کے اوقات میں اگر نماز کا وقت آجائے تو اساتذہ و طلبہ تمام مل کر نماز ادا کریں۔ اساتذہ کرام کا ادب، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت اور ایک دوسرے کو سلام کرنا سکھایا جائے۔ وقتاً فوقتاً اسکولوں میں دینی اور علمی شخصیات کو دعوت دی جائے اور طلبہ اور اساتذہ کے اجتماع میں ان سے ایمانی، اخلاقی، اور اصلاحی پہلوؤں پر بیان کروایا جائے"[1]

کالج و یونیورسٹیاں

کالج اور یونیورسٹیاں در اصل علوم عصریہ کے انتہائی مبلغ کا نام ہیں اور عصری تعلیم کی سب سے بڑی ڈگریاں یہیں سے ملتی ہیں۔ پاکستان کی جامعات در اصل ایسی جامعات ہیں جو تحریک آزادی کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی۔

بقول پروفیسر سجاد کے

"اس تحریک کو کامیاب کرنے میں جہاں دیگر عوامل تھے وہاں علی گڑھ "کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں کے طلبہ نے دن رات محنت کر کے اس پیغام کو ہر آدمی تک پہنچایا، جدو جہد کی اور بالآخر پاکستان حاصل ہوا"۔[2]

تحریک آزادی کو ان اداروں نے قوت بخشی ہے۔ اس خطے میں مسلمانوں کی پہلی یونیورسٹی "علی گڑھ" ہے جس کی بنیاد سر سید احمد خان[3] رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی۔ تحریک پاکستان کے لئے اس کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

---

[1] عبد الرزاق اسکندر، تحفظ مدارس اور علماء و طلبی سے چند باتیں، ص:69

[2] **پاکستان میں جامعات کا کردار**، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامی سٹڈیز، 1995

[3] احمد خان نام ہے۔ ولادت 17 اکتوبر 1817ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن، عربی، فارسی، ریاضی اور شرح ملا جامی وغیرہ گھر پر مختلف علماء کرام سے پڑھی۔ 18 فروری 1846ء کو فتح پور سے دلی تشریف لائے۔ وفات 28 مارچ 1898ء، (حیات جاوید، الطاف حسین حالی، ارسلان بکس علامی اقبال روڈ میر پور آزاد کشمیر، ص:345)

اسلامی کالجز اور یونیورسٹیوں کے لئے چند لازمی باتیں

کالجز اور یونیورسٹیوں میں دینی ذہن بنانا انتہائی زیادہ ضروری ہے کیونکہ انہی اداروں سے تعلیم پانے والے لوگ پھر ملک کے قائدورا ہنما بنتے ہیں۔ لہٰذا یہ جس قدر اسلامی ذہن رکھنے والے اور پختہ مسلمان ہونگے اتناہی زیادہ ملک میں شریعت اور تبلیغ ودعوت کا نفاذ ہوگا اور ملک ایک اسلامی ریاست بنتا چلا جائے گا۔اس مقصد کے حصول کے لئے چند باتوں پر عمل لازم ہیں۔

اسکول وکالج کے تمام اساتذہ کرام کی تربیت کے مراکز اور ان کے نصاب میں ایسی تبدیلی ضروری تاکہ وہ اچھے، قابل اور دل کے عملا مسلمان اساتذہ اور پروفیسرز تیار کرسکیں کہ ایک طرف وہ اپنے فن میں اور مضمون میں ماہر ہوں جبکہ اچھے اخلاق، ایمانی صفات اور دعوت وتبلیغ کے جذبہ سے متصف ہوں اور جب وہ اسکولز وکالجز میں منصب تعلیم پر فائز ہوں تو طلبہ کی فنی نشونما کے ساتھ ساتھ ایمانی تربیت اور اخلاقی تربیت بھی کرسکیں تاکہ پوری قوم اخوت، محبت اور خیر خواہی میں جسد واحد کی طرح بن سکے۔

مڈل، ہائی سکول، کالجز، اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم میں اسلامیات کے مضمون کو اس طرح سے (ماہرین تعلیم کی نگرانی میں) ترتیب دیا جائے کہ اس میں لکھا ہوا مواد مدلل اور معتبر ہو تاکہ تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ دینی معلومات میں بھی طلبہ ترقی کرتے رہیں۔

خوش حال اسلامی ممالک کو اپنے شہروں میں اسلامی یونیورسٹیاں قائم کرنی چاہیئے تاکہ طلبہ باہر جانے کی مشقت سے بچ جائیں۔

فصل سوم

تعلیمی حلقہ جات

ذیل میں چند تعلیمی حلقہ جات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

کانفرنس

اپنی بات اور اپنی دعوت دوسروں تک پہنچانے کے لئے بہت سارے ذرائع میں سے ایک ذریعہ کانفرنس منعقد کروانا ہے۔ کسی خاص موضوع پر کانفرنس منعقد کرواکے اس موضوع سے متعلق عوام الناس کو آگاہ کیا جائے اور اس سے متعلقہ جتنی غلط فہمیاں معاشرہ میں پائی جاتی ہیں ان کا سدباب کیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی کانفرنس "سیرت النبی" کے متعلق منعقد کی جائے تو اس بارے میں لوگوں کو بتایا جائے کہ آپ ﷺ نے زندگی کس طرح گزاری ہے اور آپ ﷺ کی مشغولیات کیا تھیں؟ پھر تمام اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد نتیجہ اخذ کیا جائے کہ ہمیں اس موضوع اور اس پہلو سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے اور ہم کس طرح اسکو موجودہ دور پر تطبیق دے کر اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا ادراک عموماً عوام کو نہیں ہوتا لہٰذا ان کو آگاہ کرنے لے لئے یہ اقدامات اٹھانا ضروری ہیں۔

مذہبی اجتماعات

وقتاً فوقتاً تبلیغی اور مذہبی اجتماعات کے انعقاد کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ اس سے عوام میں دینی روح تازہ ہو جاتی ہے۔ ایسے اجتماعات میں مختلف لوگوں کو بیان کے مواقع دیئے جائیں تاکہ بار بار کی یاد دہانی سے ایک چیز دل میں بیٹھ جائے اور اس پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔ بیانات کے یہ سلسلے خصوصاً ان لوگوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوتے ہیں جو معاشی مشغولیات کی بنا پر باقاعدہ کسی دینی ادارہ سے یا باقاعدہ علمی مجالس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ وہ ایسے روح پرور تقاریب میں اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر شرکت کریں گے اور یقیناً وہ عمل کی نیت سے شرکت کریں گے اوور اپنی علمی پیاس بجھائینگے۔ لہٰذا ان لوگوں کو وعظ و نصیحت سے بہت فائدہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾[1]

اور نصیحت کرتے رہو، کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کو فائدہ دیتی ہے۔

---

[1] الذاریات:55

مجلس وعظ ونصیحت اپنی جگہ بہت فائدہ مند ہوتی ہے اور عوام وخواص میں دینی شعور پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہی۔

سوال وجواب کی نشست

زبانی دعوت وتبلیغ کے وسائل میں سے ایک وسیلہ اور ذریعہ سوال وجواب کی مجلس ہے، ایک داعی کو چاہئے کہ وہ خطاب بیان، درس، لیکچر زوغیرہ کے آخر میں سوال وجواب کی مجلس رکھے تاکہ مخاطبین دعوت کے ذہنوں میں جو سوالات پیدا ہوئے ہوں داعی اس کا تسلی بخش جواب دے سکے۔

بہت سارے علاقوں میں مسلمان ایسے ماحول میں رہتے ہیں جہاں انہیں دین سیکھنے کے مواقع میسر نہیں۔ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں بہت سارے مسائل کا سامنا کرتے ہیں لیکن ان مسائل میں ان کی کوئی راہنمائی کرنے والا نہیں ہوتا اور وہ گویا کہ جہالت اور لاعلمی کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔ جب یہ حالت طویل ہو جاتی ہے اسلامی ذہن کے افراد آہستہ آہستہ اپنی سوچ اور نظریہ تبدیل کرنے لگتے ہیں اااور اسلام سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی نسل پھر اپنے مذہب سے بالکل لاتعلق ہو جاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسی لوگوں کی ذہنی خلش دور کرنے کے لئے ان ممالک میں اہل دعوت کو جانا چاہئے تاکہ وہ ان کی شناخت برقرار رکھ سکیں۔ خصوصاعلماء کرام کو ضرور وہاں جانا چاہئے تاکہ ان ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو استفادہ کا موقع مل سکے۔

سب سے مؤثر طریقہ جو ایسے مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے وہ سوال وجواب کی نشستیں منعقد کرانا ہے۔ ایک مجلس قائم کی جائے جس میں معتبر اور جید عالم دین ان سوالات کے جوابات دینے کے لئے بیٹھ جائیں اور عوام کے مسائل کو بہتر انداز سے حل سے کرنے کی کوشش۔ اس سلسلہ دعوت پر کام ابھی بہت سرعت کے ساتھ جاری ہے۔ ملک پاکستان کے ممتاز عالم دین مفتی محمد تقی عثمانی اس میدان میں وسیع پیمانے پر اپنی گران قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

وہ اپنے روس کے سفر کے دوران روس کے شہر قازان میں خطاب کی روداد بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ”میں نے خطاب کے دوران عام مسلمانوں کو جماعت کے کام میں شریک ہونے کا مشورہ دیا۔ بعد میں بعض حضرات نے اس پر کچھ اشکالات پیش کئے جن کا جواب دے کر بحمد للہ وہ مطمئن ہو گئے“۔[1]

---

[1] العثمانی، محمد تقی، سفر در سفر، (کراچی، مکتبہ المعارف)2016ء، ص:191

ایک اور جگہ وہ تاجکستان کے سفر کے دوران دوشنبے شہر میں دینی دعوت دینے والوں سے بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں نے ان سے گزارش کی کہ وہ حکمت اور تدریج کے ساتھ الاھم فالاھم کے اصولوں پر کام کریں، اپنے لئے کوئی بھی معاشی مشغلہ اختیار کرکے انفرادی دعوت اور تعلیم کا کام کرتے رہیں۔ اس سلسلہ میں وہاں کے حالات کے مطابق جو مشورے مناسب معلوم تھے وہ دئے گئے۔ ان حضرات نے بہت سے فقہی سوالات لکھے ہوئے تھے دیر تک ان کے جوابات کا سلسلہ جاری رہا"۔[1]

ضروری انتباہ

لیکن اس بارے میں ضروری ہے کہ داعی کو اس بات کا علم ہو تا کہ وہ مخاطبین کے سوالات کا جواب صحیح اور واضح انداز میں دے سکے گا تب جا کر یہ سوال وجواب کی مجلس مفید ثابت ہوگی اور اگر بغیر علم کے ان کے سوالات کے جوابات اور فتوے دے گا تو حدیث شریف میں ایسے شخص پر سخت وعید آئی ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا))۔[2]

اللہ تعالی علم کو لوگوں کے سینوں سے نہیں نکالے گا بلکہ علماء کے اٹھانے سے علم کو بھی اٹھائے گا پھر جب کوئی عالم نہیں بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنائینگے اور ان سے دین کے معاملے میں سوالات اور رہنمائی کرینگے وہ جہلاء ان کو بغیر علم کے فتوے دینگے (آپ ﷺ نے فرمایا) ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور دیگر لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے۔

توسوالات وجوابات کا سلسلہ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے بندہ دعوت وتبلیغ کا کام سرانجام دے سکتا ہے۔

مختلف قسم کے کورسز

مختلف کورسز کا اجراء دراصل تعلیمی حلقہ جات کے سلسلے کی اہم کڑی ہیں۔ ان مشقوں کے ذریعے دین کے داعیوں کو بھی بہت کچھ سکھایا جاتا ہے اور وہ عوام جو اپنا زیادہ وقت تحصیل علوم میں صرف نہیں کرسکتے ان کے لئے یہ

---

[1] ایضا،287

[2] امام مسلم، **صحیح مسلم**، باب رفع العلم وقبضہ وظہور الجھل والفتن، ح:2673، 4/2058

کورسز ایک گنجینہ گراں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کورسز کا اجراء دو سطحوں پر کیا جاسکتا ہے۔

فارغ التحصیل علماء کے لئے اسپیشل کورسز کا اجراء۔

عوام الناس کے لئے تدریبات کا انعقاد۔

علماء یعنی خواص کے لئے کورسز

دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے طلباء کے لئے یہ سوال بہت اہم ہوتا ہے کہ وہ اپنا تبلیغی و تعلیمی سفر کیسے جاری رکھیں اور کس طرح دین کی بہتر خدمت کر سکیں۔ ان علماء کے لئے مختلف قسم کے کورسز باقاعدہ رائج ہیں جو ان کے مستقبل کے حوالہ سے لائحہ عمل بناتے ہیں اور مختلف شعبوں میں ان کی رسائی کو یقینی بناتے ہیں۔ ان کورسز کا بنیادی مقصد فارغ التحصیل فضلاء کرام وعلماء عظام کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اظہار و ابلاغ، تعلیم و تربیت، تصنیف و تالیف اور دعوت تبلیغ کی معیاری قابلیت سے آراستہ کرنا ہے۔

لہٰذا علمائے کرام کو ان کورسز میں باقاعدہ طور پر شرکت کرنی چاہیئے تاکہ وہ اپنے دامن کو زیادہ سے زیادہ علم اور تجربوں کے قیمتی نگینوں سے بھر لیں اور کما حقہ ان تدریبات سے فائدہ اٹھاکر امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔ ذیل میں چند ایسے کورسز کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے جو بعض مدارس رائج ہیں اور علماء ان سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

تدریب الدعاۃ والمعلمین کورس

ایک عالم بنیادی طور پر یاتو مدرس ہوتا ہے یا پھر داعی۔ اس کے علم کا بنیادی مقصد عمل ہے اور عمل کرنے کے بعد لوگوں تک وہ علم پہنچانا ہے۔ اپنے علم کو چھپانا اور لوگوں سے مخفی رکھنا کسی طور جائز نہیں۔ آپ ﷺ کا رشاد مبارک ہے۔

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ القِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ))[1] اسناده صحیح

جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور وہ جانتا ہو پھر اس نے اسے چھپالیا، تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

لہٰذا جب کتمان علم کی سنگینی مسلم ہے تو اس سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن اظہار علم میں بھی بہت سارے لوگ خطا کر جاتے ہیں اور اپنے انداز یا غیر تجربہ کار ہونے کی وجہ سے اپنی دعوت کو زیادہ مؤثر انداز سے پیش

1 محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی، سنن الترمذي، باب ماجاء فی کتمان العلم، ح:2649، 4/326

کرنے سے قاصر رہتے ہیں، لہٰذا ایسے فارغ التحصیل علماء کرام کو اس کورس میں ضرور شرکت کرنی چاہئے تاکہ وہ ان غلطیوں اور خطاؤں سے بچ کر فریضہ اشاعت دین بخوبی انجام دے سکیں۔

ایسے چند کورسز کا تعارف ذیل میں ہے۔

شرکاءمیں تدریس کا جذبہ پیدا کرنے اور تعلیم وتربیت کے معیاری رویوں سے روشناس کروانے کے لئے اصول تدریس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جامعۃ الرشید کے اساتذہ نے "تدریب المعلمین" کے نام سے اپنا کورس تیار کیا ہے جس کو اس حوالہ سے دنیا بھر میں کے گئے کام کا خلاصہ اور مواد منتخب مواد قرار دیا جاسکتا ہے۔

اصول تدریس کے ساتھ اصول دعوت بھی شامل نصاب ہیں جن میں داعی کی صفات، مخاطب کی نفسیات، دعوت کا اسلوب اور مؤثر دعوت کے تقاضوں سے روشناس کروانے کے علاوہ عملی مشق کے طور پر شریک کو موضوع بیان کی تیاری کروائی جاتی ہے اور اساتذہ کی نگرانی میں یہ کورس پڑھائے جاتے ہیں۔

اصول تدریس، اصول دعوت کے ساتھ ایک اہم چیز اصول تربیت ہے۔ اس کورس میں اخلاقی تربیت سے اسلامی اور تربیت یافتہ افراد کامیاب معلم وداعی اور واعظ ہی نہیں بلکہ بہترین مربی بھی ثابت ہوں گے ان شاء اللہ۔

چار ماہ کی تربیت کے بعد ان شرکاء کو جامعہ کی مختلف کلاسوں میں لے جایا جاتا ہے اور تدریس وانتقال علومات کا مشاہدہ کروایا جاتا ہے۔ ان کو مبصر کے طور پر درسگاہوں میں جانے کا موقع دیا جاتا ہے تاکہ وہ بچشم خود دیکھ سکیں اور مشاہدہ وجائزہ کے ذریعے اپنے تجربہ میں اضافہ کرسکیں۔

آخر میں یہ بات واضح رہے کہ عربی زبان کی مضبوط استعداد کے بغیر اسلامی علوم میں اثر ورسوخ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے تمام شرکاء کو ابتدائی چار ماہ صرف ونحو مکمل اجراء کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔[1]

امید کی جاتی ہے کہ یہ کورس مدارس سے نئے نئے فارغ التحصیل ہونے والوں کی صلاحیتوں کو چار چاند لگانے میں معاون ثابت ہوگا اور ایک نوجوان اس طرز پر تربیت پانے کے بعد دعوت دین کے میدان میں بہتر طریقہ سے کام کرسکے گا۔

صحافت کورس

صحافت وہ شعبہ ہے جو قوم کی نظریاتی تعمیر اور کردار سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ بدقسمتی سے اس میدان میں مخلص اور دیانت دار لوگوں کی کمی ہے۔ اگر اس شعبہ سے وابستہ افراد حب الوطنی اور خلوص کے جذبہ

---

[1] ابولبابہ منصور، **امت مسلمہ کے نام**، (کراچی، الفلاح)2009ء، طبع دوم، ص:101-102

سے سرشار ہو تو خیر کی دعوت پھیلنے میں بہت ساری رکاوٹوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اس ایک سالہ کورس کا ڈھانچہ کچھ یوں ہے:

ماہ شوال میں 15 فضلاء کا انتخاب کیا جاتا ہے جو دینی علوم میں اچھی استعداد کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کے بھی مالک ہوں۔

ان کے انتخاب کے لئے پہلے معلومات عامہ اور مضمون نویسی کا امتحان ہوتا ہے پھر پینل انٹرویو کے ذریعے ذہنی صلاحیت اور فطری فہم کی جانچ پڑتال ہوتی ہے۔

امتحانات کے تکمیل کے بعد کامیاب امیدوار کورس میں رشریک ہو جاتے ہیں جس کا آغاز اردو تحریر اور معیاری اردو ادب کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔

انگلش گرامر اور کنور سیشن کے علاوہ ٹرانسلیشن کی مشق بھی کروائی جاتی ہے۔

مختلف کمپیوٹر کورسز بھی سال کے آغاز سے شروع ہو جاتے ہیں۔

ہفت وار" ضرب مومن "اور "روزنامہ اسلام "میں شمارے کی تیاری کے مختلف مراحل میں شریک کیا جاتا ہے۔

طلبہ کو فوٹو گرافی کی تربیت بھی جاتی ہے۔

بہترین طعام و قیام کے علاوہ ایک ہزار روپے ماہانہ بطور سکالرشپ مقرر کئے جاتے ہے۔ نیز مختلف مطالعاتی اور تفریحی دوروں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اتوار کے دن صحافت سے وابستہ شخصیات کو جامعہ میں آنے کی دعوت دی جاتی اور ان کے لیکچرز کا اہتمام ہوتا ہے۔

صحافت وادی علم کی طرف جانے شاہراہ اور گنج ہائے گراں مایہ کی کنجی ہے۔ اس خوبصورت زیور سے آراستہ ہونے کے بعد انسان دین، علم دین، اور اہل دین کی خدمت مزید بہتر اور منظم انداز میں کر سکتا ہے۔[1]

لیکچرز، ورکشاپس

اسی طرح بعض جگہوں پر کچھ ورکشاپس کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں لوگوں کی راہنمائی بہتر انداز سے کی جاسکتی ہے اور لوگوں کو دعوت دین دی جاسکتی ہے۔ اوپن یونیورسٹی عام طور پر کورسز سے متعلق ایسے ورکشاپس کا انعقاد کرتی ہے۔ اسی طرح دعوۃ اکیڈمی بھی ان اقسام کے کورسز کا انعقاد کرتی ہے۔

---

[1] ابولبابہ، طاہر شاہ منصور، **امت مسلمہ**، ص:105-106

تبلیغی جماعت

آپ ﷺ سے ہم تک پہنچنے والے دین کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں۔یعنی آپ ﷺ سے ہم تک پہنچنے والے احکامات دو اقسام پر مشتمل ہیں۔

احکامات کی ایک قسم وہ ہے کہ ان احکامات کے ساتھ ساتھ ان کی مخصوص ہیئت و شکل بھی مطلوب اور متعین ہے اس میں حالات اور روز نامہ کے لحاظ سے کمی کی بیشی کی قطعا اجازت نہیں ہے جیسے وضو، نماز اور حج و غیر کہ ان احکامات کے ساتھ ان کی ہیئت وصورت بھی متعین ہے اس میں تبدیلی کی اجازت نہیں۔

احکامات کی دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں نفس حکم اور عمل تو مطلوب اور متعین ہے لیکن بہت سی حکمتوں اور مصلحتوں کی بنیاد پر اس کی شکل و صورت اور ہیئت متعین نہیں کی گئی بلکہ حالات اور زمانہ کے اعتبار سے اس کی ہیئت شکل صورت بدلتی رہتی ہے، جیسے جہاد فی سبیل اللہ، دعوت الی اللہ، علم دین کے سلسلہ کو چلانا وغیرہ ان جیسے احکام (جہاد، دعوت، تعلیم اور دعوت تبلیغ) تو مطلوب اور متعین ہے، لیکن اس عمل کو انجام دینے کی کوئی مخصوص ہیئت اور شکل متعین نہیں کی گئی بلکہ امت کے باکمال افراد کے صلاحتیوں اور عقل سلیم پر اس کی تعیین چھوڑ دی گئ ہے۔

لہذا نفس دعوت و تبلیغ تو منصوص علیہ ہے، اور ہر زمانہ میں اس پر عمل رہا ہے، البتہ دعوت و تبلیغ کا طریقہ منصوص نہیں بلکہ دعوتی طریقہ کار حالات اور زمانہ کے اعتبار سے مختلف رہاہے۔ اسی طرح جماعت تبلیغ کا مروجہ طریقہ کا بھی دعوت و تبلیغ کا ایک بہترین اور مفید طریقہ ہے۔

تبلیغی جماعت کی تحریک کا آغاز اور اس کا پس منظر

25ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ کو مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دہلی میں انتقال ہوا اس وقت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کاندھلہ میں مقیم تھے، بڑے بھائی کے انتقال کے بعد خاندان کے محبین ومعتقدین نے مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے اصرار کیا کہ آپ یہی دہلی میں قیام فرما کر والد مولانا محمد اسماعیل اور بڑے بھائی مولانا محمد کی خالی مسند کو دوبارہ آباد کریں، ان لوگوں کے اصرار پر مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ وہی دہلی قیام پذیر ہوگئے۔

جب علاقہ میوات والوں کو معلوم ہوا کہ نظام الدین کی خالی مسند پھر سے آباد ہو گئی ہے اور وہاں دونوں بزرگوں کے صحیح جانشین تشریف رکھتے ہیں تو ان لوگوں نے دوبارہ نظام الدین آمد ورفت شروع کی پھر ان لوگوں نے قدیم تعلقات کی بنا پر مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے علاقہ میوات تشریف لے جانے کو کہا، مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ میوات جانے کو ایک شرط کے ساتھ مشروط کیا کہ تم وعدہ کرو کہ اپنے ہاں دینی مکتب قائم کروگے کیونکہ اس وقت اہل

میوات کے لئے اس سے زیادہ دشوار کام اور کوئی نہ تھا کہ بچوں کو کام سے ہٹا کر پڑھنے کے لئے مکتبوں میں بٹھایا جائے اس شرط کے ماننے کے بعد مولانا الیاس وہاں تشریف لے گئے اور مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور اہل میوات کے باقی لوگوں کی بڑی جدوجہد سے وہاں ایک مکتب قائم ہوا اس طرح اس سلسلے کا آغاز ہوا اور کچھ عرصہ میں علاقہ میوات میں کئی مکتب قائم ہو گئے جن میں قرآن پاک وغیرہ کی تعلیم ہوتی تھی۔

ان مکاتب کے ذریعے معمولی اور انفرادی اصلاح اور تعلیم ہو رہی تھی جس سے مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ آہستہ آہستہ غیر مطمئن ہونے لگے، کیونکہ قوم میں دین کی کوئی طلب نہیں تھی کہ وہ اپنے بچوں کو شوق سے پڑھنے کے لئے مکتبوں میں بٹھاتے، نہ دین کی قدر تھی کہ ان کے پڑھنے کے بعد ان کے علم کی عزت ہو اور ان کی بات کی وقعت ہو ایسے حالت میں یہ مکتب ان کی زندگی پر کچھ اثر انداز نہیں ہو سکتے تھے اور یہ بھی کہ ان مکتبوں میں سارے انتظامات ان کے لئے ہیں جو غیر مکلف بچے ہیں اور جو لوگ عاقل بالغ اور احکام الہی کے براہ راست مخاطب ہیں ان کے لئے اس میں کوئی انتظام نہیں ہے اور ساری قوم کو ان مکاتب اور مدارس کے ذریعہ (خواہ ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو) دین کی ضروری تعلیم اور اسلامی تربیت نہیں دی جا سکتی، اور نہ یہ سب لوگ ان مکاتب کے طالب علم بن سکتے ہیں اور نہ اپنے مشاغل زندگی اور وسائل معاش کو چھوڑ سکتے ہیں۔

1345ھ بمطابق 1929ء کو مولانا الیاس نے جب دہلی اور خصوصا علاقہ میوات کے لوگوں کی بے دینی دیکھی تو مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طے کر لیا کہ بے دینی کے اس عمومی سیلاب کے روک تھام کے لئے اسی سطح کی عمومی محنت کی ضرورت ہے، اور مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ مختلف تجربوں سے اس نتیجہ تک پہنچے کہ جب تک عام آدمی کی زندگی میں دین نہ آئے اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔

بحث دوم: سعودیہ اور ترکی کا دعوتی منہج

اسلام دنیا کا ایک ایسا مذہب ہے جس کی تبلیغ و اشاعت و ترویج پوری دنیا میں ہو رہی ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ داعیان اسلام دنیا کے بیشتر ممالک میں وسائل تبلیغ کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کو لوگوں تک پہنچا کر اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ صرف غیر مسلم میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں دینی رجحان پیدا کرنا اور انہیں دین اسلام کی حقیقی روحانیت سے روشناس کرانا داعیان اسلام کی ذمہ داری ہے۔ اور الحمد للہ بیشتر ممالک اپنے شہریوں میں اسلامی روح پھونکنے اور ان میں اسلامی فکر اور نظریہ بیدار کرنے کا کام بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

سعودی عرب میں اسلام کی تبلیغ واشاعت

اسلام کا ظہور عرب کے شہر مکہ میں ہوا اور اسی سرزمین سے اسلام کا سروج طلوع ہوا جس نے پوری دنیا کو اپنے نور سے منور کیا۔یوں عرب کی سرزمین دین اسلام کا مرکز بن گئی۔ سعودی عرب میں لوگوں میں اسلامی سوچ اور فکر کو بیدار کرنے اور اور لوگوں تک اسلام کے صحیح مفہوم پہنچانے کے لئے اہم اقدام درج ذیل ہیں۔

Public High School کا قیام

سعودی عرب میں پبلک ہائی اسکول ایک ایسے ادارے کے طور پر کام کررہا ہے جو نا صرف طلبہ میں عصری علوم میں استعداد پیدا کرتا ہے بلکہ اس یہ ادارہ ان کی سوچ اور نظریہ کو بھی دین اسلام کے مطابق ڈھالنے اور اس سے اہم آہنگ کرنے میں بہترین کرادار ادا کرتا ہے۔اس ادارہ میں ہونے والی چند اہم اسلامی کلاسیں:

قرآن کلاس

اس کلاس میں طلبہ کو قرآن مجید درست طور پر پڑھنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ان میں استعداد پیدا کی جاتی ہیں کہ وہ قرآن پڑھ کر اس کے ذریعے انسان اور نظام کائنات کو سمجھیں۔

تفسیر کلاس

اس کلاس میں طلبہ کو قرآن کریم کے معانی ومفاہیم سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

حدیث کلاس

جناب رسالت مآب ﷺ کے فرامین طلبہ کو پڑھائے جاتے ہیں اور ان کو حضور ﷺ کے افعال واعمال سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

توحید کلاس

اس کلاس میں طلبہ میں عقیدہ توحید یعنی وحدت الٰہی راسخ کیا جاتا ہے۔

فقہ کلاس

اس کلاس میں طلبہ کو اسلامی فقہ پڑھائی جاتی ہے تا کہ وہ اسے پڑھ کر اور سیکھ کر اپنی آنے والی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے سکیں[1]۔

---

[1]Study of The Islamic Teaching Methods In Saudia Arabia,(May 2014),Page no;65 Sultan Alotaibi,

اسلامی فقہ اکیڈمی کا قیام

تنظیم کانفرنس جو کہ اسلامی ممالک کی ایک مشترکہ تنظیم ہے ،اس کی ایک ذیلی تنظیم ہے جو اسلامی فقہ اکیڈمی کے نام سے موسوم ہے۔اس اکیڈمی کا مقصد عالم اسلام کے فقہی مسائل کا حل تلاش کرنا اور اس سلسلہ میں مسلمانان عالم کی صحیح راہنمائی کرنا تھی۔اس کا صدر دفتر جدہ سعودی عرب میں ہے۔اس اکیڈمی میں تمام مسلم ممالک کے جید علمائے کرام کو جمع کیا گیا ہے جو باہمی مشاورت سے عالم اسلام کو درپیش مسائل کا حل نکالتے ہیں۔[1]

حرم مکی میں حلقہ ہائے درس

مکہ چونکہ عالم اسلام کا مرکز ہے اور ہر سال لاکھوں افراد ادائے حج وعمرہ اور زیارات کے لئے وہاں کا رخ کرتے ہیں۔سعودی حکومت کی جانب سے لوگوں کی رہنمائی کے لئے حرم مکی میں مختلف حلقہ ہائے دروس قائم کئے گئے ہیں جو لوگوں کو عقیدہ کی اصلاح، فقہی مسائل ،اسلام کے محاسن اخلاق ،حج وعمرہ کے مسائل اور شعائر اسلام کے ادائیگی کے طریقہ جیسے موضوعات پر عوام کی راہنمائی کرتے ہیں۔ان حلقہ جات میں اکثر مدرسین عربی میں گفتگو کرتے ہیں تاہم دوسری زبانوں کے علماء کی بھی خدمت حاصل کی جاتی ہیں۔[2]

ترکی میں اسلام کی دعوت و تبلیغ

ترکی خلافت عثمانیہ کے خاتمہ اور مصطفیٰ کمال اتاترک کی آمد کے بعد تقریبا ایک سیکولر ملک بن گیا تھا۔اسلامی اقدار میں مٹانے کی بہت کوشش کی گئی۔اس سلسلہ میں مصطفیٰ کمال اتاترک کے کئے گئے اقدمات درج ذیل ہیں:

- دستور سے سرکاری مذہب اسلام کی شق خارج کردی گئی۔
- ملک بھر میں دینی مدارس اور خانقاہوں پر پابندی عائد کرکے مذہبی تعلیم کو ممنوع قرار دیا گیا۔
- یوربی طرز کا لباس اور ننگے سر رہنالازمی قرار دیا گیا۔
- عربی زبان میں قرآن کریم پر پابندی عائد کردی گئی۔

---

[1] عثمانی، محمد تقی، **جہان دیدہ**، (مکتبہ معارف القرآن، کراچی)، ص:9

[2] https://urdu.alarabiya.net/programs/min-alharamain/2015/07/13/%D8%AD%D8%B1%D9%85-%D9%85%DA%A9%DB%8C-%DA%A9%DB%92-%D8%AD%D9%84%D9%82%DB%81-%DB%81%D8%A7%D8%A6%DB%92-%D8%AF%D8%B1%D8%B3-%D9%88%D8%AA%D8%AF%D8%B1%DB%8C%D8%B3 تاریخ اخذ، 31/07/2022

- نماز، دعا اور تلاوت ترکی زبان میں لازمی کر دی گئیں۔[1]

اسی طرح ان مغربی ذہنیت رکھنے والے مغرب کے غلاموں نے ترکی کی اسلامی شناخت کو مٹانے اور ترکی کو ایک سیکولر ملک بنانے کی بھرپور کوشش کی، بالآخر طویل عرصہ تک اندھیر نگری میں رہنے کے بعد ترک عوام کے لئے حضرت شیخ محمود آفندی رحمۃ اللہ علیہ امید کی کرن بن کر سامنے آئے۔ آپ نے ترک عوام کی اصلاح کے لئے اپنی کوششیں شروع کیں۔ آپ کے خلفاء کے مطابق آپ اپنی مسجد میں تیس سال امامت کے فرائض سر انجام دیتے رہیں۔ ابتدائی 18 سال تک کوئی بھی مسجد نہ آتا، آپ خود لوگوں کے گھر جا جا کر ان کو کہتے کہ میں ہمہ وقت مسجد میں ہوتا ہوں کوئی کام پڑے تو خادم کو ضرور بتانا۔ اس طرح آہستہ آہستہ جا کر عوام کے دلوں کا جمود پگھلا اور باجماعت نماز شروع ہوئی۔[2]

حکومتی سطح پر اشاعت اسلام

سن 2002ء میں ہونے والے انتخابات میں واضح برتری حاصل کرنے والی جماعت جسٹس اینڈ ڈیویلپمنٹ پارٹی (APK) کے صدر رجب طیب اردگان نے بطور وزیر اعظم جب عہدہ سنبھالا تو تدریجاً ملک میں حکومتی سطح پر اسلامی افعال نافذ کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئی۔ ان کوششوں سے باقاعدہ مساجد میں اذان اور باجماعت نماز کا اہتمام شروع کیا گیا۔

مذہبی تعلیم کے اسکول

ترکی میں امام حاتپ کے نام سے مذہبی اسکول قائم ہیں جن میں تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار بچے زیر تعلیم ہیں۔ ان طلبہ کو ہفتہ میں 20 گھنٹے قرآن کی تعلیم دی جاتی ہیں۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بہترین عصری تعلیم بھی ان اسکولوں کا خاصہ ہے۔ یہاں کا متوازن تعلیمی نظام ترکی کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی پسند کیا گیا۔[3]

اسی طرح ترکی میں دین اسلام کو بچوں کی زندگی کا ایک جز بنانے کے لئے بچپن سے ہی ان کی تربیت کی جاتی ہے اور حکومتی سطح پر بھی اس کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ لوگوں میں زیادہ سے زیادہ دینی شعور بیدار کیا جائے۔

---

[1] http://zahidrashdi.org/915 تاریخ اخذ، 31/07/2022ء

[2] شاہ منصور، ابولبابہ، **ترک ناداں سے ترک داناتک**، (السعید) ص: 13-14

[3] https://www.urduvoa.com/amp/turkey-schools-15apr10-90921589/1125200.html تاریخ اخذ، 31/7

باب سوم

دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور ان کی عصری معنویت

فصل اول: پرنٹ میڈیا

فصل دوم: الیکٹرانک میڈیا

فصل سوم: سوشل میڈیا

فصل اول

پرنٹ میڈیا

مرور ایام کے ساتھ ساتھ جس طرح زندگی کے تمام شعبوں میں جدت آگئی اسی طرح دعوت و تبلیغ کے وسائل نے بھی جدت اختیار کی ہے۔اگر چہ یہ وسائل دعوت و تبلیغ کے لئے ایجاد نہیں کئے گئے بلکہ ذرائع ابلاغ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں مگر داعیان اسلام میں ایسے رجال کار ہر وقت موجود رہتے ہیں جو دعوت کے لئے کوئی بھی میدان اور موقع ہاتھ سے نہیں دیتے سو جدید ذرائع ابلاغ کو زمانے کے جدید تقاضوں کے مطابق دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کے طور پر استعمال کرنا بھی انہیں رجال کا کارنامہ ہے۔جدید ذرائع ابلاغ میں پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، اور سوشل میڈیا کا کردار اہم ہے۔ذیل میں پرنٹ کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

مبحث اول: وسائل کی لغوی تعریف

لغوی تعریف

وسائل وسیلہ کی جمع ہے، ذرائع اور واسطے کو کہتے ہیں۔اور ابن منظور نے اپنی کتاب میں وسائل کی تعریف ان الفاظ میں میں کی گئی ہے۔

"مَا يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى الْغَيْرِ وَالْجَمْعُ الوسائل"[1]

وسیلہ نام ہے اس چیز کا جس کے ذریعے انسان کسی چیز کے قریب ہو جائے۔

اسی سے فعل آتا ہے وسل جیسا کہ مختار الصحاح میں یوں لکھا گیا ہے۔

"وَسَّلَ فُلَانٌ إِلَى رَبِّهِ وَسِيلَةً بِالتَّشْدِيدِ وَ تَوَسَّلَ إِلَيْهِ بِوَسِيلَةٍ إِذَا تَقَرَّبَ إِلَيْهِ بِعَمَلٍ"۔[2]

فلان نے اپنے رب کی طرف قربت اختیار کی اور توسل الیہ بوسیلۃ تب کہا جائیگا جب کوئی کسی عمل کے ذریعے قربت اختیار کرے۔

اصطلاحی تعریف

"هي ما يستعمله الداعية من الوسائل الشرعية الحسية او المعنوية ينقل به

---

[1] ابن منظور، **لسان العرب**، 8/4285

[2] زین الدین آبو عبد اللہ محمد بن ابي بکر (المتوفی:666ھ)، **مختار الصحاح** (المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بیروت)، الطبعة: الخامسة، 1420ھ، باب وس ل ص:338

دعوته الی المدعوین"۔[1]

یہ وہی ہے جسے مبلغ قانونی، حسی یا اخلاقی ذرائع سے استعمال کرتا ہے جس کے ذریعے وہ مخاطبین تک اپنی دعوت پہنچاتا ہے۔

دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل

کسی بھی بات یا نظریہ کی ترویج کے لئے وسائل کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ اسلام بھی ایک نظریاتی مذہب اور تحریک ہے جس کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مختلف وسائل و ذرائع کا ہونا بھی لازم ہے۔ مسلمانان عالم نے ہر دور میں جدید تقاضوں کے مطابق دعوت و تبلیغ میں اپنا کردار ادا کیا۔ سابقہ دور میں دعوت و تبلیغ کے وسائل کم اور محدود تھے اور اس دور میں کسی بھی نظریہ کی ترویج واشاعت کے لئے عام وسائل سابقہ ادوار کی بنسبت بڑھ گئے ہیں۔

عصر حاضر میں دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل

عصر حاضر میں دنیا جس قدر ترقی کر چکی ہے اور ایسی حیرت انگیز ایجادات کر چکی ہے جن کا سابقہ ادوار میں تصور مشکل تھا لہٰذا اس امر کو سامنے رکھتے ہوئے دعوت و تبلیغ میں بھی جدید وسائل اور ذرائع سے کام لینا چاہئے۔ عصر حاضر میں علماء حق کی جانب سے مختلف طریقوں اور ذرائع سے دین اسلام کی دعوت واشاعت کا کام جاری ہے جن میں بنیادی طور پر پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا شامل ہیں۔

دور جدید

11 ستمبر 2001ء کے بعد تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا کیونکہ ماہرین کے مطابق اس کے بعد تاریخ کی ایک اور تقسیم ممکن ہوگئی۔ تاریخ کی یہ بات کس حد تک درست ہے یا غلط ہے اس سے قطع نظر، یہ بات ہے کہ اکیسویں صدی کی سیاسی و حکومت، ابلاغ و ترسیل، مذہبیت لا دینیت سب کی بنیادیں از سر نو ہموار ہو رہی ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی ہو رہی ہے۔ کثرت سے زندگی کے ہر شعبہ میں تبدیلی ہو رہی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں جدت آ رہی ہے ایک عجیب افراتفری کا ماحول ہے۔[2]

ذرائع ابلاغ

دور حاضر میں ذرائع ابلاغ کی سبک رفتاری کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ٹیلی ویژن، اخبارات، رسائل جرائد،

---

[1] اسالیب الدعوۃ الی اللہ ص:11

[2] ذیشان احمد مصباحی، **دعوت و تبلیغ کی راہیں مسدود کیوں**؟، دارالاسلام، طبع 1436ھ، ص:47

مجلے، کتب، ریڈیو، اور دیگر ذرائع کی طوفانی رفتار نے پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں کسا ہوا۔ ذرائع ابلاغ اب زندگی کی بنیادی ضرورت بن کے رہ گئی ہے۔

دراصل ابلاغ اس فن کا نام ہے جس کی وساطت سے ہم کوئی خیال یا اطلاع دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ نفیس الدین سعدی فرماتے ہیں:

"ابلاغ اس علمی ہنر کا نام ہے جس کے ذریعے کوئی شخص اطلاع، خیال، رویہ یا جذبہ کسی دوسرے شخص تک منتقل کرتا ہے۔"[1]

میڈیا کا سفر

انسان ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک مسلسل شعور کی پختگی اور ترقی کے منازل طے کرتا رہا ہے۔ یہ دراصل جبلت انسانیہ کا خاصہ ہے کہ کسی حال اسے چین نہیں آتا اور بہتر سے بہتر کی تلاش میں رہتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

اس ذرے کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم
یہ ذرہ نہیں شاید سمٹا ہوا صحرا ہے (بانگ درا)

چنانچہ جو انسان کسی زمانے میں سیاہی کے قلم سے لکھنے کے لئے کوئی جگہ نہ پاتا تھا اور چمڑے و درختوں کی چھالوں پر لکھ کر گزارا کیا کرتا تھا۔ اب اسے الکھنے پڑھنے اور مراسلات کے لئے لامحدود وسائل میسر آگئے ہیں۔ جس کے باعث اسے اپنی بات پہنچانے کے لئے اور لکھ کر اس کی اشاعت کے لئے کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہیں اور وہ انتہائی سرعت و تیز رفتاری کے ساتھ اپنے لکھے ہوئے پیغام کی اشاعت کر سکتا ہے۔ یہ سب جس آلے کے ذریعے ممکن ہوا اس کا نام پرنٹ میڈیا ہے۔ یقینا پرنٹ میڈیا کے میدان میں بہت ترقی ہو چکی ہے اور رسائل و کتب کی اشاعت کے میدان میں ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے۔

ابتداء میں جب لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے تو وہ اپنے حافظہ کے بل بوتے پر گزرے لوگوں کی تاریخ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور اشعار کی صورت میں پیش کر کے ان واقعات کو حفظ کیا جاتا تھا۔ مولانا اسماعیل ریحان اس کی تاریخ قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] سعدی، نفیس الدین، **ابلاغ اور دور جدید**، (کراچی، ڈیسنٹ پریس)، 1986ء، ص:13

"قبیلوں کی مائیں اپنے بچوں کو گزشتہ دور کے بہادروں اور نامور لوگوں کے واقعات سنا کر ان کی تربیت کیا کرتی تھی۔ قوم یا قبیلے کی تاریخ محفوظ رکھنے کا ایک مشہور طریقہ شعر و شاعری تھا۔ شاعر اور قصہ گو عام محفلوں میں پرانے قصوں کو منظوم انداز میں پیش کیا کرتے تھے اور قوی الحافظہ لوگ ان اشعار کو یاد کر لیتے تھے۔ یہ اشعار نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے تھے"۔[1]

پرنٹ میڈیا

پرنٹ میڈیا ذرائع ابلاغ کا ایک اہم ذریعہ ہے جس کی ترقی سے اب دعوت کا کام اور بھی آسان ہو گیا ہے۔ اب کوئی بھی شخص اپنی بات یا نظریہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے دنیا میں کسی جگہ بھی پہنچا سکتا ہے۔ پرنٹ میڈیا کے ذریعے اب داعی اپنی دعوت اخبارات و جرائد، رسائل و کتب کے ذریعے دنیا بھر کے لوگوں تک پہنچا سکتا ہے۔

پرنٹ میڈیا وہ ذرائع ابلاغ ہیں جس کے ذریعے معلومات کو طباعت شدہ شکل میں پھیلایا جاتا ہے۔[2]

دعوت و تبلیغ کا طریقہ کار، اسلوب، اور وسائل، مختلف حالات، اوقات اور اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوتے رہتے ہیں، کیونکہ انسانی مزاج اور طبائع لوگوں کی مختلف ہوتی ہے۔ بعض دفعہ داعی کی ایک بات ایک انسان کو متاثر کرتی ہے اور دوسرے انسان کو متاثر نہیں کرتی۔ لہذا ایک داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کی اس آیت میں غور کرے۔ اور جدید وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے دعوت و تبلیغ میں اس سے حتیٰ الامکان فائدہ اٹھائے۔

﴿أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[3]

اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو۔

اس آیت مبارکہ میں دعوت کے جن اصول و آداب کا ذکر ہے اس کا لحاظ رکھنا ایک داعی کے لئے ضروری ہے۔

دعوت و تبلیغ میں میڈیا کا کردار

دعوت و تبلیغ کے میدان میں میڈیا بھرپور کردار ادا کر سکتا ہے کیونکہ اسلام نے ہر ایسے وسیلہ کو استعمال

[1] اسمٰعیل ریحان، **تاریخ امت مسلمہ** (کراچی، المنہل)، 1/34

[2] https://ur.weblogographic.com/difference-between-print-media تاریخ اخذ۔ 10/02/22

[3] النحل: 16/125

کرنے کی اجازت دی ہے جس میں غیر شرعی امور سے گریز کیا جائے۔ذرائع ابلاغ دعوت و تبلیغ کے لئے تب اہم کردار ادا کر سکتے ہیں جب ان کو اسلام کی تشہیر کے لئے استعمال کیا جائے اور جو جو منکرات بذریعہ ذرائع ابلاغ پھیلی ہیں ان کا سد باب کیا جائے۔

ڈاکٹر وسیم ذرائع ابلاغ اور میڈیا کو اسلام کی ترویج کے لئے استعمال کرنے کے بابت لکھتے ہیں۔

”ذرائع ابلاغ کے ذریعے تاریخ اسلام کے مجاہدین اور تحریک پاکستان کے اکابر کے حالات زندگی بتائے جائیں۔محب وطن صحافیوں، علماء ،دانشوروں، اساتذہ، طلبہ اور سیاسی راہنماؤں کے کارناموں کے بارے میں بتایا جائے۔“1

بحر حال یہ ابتدائی کروٹ تھی جو بنی آدم نے لی، پھر آہستہ آہستہ انسانوں نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا اور وہ اہم واقعات یا خطوط ورسائل کو محفوظ کرنے کے لئے قلم کا سہارا لینے لگے۔لوگوں میں لکھنے پڑھنے کا آغاز وقائع نگاری سے ہوا۔

مولانا اسماعیل ریحان انسان کے لکھنے پڑھنے کی ابتداء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دنیا کی مختلف قوموں میں لکھنے پڑھنے کا رجحان بڑھ جانے کی وجہ سے وقائع نگاری کا آغاز ہوا۔وقائع نگار، مخبر یا منشی ہوتے تھے جو ملک کے مختلف حصوں کی اہم خبریں قلم بند کر کے حکمران کو بھیجا کرتے تھے۔ان کے روزنامچوں کا ریکارڈ مؤرخین کو ماضی کے حالات جمع کرنے میں بڑی مدد دیتا تھا۔“2

پھر قلم سے لکھنے کا آغاز ہوا اور بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اپنی ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اب جدید اور سہل صورت پرنٹ میڈیا کی شکل میں موجود ہے جس کو استعمال کر کے بہت سار وقت بچایا جا سکتا ہے اور اپنی دعوت و تبلیغ کے جوہر دکھلا کر امت کو خوب نفع پہنچایا جا سکتا ہے۔

پرنٹ میڈیا کا صحیح استعمال اور دعوت و تبلیغ میں اس کا کردار

دعوت و تبلیغ ایک ایسا فریضہ ہے جو امت مسلمہ کے ہر فرد پر لازم ہے اور ہر شخص دین کی بات پہنچانے کا مکلف ہے بشر طیکہ وہ خود بھی جانتا ہو جس کی دعوت دینی ہے۔دعوت و تبلیغ کے مختلف ذرائع میں سے پرنٹ میڈیا ایک اہم ذریعہ جس کا کردار نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

---

1 وسیم اکبر شیخ، **ذرائع ابلاغ اور اسلام**، (لاہور: نعمانی کتب خانہ)، 2015ء، ص:198

2 اسماعیل ریحان، **امت مسلمہ**، 1/ 35

دراصل یہ ایک ایسا آلہ ہے جو خیر کی باتیں اور علمی جواہر کی ترویج کا سبب بھی ہے اور فحش لٹریچر کی اشاعت کا بھی، لہٰذا اس کا استعمال انتہائی احتیاط کے ساتھ اچھے مواد کی تشہیر کے لئے کیا جائے تاکہ اس مواد کو پڑھنے والا، اس سے کچھ سیکھنے والا، اس کی مزید تشہیر کرنے والا اور اس مواد سے نفع اٹھانے والا سب کا ثواب اس بندے کو بھی ملتا رہے جس نے اول اس کی تشہیر کی تھی وگرنہ لوگوں کے لئے مضر ہونے کی صورت میں ان سب کا عقاب اپنے سر لینا ایک انتہائی خطرناک بات ہے۔

پرنٹ میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے اس کے مضر پہلوؤں سے محتاط رہنا چاہئے اور اس کا درست اور صحیح استعمال کرکے دعوت و تبلیغ کے لئے اسے کارآمد بنانا چاہئے۔ فحش لٹریچر یا اخلاق سے گری ہوئی حکایات وواقعات سے گریز کرنا چاہئے جسے پڑھ کر نوجوان نسل میں انتہائی گندے جذبات جنم لیں اور ان کی ذہنی و جسمانی اعضاء مفلوج ہوکر رہ جائیں۔ ایک قلم کی جنبش سے کسی باصلاحیت فرد کی صلاحیتیں ناکارہ ہوسکتی ہیں۔ ایسے ہی ایک قلم کی جنبش سے باصلاحیت افرد کی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آسکتی ہیں جو قوم کی تقدیر چمکانے کا سبب بن جائیں۔

دعوت و تبلیغ کے میدان میں پرنٹ میڈیا بہت اہم کردار ادا کرسکتا ہے اور باقاعدہ ادا کررہا ہے۔ یقیناً معاشرہ میں ایسے افراد موجود ہوتے ہیں جو کسی بھی مجبوری کے باعث مسجد یا کسی دینی ادارے نہیں جاتے اور الیکٹرانک وسوشل میڈیا سے دوری کے باعث دین کی باتیں سنتے نہیں اور نہ کچھ سیکھ سکتے ہیں ان لوگوں کے لئے پرنٹ میڈیا کسی نعمت سے کم نہیں جو گھر بیٹھے کتب و تحاریر پڑھ کر بہت سارا دین کا ذخیرہ حاصل کرسکتے ہیں اور ایک داعی کی پرخلوص اور دردمندانہ تحریر ان کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کرسکتی ہیں۔

پرنٹ میڈیا میں درج ذیل اشیاء داخل ہیں:

1۔ کتب

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی بنیادی وجہ علم ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾[1]

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سارے کے سارے نام سکھادئے۔

---

[1] البقرۃ:31

پھر فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ فرشتوں سے اشیاء کے نام سے لاعلمی کا اظہار کیا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اشیاء کے نام بتلا دیئے اور یوں افضل ہوئے۔

علم کی حفاظت پچھلی امتوں میں سینہ بہ سینہ ہوا کرتی تھی لیکن بعد میں لکھنے، پڑھنے کے عمل کو ناگزیر سمجھ کر اس کا رو واج ہوا اور یوں کتب کی ضرورت پیش آئی۔

علم کو کتب میں قید کرنے کا حکم خود جناب نبی کریم ﷺ نے دیا ارشاد ہے:

((قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ)) (صحیح) [1]

علم کو قید کرو تحریر کے ساتھ۔

فرمان نبی کریم ﷺ کے بعد علوم و فنون کے احیاء کا آغاز ہوا اور املاء و قرات کا سلسلہ خوب چلنے لگا۔ کتابوں کی کتابیں منظر عام پر آنے لگیں اور کتب خانہ بنانے کا رواج آیا۔

پھر یہ کتب خانے اس قدر ترقی کر گئے کہ مسلم معاشرہ میں عوام کے لئے کتب خانے بنوانا ایک عام معمول کی بات بن گئی۔ اس بات کو الگ سے تاریخ میں بیان نہیں کیا جاتا تھا ہاں اگر کسی نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہوتا تو تاریخ میں اسے جگہ دی جاتی تھی۔ اسلامی شہروں میں کتاب سے تعلق اتنا مضبوط ہو گیا تھا اور اتنے کتب خانے وجود میں آنے لگے۔

بقول ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ:

> "اسلامی حکومت کے بعض شہروں میں صرف عوامی کتب خانوں کی تعداد دس تک پہنچ گئی تھی، چنانچہ یاقوت نے مرد شاہجہاں کے بیان میں دوسرے اقسام کے کتب خانوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف دس ایسے مشہور عوامی کتب خانوں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے جن سے دو سو مجلات بلا زر ضمانت بآسانی مل جاتی تھیں"۔ [2]

اب کتابیں ہی علم کی حفاظت کے لئے سب سے بڑی ضمانت ہیں کیونکہ قویٰ کے انحطاط کے باعث علوم کی گہرائی تک پہنچنا اور انہیں سینوں میں محفوظ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اس لئے علوم و فنون سمٹ کر کتابوں

---

[1] البيهقي، أحمد بن الحسين، **المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي** (الكويت: دار الخلفاء للكتاب الإسلامي، الطبعة الاولى، 1990)، بَابُ مَنْ رَخَّصَ فِي كِتَابَةِ الْعِلْمِ وَأَحْسِبُهُ حِينَ أَمِنَ مِنَ اخْتِلَاطِهِ بِكِتَابِ اللهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ، ح:761، ص:417

[2] چشتی، عبد الحلیم، **اقراء و علم بالقلم کے ثقافتی جلوے**، (کراچی، مکتبۃ الکوثر)، 2015ء، ص:1/67

میں بند ہو چکے ہیں۔ لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل مغرب کے لئے عربی کتب کا ترجمہ ان کی مادری زبان میں کیا جائے تا کہ وہ بھی اسلام کے احکام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

مغرب میں تحفظ دین کے لئے انگریزی زبان میں دینی کتب کی ضرورت

کتب ورسائل نے دعوت و تبلیغ کے میدان میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔یونانی فلسفہ سے پیدا ہونے والی گمراہیوں کا تدارک علماء کرام نے انتہائی اچھے طریقوں سے کیا تھااور فلسفہ کو صحیح رخ پر لگانے کے لئے کتابوں کو ذریعہ بنا کر علوم کے دریا بہادئے۔ آج بھی اسی طرح کی لادینیت اور افکار کی گمراہی مغرب میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اور اگر آج کے علماء واہل دعوت اس کا سد باب نہیں کرینگے تو یہ پودا کبھی تناور درخت کی شکل اختیار کر کے اسلام اور اہل اسلام کے لئے بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر سچ اور تدبر کی آنکھ سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی کہ اب وہ پودا بھی ایک تناور درخت بن چکا ہے لہٰذا مغرب میں اسلام کے تحفظ کی اشد ضرورت ہے اور وقت چیخ چیخ کر اپنے تقاضے بتلا رہا ہے کہ اے اہل اسلام تمہاری کوششوں، محنتوں اور دعوت کا میدان اب مغرب اور مغربی افکار کا سد باب ہے لہٰذا اہل مغرب کی زبان سیکھ کر اس زبان میں دعوت اسلام و دعوت اصلاح میں لگ جاؤ اس میں کامیابی ہے۔ دراصل اس وقت کے لحاظ سے انگریزی زبان سیکھنا ناگزیر ہے کیونکہ دعوت دینے کے لئے اس زبان کی ضرورت ہے۔

مفتی محمد تقی[1] صاحب اس ضرورت کی شدت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "مذکورہ ممالک (مغربی ممالک) کے مسلمانوں کو اپنے دین کے تحفظ کے لئے انگریزی زبان میں بڑے وسیع پیمانے پر دینی لٹریچر کی ضرورت ہے، لیکن یہ کہ انگریزی زبان میں قرآن کریم کی کوئی ایک تفسیر بھی ایسی موجود نہیں ہے جس کے بارے میں آنکھ بند کر کے لوگوں کو اس کے مطالعے کا مشورہ دیا جا سکے، اسی طرح روزمرہ کے دینی اور فقہی مسائل پر مستقل کوئی ایسی مستند کتاب اب تک تالیف نہیں ہوئی جو ان لوگوں کو دین کی تعلیمات سے ٹھیک روشناس کرا سکے ،اس وقت یا تو چند گنی چنی اردو کتابوں کے تراجم ہیں جن کی صحت کی بھی کوئی ضمانت نہیں ،یا پھر اہل باطل کا فراہم کیا ہوا لٹریچر ہے جسے لوگ چارو ناچار پڑھنے پر مجبور ہیں۔ان مسلمانوں کو دین کی تعلیمات سے روشناس کرانا اور دین

---

[1] محمد تقی بن محمد شفیع۔پیدائش 5 شوال 1362ھ بمطابق 1943ء بمقام دیوبند۔دیوبند سے تعلیم کی ابتدائی کر کے شعبان 1379ھ میں دارالعلوم کراچی سے دورہ حدیث فراغت ہوئی۔(اکابرین وفاق المدارس، ص:259)

وایمان کی حفاظت علماء ہی کے فرائض میں داخل ہے۔ جو انگریزی زبان کے بغیر ممکن نہیں۔"[1]

لہٰذا اب علماء کو انگریزی زبان سیکھ کر اس زبان میں کتابیں لکھنی چاہئے اور پرنٹ میڈیا کے وجود سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے اپنے قلم کے خوب جوہر دکھانے چاہئے۔ یقیناپرنٹ میڈیا کا وجود بڑی غنیمت ہے کیونکہ اس کی تیز رفتاری کے باعث اب علماء کو زیادہ وقت کتابوں کی لکھائی اور اشاعت پر نہیں لگے گا اور یوں اس وقت سے فائدہ اٹھا کر اپنے کام کے پیمانے کو مزید وسیع کرنے میں مدد ملے گی۔

2۔ رسائل اور جرائد

دور حاضر میں میڈیا کے ذریعے نشر ہونے والی چیز کا ذہنوں پر غلبہ ہے اور اس کی کئی ساری شکلوں اور شاخوں میں سے ایک شکل رسائل اور مجلات بھی ہیں کہ لوگ ان کو زیادہ تر پڑھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ چونکہ انحطاط قویٰ اور سہل پسندی کی وجہ سے خفیف اور ہلکی چیزیں پڑھنا پسند کرتے ہیں اور ان کا مطالعہ زیادہ ہوتا ہے لہٰذا رسالے اور مجلات خفیف، ہلکے پھلکے اور انوکھے انداز میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوتا ہے اور بچوں سے بڑوں تک سب افراد اس کے دلدادہ نظر آتے ہیں۔

پروفیسر مہدی حسن لکھتے ہیں:

"مجلاتی صحافت کا فرض ایک تو واقعات اور اطلاعات کا تجزیہ کرنا، دوسرے کسی بھی مجلاتی صحافت کے فرائض میں روزانہ لوگوں کو مطلع کرنا شامل ہے۔ جب کہ جریدہ لوگوں کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ ہفت روزہ، پندرہ روزہ یا ماہنامہ رسالے کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی واقعہ کا تجزیہ تفصیل سے کر سکے"۔[2]

رسائل و جرائد بھی خبریں پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ رسالے مختلف قسم کی خبریں چھاپتے ہیں۔ ہفت روزہ رسائل و جرائد کا مقصد پورے ہفتے کی خبروں کا خلاصہ فراہم کرنا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے پڑھنے والا پورے ہفتے میں پیش آنے اہم واقعات و اخبارات کو ایک ہی نشت میں حاصل کرلیتا ہیں۔

رسالوں کا دعوت و تبلیغ میں کردار اور چند ایک رسائل کی مثالیں

---

[1] محمد تقی عثمانی، **درس نظامی کی کتابیں کیسے پڑھے اور پڑھائیں**، (کراچی، مکتبہ السعد)، 2020ء ص:57

[2] مہدی حسن، **صحافت**، (لاہور: اعتصام پبلیشرز)، 1986ء، ص:88

مجلات اور رسالوں کا دعوت و تبلیغ میں بہت اہم کردار ہو سکتا ہے۔ ان رسائل میں بجائے فضول اور لغویات کے چھاپنے کے کوئی مثبت اور اچھا کام احسن انداز میں چھاپنا چاہیئے تا کہ معاشرہ کے لئے سود مند ثابت ہو۔

"احسن انداز" کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ یک دم اگر فضول اور چلتے ہوئے مواد کو چھوڑ کر بالکل اسلامی معلومات دی جائے تو ہو سکتا ہے رسائل کی مقبولیت میں کمی ہو جائے۔ اس لئے اس سے بچتے ہوئے حقائق کو واقعات کا رنگ دے کر اور نتائج کو حکایات کا رنگ دے کر پیش کیا جائے۔

انسان کے لئے سب سے بڑی خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دین کے لئے قبول فرما کر، دین کی خدمت اس سے لے۔ انسان کو ایسے مواقع ہر گز ضائع نہیں کرنے چاہیئے جہاں اسے دین خدمت کا موقع ملتا ہے۔ دور جدید میں رسالوں سے بہت مدد لی جا سکتی ہے۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں رسالے دعوت و دین کے میدان میں کامیابی کے ساتھ سر گرم عمل ہیں اور ان کی کامیابی و مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ہفت روزہ "ضرب مومن" اس موقف کی ایک زندہ و درخشاں مثال ہے جو احیائے دین و دعوت کی سعی میں مصروف عمل ہے۔ مفتی ابولبابہ اس رسالے کو مسلمانوں کے لئے ایک نعمت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک زندہ حقیقت جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علماء بر صغیر پر فضل و کرم سمجھ کر ماننا چاہیئے یہ ہے کہ ضرب مومن کی صورت اللہ نے بہت بڑا احسان فرمادیا ہے۔ علماء کرام اور راہنمایان قوم و دین پر بھی۔ حضرات علماء کرام پر تو اس طرح کہ انہیں ایک ایسا پلیٹ فارم مل گیا ہے جس کے ذریعے وہ بسہولت اپنی بات موثر انداز سے ایک وسیع حلقہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ اور دیندار عوام کے لئے یہ ایک نعمت اس لئے ہے کہ ان کا رابطہ علماء و اہل حق سے جڑ گیا ہے جہاں سے اپنی فکری غذا بھی ملتی ہے اور روحانی تربیت بھی ہوتی ہے۔"[1]

---

[1] اسماعیل ریحان، امت مسلمہ کے نام، ص: 181 / 182

ماہنامہ انذار

انذار نام کا ایک رسالہ ہے جو ماہانہ چھپتا ہے اور اس کے مدیر ابو یحیٰ صاحب ہیں۔ اس رسالہ میں مختلف قسم کے مضامین لکھے جاتے جو دعوت و تبلیغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جس کے فرنٹ صفحہ کی تصویر ذیل میں ہے۔

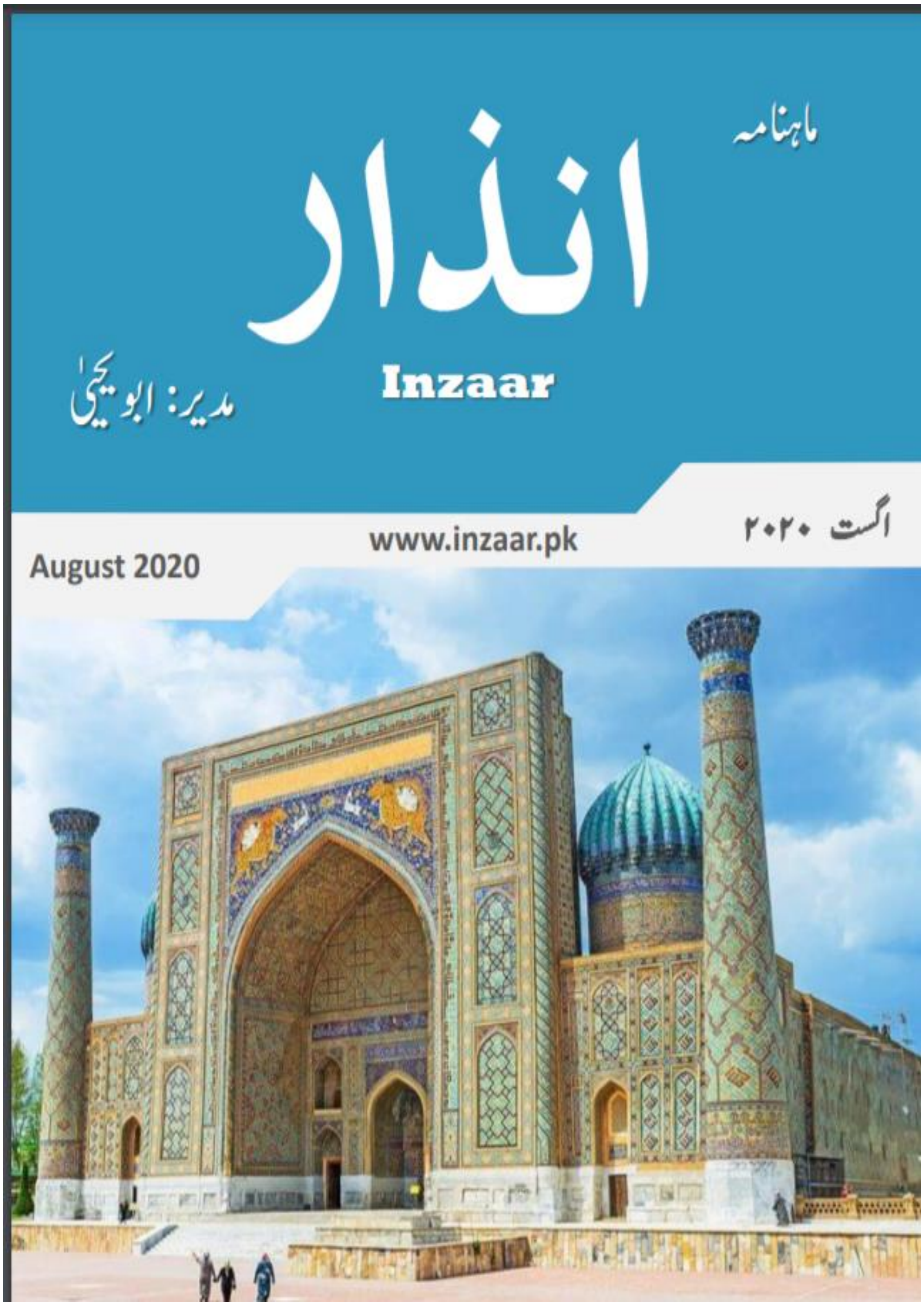

بچوں کا اسلام

اسی طرح روزنامہ اسلام والوں کی طرف سے ایک ہفتہ وار رسالہ "بچوں کا اسلام" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔اس رسالہ میں بھی اسلامی مضامین اور دعوتی مضامین لکھ کر ابتداء ہی سے بچوں کی ذہن سازی ممکن ہے۔ذیل میں بچوں کا اسلام کے رسالہ کی ایک تصویر ہے۔

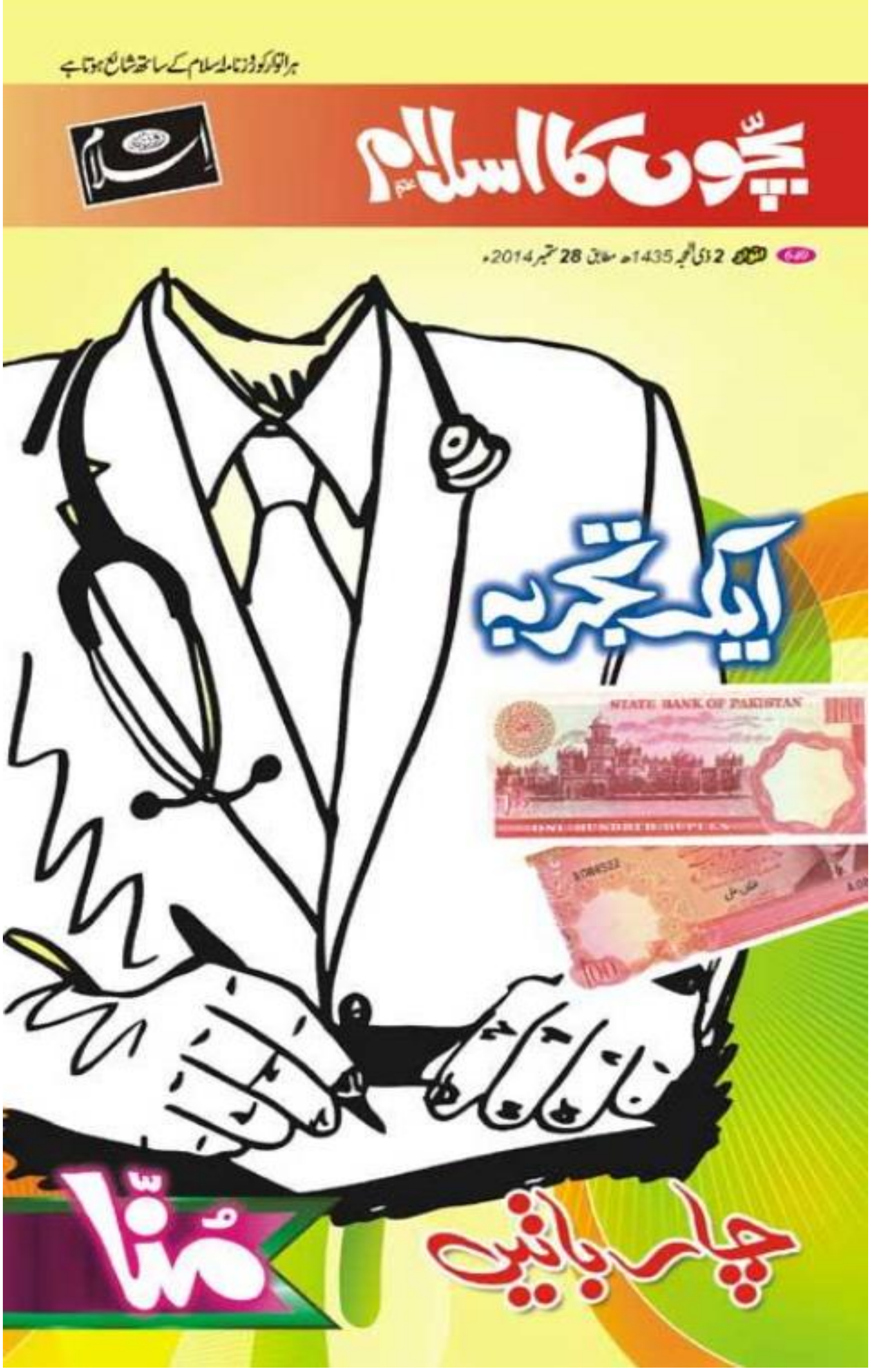

ماہنامہ نصرت العلوم

ایک ماہنامہ رسالہ نصرت العلوم جو جامعہ نصرۃ العلوم گجرانوالہ سے شائع ہوتا ہے۔اسکے بانی مولانا صوفی عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور مدیر مولانا فیاض سواتی صاحب ہیں۔اسکی تصویر ذیل میں ہے۔

ماہنامہ ضیائے حدیث

یہ رسالہ لاہور میں شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ کے بانی مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس میں مختلف قسم کے اصلاحی مضامین اور دعوتی مضامین تحریر کئے جاتے ہیں۔

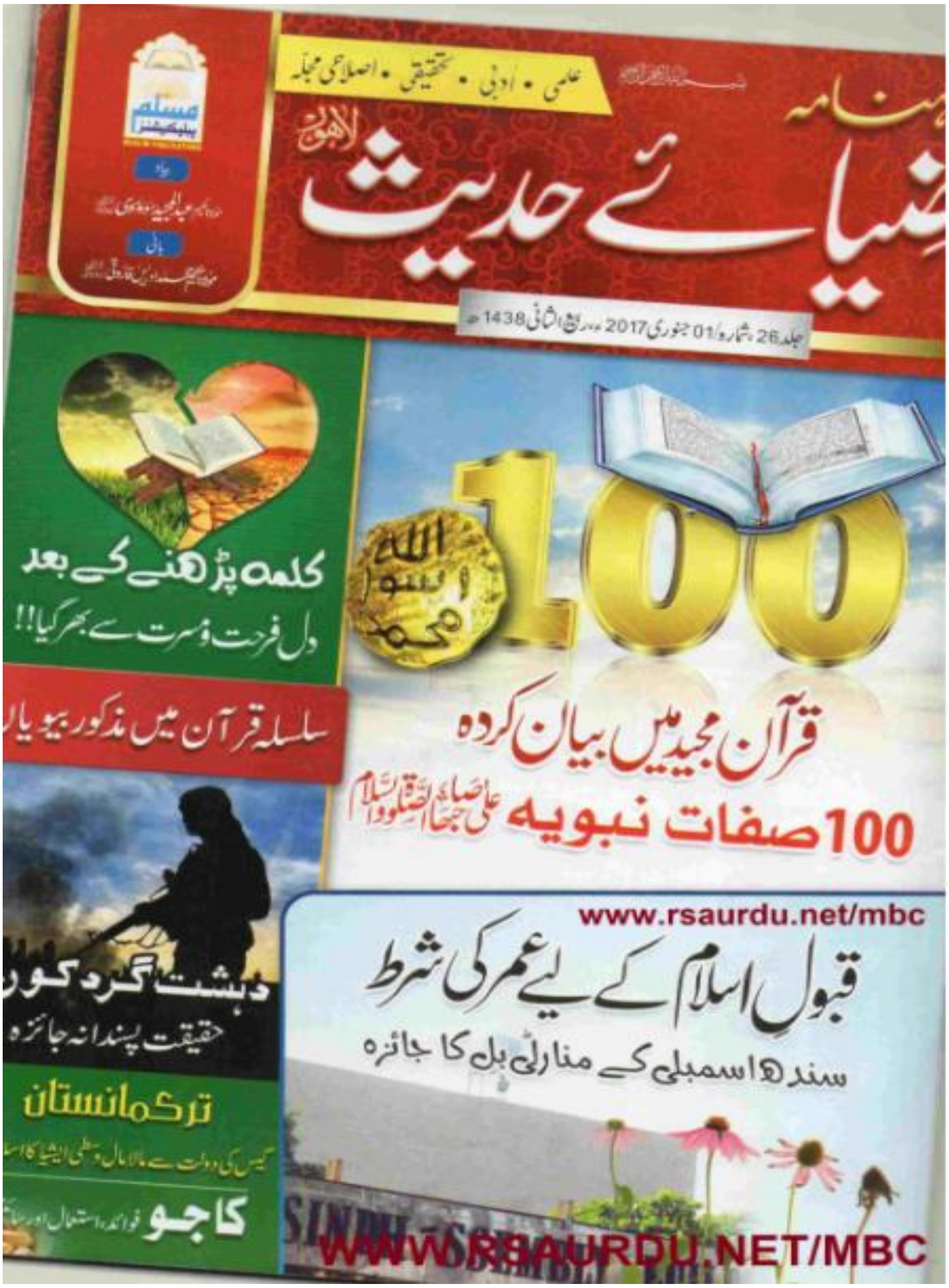

3۔ اخبارات

روزنامہ کی بنیاد پر لکھے جانے والے اخبارات کی مقبولیت شائد تمام رسائل و مجلات سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس میں روزانہ کی بنیاد پر پیش آنے والے حوادثات و واقعات قلم بند کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اندرون ملک و بیرون ملک کے احوال سے باخبر رکھا جاتا ہے۔ مشرقی ممالک کی بنسبت مغربی ممالک میں اخبار کی مقبولیت کئی گنا زیادہ ہے کیونکہ وہاں اجتماع کو اتنا زیادہ پسند نہیں کیا جاتا بنسبت خلوت کے اور خلوت میں الیکٹرانک میڈیا کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے اکتاہٹ دور کرنے کے لئے۔ الغرض اخبار پرنٹ میڈیا کا ایک ایسا جزو ہے جس کی اشاعت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور کالم نگاروں کے لئے اپنی بات عوام تک پہنچانا سب سے زیادہ سہل ہوتا ہے۔

اخبارات اقوامی و بین الاقوامی معلومات کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔ اخبارات نہ صرف ہمیں عالمی حالات سے باخبر رکھتے ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تفریح طبع اور مطالعہ کی عادت ڈالنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جدید اخبارات ٹیلی پرنٹ کمپیوٹرز، نئ مشینوں، جدید کیمروں، فیکس مشین اور دیگر سہولیات سے آراستہ ہیں۔ اس لئے ان کی مقبولیت میں خوب اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ ٹیلی ویژن کی ایجاد سے اخباروں کی اہمیت پر اثر پڑا ہے لیکن اس کے باوجود اخبار کی اہمیت ابھی تک مسلم ہے۔

فرخندہ ہاشمی لکھتے ہیں:

> "اس میں شک نہیں کہ اخبار پڑھنے میں ٹیلی ویژن کا نیوز پروگرام دیکھنے کے بنسبت زیادہ دماغی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ مگر یہ مشقت کارآمد ہوتی ہے کہ اس سے خبر کو سمجھنا اور ذہن میں پوری جزئیات، تفصیلات کے ساتھ محفوظ رکھنا ممکن ہوتا ہے۔"[1]

دعوت و تبلیغ میں اخبارات کا کردار

اخبار پرنٹ میڈیا کی شاخوں میں اشاعت کا سب سے تیز اور پر اثر ذریعہ ہے۔ کالم نگار حضرات اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے یہاں سے اپنی دعوت و تبلیغ کا آغاز کریں اور علماء کرام نت نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل لکھیں اس سے امت کو بہت نفع پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امت محمدیہ کسی دور میں بھی رجال کار اور رجال العصر سے محروم نہیں رہی ہے۔ ہر دور میں اہل علم و اہل حق پیدا ہوتے رہے ہیں اور اپنا چراغ روشن رکھا، اگرچہ وہ مدہم ہی کیوں نہ ہو۔ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سارے اہل فضل و کمال لوگ پیدا کئے جو ہر شعبہ

---

[1] فرخندہ ہاشمی، **مبادیات اخبار نویسی**، (لاہور: بک ڈپو)1987ء، ص:24

میں دین اسلام کی خدمت کے لئے مصروف عمل ہیں۔اس میدان میں نامور علماء کرام میں سے مفتی تقی صاحب، مولانا زاہد الراشدی [1]، مفتی منیب الرحمان، مفتی ابولبابہ اور مولانا اسماعیل ریحان صاحب شامل ہیں۔ان کے علاوہ بھی کئی سارے اچھا لکھنے والے حضرات ہیں۔چناچہ یہ سب لوگ روزمرہ مسائل اور ان کا حل کالموں میں لکھتے ہیں اور علماء کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرتے ہیں۔مفتی محمد تقی صاحب ایک عرصہ تک روزنامہ جنگ اخبار میں ہفت وار کالم لکھتے رہے جن کا مجموعہ اب "ذکر و فکر" کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہو گیا ہے۔

آپ اس کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> "مجھ سے روزنامہ جنگ کی انتظامیہ نے فرمائش کی تھی کہ میں ہفتہ وار ان کے لئے کالم لکھا کروں۔میں نے یہ فرمائش اس لئے منظور کی کہ "جنگ" کے وسیع ذرائع ابلاغ سے مسائل پر لوگوں کو متوجہ کیا جاسکتا ہے جو لاپروائی کا شکار ہیں۔چنانچہ "ذکر و فکر" کے عنوان سے میرا یہ کالم کافی عرصہ تک جنگ کے ادارتی صفحہ میں شائع ہوتا رہا۔"[2]

پرنٹ میڈیا کے تحت کتب ،رسالے اور اخبارات کے علاوہ اور بھی کئی ساری چیزیں آجاتی ہیں اشتہارات۔بینرز اور پمفلٹ شامل ہیں ۔ان کے ذریعے بھی دعوت و تبلیغ کے میدان میں پیش رفت ہوسکتی ہے۔مرکزی شاہراؤں پر لگے اسمائے حسنیٰ پر نظر پڑجاتی ہے اور ان کو پڑھا جاتا ہے۔یوں یہ اللہ کی عظمت دل میں بیٹھنے کے لئے مویدات بن جاتا ہے۔لہٰذا پرنٹ میڈیا کی افادیت سے انکار ممکن نہیں لیکن اس کے مضر اور منفی اثرات سے بہر حال بچا جائے اور صحیح استعمال کر کے امت کو نیکی کے راستہ پر ڈال دیا جائے۔

اخبارات کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام نہایت آسان اور تا دیر رہنے والا ہے۔مثلاً جب تک وہ اخبار میگزین موجود ہوتا ہے تو اس کے ذریعے کیا گیا دعوت کا کام جاری رہتا ہے اور جس جس کی نظر اس اخبار پر پڑھتی ہے تو غیر شعوری طور پر اس کو دعوت پہنچتی ہے۔اخبار میں کسی قسم کا مضمون لکھ دینا جو اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہو۔اسی طرح اخبار کے فرنٹ صفحہ پہ قرآنی آیت اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مبارک لکھ دینا جو عوام الناس کو اسلام کے احکامات کی طرف دعوت دیتی ہو۔ذیل میں ایک اخبار کی تصویر موجود ہے جو قرآنی آیت سے لوگوں میں دعوت دین کا کام دے رہی ہے۔

---

[1] زاہد الراشدی بن سرفراز خان صفدر پیدائش 28 اکتوبر 1948ء بمقام گجرانوالہ۔مدرسة نصرة العلوممیں موقوف علیہ تک پڑھ کر دورہ حدیث اپنے چچا عبد الحمید سواتی سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔اس وقت جامعة نصرة العلوم میں شیخ الحدیث ہیں۔

[2] محمد تقی، **ذکر و فکر**، (کراچی، مکتبہ معارف القرآن) 2017ء، ص:3

DAILY EXPRESS

روزنامہ ایکسپریس اسلام آباد

سپریم کورٹ کے فیصلے پر مبارکباد نیا الیکشن کمیشن اور فری شفاف انتخابات ورنہ انتشار بڑھے گا: عمران خان

سورۃ آل عمران

جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ گمراہ ہیں

Kanas

عدالتی اصلاحات کیلئے قومی اسمبلی میں پارلیمانی کمیٹی بنانے کی قرارداد منظور

ازخود نوٹس، بنچ کی تشکیل، چیف جسٹس کے اختیار پر قانون سازی کا فیصلہ

عدلیہ کا دہرا معیار نہیں ہونا چاہیے، لڑیں گے شکست نہیں مانیں گے

یہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 90 کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

> ”جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی اور یہ لوگ گمراہ ہونگے۔“

4۔ مجلات

مجلہ حالات کو مستقل چھاپنے والا ہوتا ہے اور ہر جمعہ کو چھوٹے سائز میں چھاپا جاتا ہے۔ ایک شوقین آدمی میگزین خرید کر پورے ہفتے کے مطالعہ کا سامان کرتا ہے۔ مجلہ حالات کے پیچ و خم سے بہت کم متاثر ہوتا ہے کیونکہ اس میں نظمیں، غزلیں، مستقل کالم۔ انٹرویوز اور مشہور شخصیات کے حالات زندگی وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

وسیم اکبر لکھتے ہیں:

> ”فی زمانی مجلوں کی اہمیت مسلم اور دن بدن مجلاتی صحافت کی اہمیت وافادیت میں اضافہ ہورہا ہے۔ خصوصاً اشتہارات کے حوالے، کیونکہ مجلوں میں اشتہار ایک ہفتہ تک برقرار رہتا ہے“۔[1]

5۔ ڈائجسٹ

ڈائجسٹ کتابوں کے سائز کے مطابق شائع کئے جاتے ہیں۔ ان میں دینی، ادبی، سیاسی، سائنسی، جاسوسی اور معاشرتی مسائل پر مبنی مواد ہوتا ہے۔ ڈائجسٹ کی یہ خصوصیت بہت اہمیت کے حامل ہے کہ اس سے معاشرہ کا ہر طبقہ

---

[1] وسیم اکبر، ذرائع ابلاغ اور اسلام، ص:47

استفادہ کر سکتا ہے۔مجلوں سے کہیں زیادہ ان کی اشاعت ہوتی ہے ۔کیونکہ یہ قارئین کے لئے پہلیاں، تفریحی خاکے اور مزاحیہ مضامین پیش کرتے ہیں۔یہ معلومات کے ساتھ ساتھ عوام کی تربیت کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔

فصل دوم

الیکٹرانک میڈیا

جدید ذرائع ابلاغ کی ایک بڑی صورت الیکٹرانک میڈیا ہے جس کو جدید وسیلہ دعوت کے طور پر استعمال کیا جارہاہے۔ذیل میں الیکٹرانک میڈیاکے دعوتی اور تبلیغی کردار کابیان ہے۔

الیکٹرانک میڈیاکی تعریف

الیکٹرانک میڈیاابلاغ کی ایک بااثر صورت ہے۔یعنی ایساابلاغ جو برقی تاروں کے ذریعے ایک جگہ سے پیغام دوسری جگہ منتقل کرتاہے۔اس کا سفر 1857ء سے ہوتے ہوئے 1027ء تک پہنچا جس میں ٹیلی ویژن ایجاد ہوااور یوں پھر الیکٹرانک میڈیاکاسفر ٹیلی گرام،ٹائپ رائٹر،ریڈیو،ٹیلی فون،اور کمپیوٹر پر ختم نہیں ہوابلکہ موبائل،ٹیب اور انٹرنیٹ کی صورت میں جاری ہے۔اور یہ ابلاغ کی تیز ترین اور تیز رفتار ذرائع ہیں جو منٹوں اور لمحوں میں ایک جگہ سے پیغامات دوسرے مقام تک پہنچاتے ہیں۔الیکٹرانک میڈیانے معلومات میں بہت زیادہ اضافہ کیاہے اور ہماری زندگی میں ایک انقلاب پیداکردیاہے جس کے بدولت دنیاایک گلوبل گاؤں کی شکل اختیار کرگئی ہے۔1

ویکی پیڈیاپہ الیکٹرانک میڈیاکی یہ تعریف کی گئی ہے۔

Electronic media is the media that one can share on any electronic device for the audiences viewing, unlike static media (Printing) electronic media is broadcasted to the wider community. Examples of Electronic media are things such as the television the radio, or the wide internet.2

ایک اور تعریف ویکی پیڈیامیں اس کی یہ کی گئی ہے۔

Electronic media are media that use electronics or electromechanical means for the audience to access the content.3

اپنے نظریات وافکار لوگوں تک پہنچانے کے لئے الیکٹرانک میڈیاایک اہم ذریعہ ہے۔اس کی مدد سے انسان اپنی بات ایک ہی وقت میں لاکھوں انسانوں تک پہنچاسکتاہے۔

الیکٹرانک میڈیامیں درج ذیل اشیاء شامل ہیں:

---

[1] ثناء چوہدری، **جدید تعلقات عامہ**-مقتدرہ قومی زبان،پاکستان،1988ء ص:63

[2] https://www.skillmaker.edu.au/what-is-electronic-media/2021/12/20

[3] https://en.wikipedia.org/wiki/Electronic_media 2021/12/20

1۔ریڈیو

اس زمانے میں ریڈیو کی اہمیت پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ ریڈیو کی لہریں ان دور دراز علاقوں تک بھی پہنچتی ہیں جہاں اخبار و رسائل اور انٹرنیٹ کی رسائی ممکن نہیں۔ اس کی نشریاتی لہروں کو جغرافیائی حدود نہیں روک سکتے سو اس سرد و گرم جنگ کے زمانے میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔

پروفیسر مہدی حسن لکھتے ہیں:

"طبع شدہ پیغامات کے بعد جن میں اخبارات ،رسالے اور اشتہارات اور کتابیں شامل ہیں۔ نظریات ،خیالات اور اطلاعات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے جو طریقہ سب سے موثر اور کامیاب طور پر استعمال کیا گیا اور آج بھی جدید دنیا میں جس کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے وہ ریڈیو ہے"۔[1]

2۔ آڈیو ویڈیو ریکارڈر

آڈیو ویڈیو ریکارڈر اگرچہ زیادہ تر تفریحی مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ تاہم پھر بھی یہ ذرائع ابلاغ کا ایک اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لوگ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے علماء، سیاستدان اور دیگر راہنماؤں کی تقاریر ریکارڈ کر کے سنتے رہتے ہیں اور ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ ٹیپ ریکارڈر ان مقاصد کے علاوہ خبر نویسی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں کیونکہ بہت سارے نامہ نگار انٹرویو یا کوئی اور کاروائی ریکارڈ کر کے فراغت کے لمحات میں زیب قرطاس کرتے ہیں۔

ڈاکٹر وسیم اکبر لکھتے ہیں:

"ٹیپ ریکارڈر کو تعلیمی مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، مختلف زبانوں کی تدریس آڈیو کیسٹ کے ذریعے بخوبی کی جارہی ہے۔ اور اس سے بہتر نتائج بر آمد ہوتے ہیں۔ غرض پیغام رسانی کے لئے ریکارڈر اور آڈیو کیسٹ ایک موثر ذریعہ ابلاغ کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں"۔2

3۔ٹیلی ویژن

ٹیلی ویژن کی ایجاد ایک کارنامہ ہے جس نے تمام تر فاصلوں کو کم کر کے دنیا کو ایک چھوٹی سی سکرین میں سمو دیا

---

[1] مہدی حسن، **جدید ابلاغ عام**، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان)1990ء، ص:98

[2] وسیم اکبر شیخ، **ذرائع ابلاغ اور اسلام**، ص:51

ہے۔اس دور میں ذرائع ابلاغ میں سب سے زیادہ موثر اور تیز ترین ذریعہ ٹی وی ہے۔اس کا تعلق سننے کے ساتھ ساتھ دیکھنے سے بھی ہے۔رنگین تصاویر کے نشر کرنے سے اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے۔

جاوید اقبال لکھتے ہیں:

> "ٹیلی ویژن ایک انتہائی موثر ذریعہ ابلاغ ہے اور دوسرے ذرائع ابلاغ کی نسبت ذہنوں کو مختلف سانچوں میں ڈھالنے کی بہت گنجائش رکھتا ہے۔کھیل کود، تفریح، ناچ گانا اور تعلیم کے علاوہ ٹی وی ایسے پروگرامز پیش کرتا ہے جو گوں کو حوصلے بلند کرتے ہیں، بھولے بھٹکے ہوؤں ہوان کی صحیح سمت میں راہنمائی کرتے ہیں اور دل مردہ کو ولولہ تازہ عطا کرتا ہے"۔[1]

ٹیلی ویژن کی ایجاد جہاں دعوت و تبلیغ کے مقاصد کسی حد تک پورا کر رہی ہے اس سے کہیں زیادہ فحاشی و عریانی کے پھیلاؤں کا سبب ہے۔بچے بڑے اہتمام سے ٹی وی دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔چنانچہ ان کے ذہنوں میں فحاشی و عریانی کے نقش بڑی تیزی کے ساتھ چھپ رہے ہیں جو انتہائی خطرناک بات ہے۔سو ٹی وی میں بری فلمیں دیکھنے کے بجائے اسلامی چیزیں دیکھی جائیں تاکہ شعائر اسلام کی عظمت و رفعت دل میں بیٹھ جائے اور کہا جا سکے کہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں ٹی وی کا بھی کردار ہے۔

چند اسلامی چینلز درج ذیل ہیں:

ARY QTV.
Muslim Kids TV.
Peace TV.
MercifulServant.
Islamic Guidance.
FreeQuranEducation.
Ali Dawah.
OnePath Network.
Sense Islam.
Muslim Central.
IQRA Cartoon.

[1] جاوید اقبال پراچہ، **ٹیلی ویژن اور صحافت**، (لاہور، علمی کتب خانہ)، 1982ء ص:178

4۔ کمپیوٹر

بیسویں صدی کی سب سے اہم ایجاد کمپیوٹر ہے۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں کمپیوٹر کا استعمال روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ کمپیوٹر کم وقت میں مطلوبہ معلومات فراہم کرنے والی انوکھی مشین ہے۔ یہاں تک کہ اب تو پوری دنیا کی معلومات اور جدید سائنسی پیش رفت سے واقفیت حاصل کرنا بالکل آسان اور سہل ہو گیا ہے۔ ہر میدان زندگی کو اس کے بغیر ناقص سمجھا جاتا ہے۔ خصوصا صحافت کے میدان میں انٹرنیٹ نے جو تعجب انگیز معلومات ومشاہدات فراہم کی ہیں۔اس سے دنیا ایک عالمی گاؤں "Global Village" کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

دنیا کے پیچیدہ ترین مسلئے کے بارے میں کمپوٹر کا ایک بٹن دبا کر جدید ترین معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

کمپیوٹر بہت اہم ایجاد ہے اور اس کے ذریعے دعوت ودین کے کام کافی آسان ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس وسیلہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔

"Global Village" کی اصطلاح سب سے پہلے Marshall McLuhan[1] نے استعمال کی۔

5۔ موبائل

موبائل فون ایک ایسا ٹیلی فون ہے جو موبائل ریڈیو نظام سے مل کر مادی کنکشن کے بغیر وسیع علاقہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔[2]

موبائل فون جدید دور کی ایک اہم ایجاد ہے جس نے فاصلوں کی تمام تر حدود کو سمیٹ کر ایک سکرین میں تھما دیا۔

بقول شبیر احمد صاحب:

> "خاص طور پر موبائل فون کی ایجاد نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔اس نے نہ صرف معاشرے کو متاثر کیا ہے بلکہ اس کے گہرے اثرات انسانی سوچ، انفرادی فکر، ازدواجی اور کاروباری زندگی اوار غور وفکر کے طریقوں میں نمایاں نظر آتے ہیں"۔[3]

---

[1] It is almost 40 years since **Marshall McLuhan** coined the phrase "global village" in his book The Gutenberg Galaxy. He argued that electronic technology was shrinking the planet, that "Time has ceased and space has vanished".

[2] عثمانی شبیر احمد، **موبائل فون کے ذریعے نکاح وطلاق** (برطانیہ-مدرسہ حرا) ص:78

[3] ایضاء ص:71

یقیناً مواصلات کے تمام ذرائع میں سب سے تیز ترین ذریعہ موبائل فون ہے۔ کم عمر لوگوں سے لیکر معمر افراد تک سب ہی اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی ہمارے ذہن میں ہو کہ موبائل فون کے صرف فوائد ہی نہیں بلکہ اس کے منفی اثرات اور نقصانات بھی ہیں۔

موبائل کے عمومی فوائد

موبائل فون کے فوائد بہت ہیں۔ دنیا کے ایک کونے میں رہنے والا آدمی دور دراز کے افراد کے حالات سے باخبر رہتا ہے۔ اس کا استعمال ہم دعوت و تبلیغ میں بھی کر سکتے ہیں اور اس موبائل فون کو ہم دعوت و تبلیغ کے لئے بطور وسیلہ استعمال کر سکتے ہیں۔

- موبائل فون کے ذریعے بہت سے شرعی احکام بھی سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔ ایک فتویٰ ہے کہ کیا موبائل فون کے ذریعے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں تو جواب میں یہ بات بتلائی جائیگی کہ اگر بیوی کو ایس ایم ایس کے ذریعے طلاق دی جائے تو اس کا وقوع ہو جائیگا۔
- دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیا جاسکتا ہے۔
- ایک دوسرے سے باہم گفتگو ممکن ہے۔
- دینی مسائل ایک دوسرے کو بتائے جاسکتے ہیں۔
- کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔
- آنلائن پڑھایا جاسکتا ہے۔
- جیسا کہ موبائل فون کے فوائد کے ساتھ ساتھ نقصانات سے بھی انکار ممکن نہیں۔

موبائل کے عمومی نقصانات

- عموماً اس اہم ٹیکنالوجی سے بجائے فوائد کے نقصانات اٹھائے جارہے ہیں کہ کم عمر بچے اس کا غلط استعمال کر کے اپنی عادت خراب کر دیتے ہیں اور یہ عادت تاعمر ان کے ساتھ رہتی ہے۔ اس لئے پہلا اصلاحی کام یہ ہے کہ اپنے بچوں اور گھر والوں پر اس معاملہ میں کڑی نظر رکھی جائے۔ فلمیں ،ڈرامے اور اس طرح کے بہت سارے پروگرامز جو وقت کے ضائع کرنے والے ہیں ان سے خود بھی اجتناب اور اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی دور رکھنا چاہئے۔ موبائل فون سے بہت نقصانات جنم لیتے ہیں۔

- وقت کی قدر و قیمت کا احساس دل سے نکل جاتا ہے۔
- بہت سارے فرائض نماز، روزہ وغیرہ اس کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔
- نوجوانوں میں جنسی خواہشات اور غلط رجحانات کا ایک سبب موبائل فون ہے۔
- اپنے قریبی رشتہ داروں سے دوریاں بڑھنے لگ گئی ہیں۔

ان تمام نقصانات کا مداوا یہ ہے کہ موبائل کا صحیح اور درست استعمال کیا جائے۔ لہٰذا لوگوں کو بھی اس پر وقت ضائع کرنے سے بچایا جائے اور خود بھی اس کے غلط استعمال سے حتیٰ الامکان بچا جائے صرف ضرورت کے وقت اس کا استعمال کیا جائے۔

فصل سوم:

سوشل میڈیا

جدید ذرائع ابلاغ کی ایک بڑی صورت سوشل میڈیا ہے۔ سوشل میڈیا کے صارفین بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔2020ء کی ایک رپورٹ کے مطابق 3.6بیلین اس کے صارفین تھے۔1 سوشل میڈیا کو بھی جدید ذریعہ دعوت کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔اس فصل میں سوشل میڈیا کا اجمالی تعارف اور دعوت کے میدان میں اس کا کردار بیان ہوا ہے۔

تعارف:

سوشل میڈیا درحقیقت ان ویب سائٹس اور ایپلی کیشنز کا نام ہے جو عوام الناس کو انتہائی سرعت وبرق رفتاری سے بروقت ہمہ قسم کا مواد اشتراک کرنے کی اجازت دینے کے لئے ڈیزائن کی گئیں ہیں۔ سوشل میڈیا ویب سائٹس اور ایپس کی ایک وسیع رینج کا احاطہ کرتا ہے اور لوگوں کو ٹیوٹر اور فیس بک وغیرہ روابط کے ذریعہ آپس میں تحریری پیغامات بانٹنے کی سہولت فراہم کرتا ہے اور دوسرے انسٹاگرام اور ٹِک ٹاک وغیرہ کی تخلیق پکچرز اور ویڈیوز کی شیئرنگ کو بہتر بنانے کے لئے عمل میں لائی گئی ہے۔

آج کل اگرچہ اکثر وبیشتر لوگ اسمارٹ فون ایپس کے ذریعے سوشل میڈیا تک رسائی کو ممکن بناتے ہیں، لیکن درحقیقت ابلاغ کا یہ آلہ سب سے پہلے کمپیوٹر سے شروع ہوا ہے۔علاوہ ازیں سوشل میڈیا انٹرنیٹ مواصلات کے کسی بھی ٹول کا حوالہ دے کر اپنے صارفین کو بڑے پیمانے پر مواد کا اشتراک کرنے اور لوگوں کے ساتھ مشغول ہونے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔

انٹرنیٹ تک رسائی حاصل کرنے والا کوئی بھی سوشل میڈیا ورکر اپنے اکاؤنٹ میں سائن اپ کرکے کسی بھی قسم کے مواد کے انتخاب اور اس کو شیئر کرنے کے لئے استعمال کر سکتا ہے اور پھر اس کا اشتراک کردہ یہ مواد ہر اس شخص تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے صفحے یا پروفائل پر جاتا ہے۔2

---

1 https://www.google.com/search?q=users+of+social+media+in+the+world&ei=EXubYo64KfqUxc8P7PmtiAw&oq=users+of+so&gs_lcp=Cgdnd3Mtd2l6EAEYAzIFCAAQgAQyBQgAEIAEMgUIABCABDIFCAAQgAQyBQgAEIA تاریخ اخذ 06/06/2022

2 https://www.google.com/url?sa=t&rct=j&q=&esrc=s&source=web&cd=&cad=rja&uact=8&ved=2ahUKEwjAypG6m8byAhVKyYUKHeJOBmwQFnoECAUQAQ&url=https%3A%2F%2Fur.wikipedia.org

ایک یومیہ رپورٹ کے مطابق سوشل میڈیا صارفین یومیہ دو گھنٹے ستائیس منٹس سوشل میڈیا پہ صرف کرتے ہیں۔[1]

دعوت و تبلیغ زمانے کے تقاضوں کے مطابق ہو

دعوت و تبلیغ کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اچھائی کو فروغ حاصل ہو۔جب مقصد کو مد نظر رکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کے زمانے کا خوب مطالعہ کرنے کے بعد اس پر محنت کی جائے اور دیکھا جائے کہ وقت کس چیز کا تقاضا کر رہا ہے۔یہ حقیقت ہے کہ دین اسلام ابدی دین ہے اور تا قیامت رہے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾[2]

بیشک (معتبر) دین تو اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔

جب یہ بات ہوئی کہ اسلام کے فروغ کے لئے ہر زمانے میں کوشش کرنی چاہئے تو اس کے لئے وسائل کی طرف نظر ڈالی جائے جو جائز ذریعہ سب سے زیادہ موثر ہو وہی وسیلہ اختیار کیا جائے۔

دور حاضر میں اس تقاضے کو پورا کرنے کے لئے جب وسائل و ذرائع پر نظر ڈالی جائے تو ایک اہم اور موثر ذریعہ سوشل میڈیا ہے۔کیونکہ یہ سہولت تقریبا اکثر لوگوں کے پاس موجود ہے اور اس کے ذریعے بہت ہی جلد پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے۔لہٰذا وقت کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے جائز استعمال کے ذریعے ترویج دین کی بھرپور کوشش کی جائے اور اس وقت کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

اس وقت ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں سوشل میڈیا کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔سوشل میڈیا کی وجہ سے پوری دنیا سمٹ کر ایک جگہ جمع ہو گئی ہے۔دراصل سوشل میڈیا ہر قسم کے لوگوں کے تمام قسم کے فکری خیالات و نظریات کو آزادی کے ساتھ بغیر کسی معاوضے کے پیش کرنے والے ایک پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتا ہے۔

دورِ حاضر میں سائنس کی برق رفتاری اور جدید ٹیکنالوجی نے بے شمار آلاتِ جدید کو وجود میں لایا اور حیران کن ایجادات کیں۔انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا اس کی بہترین مثال ہیں۔سوشل میڈیا سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد

%2Fwiki%2F%25D8%25B3%25D9%2588%25D8%25B4%25D9%2584_%25D9%2585%25DB%258C%25DA%2588%25DB%258C%25D8%25A7&usg=AOvVaw1Z58sT05dok2oVm2V5HMtU,20/10/2021

[1] https://www.weforum.org/agenda/2022/04/social-media-internet-connectivity/#:~:text=On%20average%2C%20global%20internet%20users,trends%20differ%20widely%20by%20country.تاریخ اخذ -2022/06/26ء

[2] آل عمران:21

مستفید ہو رہی ہے۔ بہت سے لوگ اس سے علمی استفادہ، معلومات میں اضافہ اور دیگر فوائد حاصل کر رہے ہیں جب کہ بہت سے لوگ اس سے اپنا کاروبار اور بزنس کر کے مال و دولت کما رہے ہیں۔

سوشل میڈیا دعوت و تبلیغ کا بھی ایک بڑا پلیٹ فارم ہے یعنی اس کے ذریعے ہم دعوت و تبلیغ کا کام سر انجام دے سکتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کی طوفانی رفتار

یہ زمانہ در اصل سوشل میڈیا کا زمانہ ہے جس میں ہر ایک کو اپنی شہرت اور اپنے نظریات کی تشہیر کر سکتا ہے۔ پوری دنیا ایک گلوبل ویلج "یعنی عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ آہستہ آہستہ مہینوں میں پہنچنے والی خبر اب لمحوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچتی ہے۔ جن سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لئے لوگ مہینوں کا سفر کرتے تھے اب اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ان سوالات کے جوابات تلاش کر سکتے ہیں۔ بقول ابولبابہ شاہ منصور

> "جو ذہنی و نظریاتی انقلاب کسی دور میں چیونٹی کی سی رفتار سے دھیرے دھیرے رینگتے ہوئے آتا تھا اب ہوا میں اڑتا ہوا اور برقی لہروں پر تیرتا ہوا مہینوں کا سفر دنوں اور لمحوں میں طے کر لیتا ہے"۔[1]

انٹرنیٹ

عصر حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ مختلف طریقوں سے اسلام کی اصلی شکل وصورت کو مسخ کرنے کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا اہل علم اور داعیان اسلام پر لازم ہے کہ وہ دین اسلام کی ترویج واشاعت اور اس کی حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے لانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ دور حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ میں ایک اہم ذریعہ انٹر نیٹ ہے۔ انٹرنیٹ دراصل کئی چھوٹے چھوٹے کمپیوٹر نیٹ ورک اور مواصلاتی نظام کا مجموعہ ہے۔ دور حاضر میں انٹرنیٹ کی افادیت وضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انٹرنیٹ نے کئی صدیوں کے فاصلوں کو لمحات میں سمیٹ دیا ہے۔ آج کل اس میں کئی ذیلی شاخیں ہیں جن کے ذریعہ سے ایک مسلمان دین اسلام کی ترویج واشاعت میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ انٹرنیٹ عصر حاضر میں ذرائع ابلاغ کی جدید ترین شکل ہے۔ اس میں دعوت و تبلیغ کا کام کرنے کے لئے متعدد میدان ہیں۔

---

[1] ابولبابہ شاہ منصور، **امت مسلمہ کے نام**، (کراچی، دار لفلاح) طباعت 2009ء، ص: 173

دعوت و تبلیغ کے لیے ویب سائٹ بنانا

دعوت الی اللہ کے لیے ویب سائٹ بنانے کا مطلب ہے کہ اسلامی قوم سے متعلق بہت ساری چیزیں، خبریں اور تعلیمی مواد جمع کرنا اور انہیں صارفین کے لیے بلا معاوضہ دستیاب کرنا ہے۔ ویب سائٹ کے قیام کے لیے گہرے مطالعے کی ضرورت نہیں ہے۔ در حقیقت، کسی ایسے شخص کے لیے جو کمپیوٹر کے بنیادی اصول جانتا ہو، چند ایک چیزیں کافی ہیں، جن کے ذریعے صفحات ڈیزائن کیے جائیں۔ اس سائٹ میں فتووں کے لیے ایک الگ صفحہ بنانا زیادہ مفید ہو سکتا ہے، کیونکہ انٹرنیٹ سے مستفید ہونے والوں میں سے اکثر کو خاص طور پر مغربی ممالک میں فتووں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، الحمد للہ بہت سی اسلامی ویب سائٹس ہیں۔

مثلا (http://www.alsunnah.com) اہل سنت کی ایک ویب سائٹ ہے۔ جس میں دس سے زیادہ زبانوں میں لکھا جاتا ہے۔ انگریزی، فرانسیسی، جرمن، بوسنیائی، البانیائی، مالائی، انڈونیشیائی، فلپائنی، اور عربی۔

ویب سائٹ

ذرائع ابلاغ کے انقلابی دور میں ویب سائٹ کا استعمال بھی بہت زیادہ ہے۔ ویب سائٹ کا استعمال اچھے اور برے دونوں طریقوں سے ہو رہا ہے باطل اسے اپنے نظریات و افکار کے پرچار جبکہ مسلم امہ اسے اپنے مقاصد اور دعوت و تبلیغ کے لئے استعمال کر رہی ہے۔

انٹرنیٹ حقیقت میں ایک وسیع میدان کا نام ہے جس میں اسے نیٹ ورک سے انسلاک کی ضرورت ہوتی ہے نیٹ ورک سے رابطہ کے لئے کثیر تعداد میں ادارے قائم ہیں جو اپنی رقم وصول کر کے انٹرنیٹ کے اس شاہراہ اور میدان میں چلنے کی اجازت دیتے ہیں اور پھر بندہ اپنا کوئی بھی پیغام ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتا ہے۔ بس اس کے لئے ایک کارڈ اور چابی کی ضرورت ہے جسے ویب سائٹ کہا جاتا ہے جس کے بدولت انسان کہیں سے بھی اور کسی بھی نوعیت کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔[1]

چند مشہور اسلامی ویب سائٹس یہ ہیں:

Www.islamqa.info.
www.darsequran.com
Www.madinaharabic.com.
Www.whyislam.org.
Www.islamway.net.

---

[1] محمد انور بن اختر، انٹرنیٹ کے ڈسے ہوئے، (فرید بک ڈپو-دھلی) سن طباعت: 2007ء ص: 79

Www.darsequran.com.
Www.peacetv.tv.
Www.quran.com.
Www.islamweb.net.
www.Islam Way.com

مکالمہ کے وسائل

انٹرنٹ کے ذریعے آج کے دور میں انسان مختلف طریقوں سے دوسروں تک اپنا پیغام پہنچا سکتا ہے۔ طرح طرح کی ایپس اور سائٹس ہیں جن میں سے کسی پر کوئی بھی رکاوٹ نہیں ہے۔ ان کی شرائط کے اندر رہتے ہوئے بندہ دعوت الی اللہ کا پیغام دوسروں تک بآسانی پہنچا سکتا ہے۔ اس طرح کی ایپس میں ("yahoo"," messages"," Gmail اور دیگر ایسی ہی ایپس موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف نیوز یا معلوماتی گروپس بھی ہوتے ہیں جن میں انسان بآسانی تبلیغ کر سکتا ہے۔

مکالمہ میں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ مکمل طور پر کسی خاص گروہ پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے، بلکہ حقیقت بیان کر کے مخاطبین پر چھوڑ دیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ مثال دیتے ہوئے اصلی نام کے بجائے کوئی خیالی نام ذکر کرنا بہتر رہتا ہے۔

فیس بک

فیس بک (Facebook) ایک ایسی ایپ ہے جس کو دور حاضر میں تقریباً اکثر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے احساسات و خیالات کو دوسروں کے ساتھ شئیر کرتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کو اپنے نظریات وافکار سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر فتن دور میں جہاں لوگ اس ایپ کو اپنے مذموم مقاصد اور فحش گوئی کے لئے استعمال کرتے ہیں وہاں ایک داعی اور دین اسلام کا سپاہی اس ایپ کے ذریعے اپنے نیک خیالات و نظریات کی ترویج کر سکتا ہے۔ ایک داعی اس کے ذریعے دینی خیالات اور دین کی بات اسلامی اصولوں کے عین مطابق دوسروں تک پہنچا سکتا ہے اور دین حق کی تبلیغ میں اپنا حصہ لے سکتا ہے۔

- فیس بک کے ذریعے ہی بندہ اپنے گھر بیٹھے دینی مسائل آسانی سے دریافت کر سکتا ہے۔
- فیس بک پر کوئی بھی شخص اپنا پیغام لوگوں کے ساتھ شیئر کر سکتا ہے۔
- فیس بک پر بھی گروپ بنا کر اس میں دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ جس میں دینی مسائل اور فتاوٰی جات بآسانی لوگوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

- مختلف قسم کے لوگوں کے ساتھ تعلق قائم کرکے ان کو دین دعوت دی جاسکتی ہے۔
- علماء، مبلغین، سکالرز اور نو مسلم کے انٹرویوز ریکارڈ کرکے فیس بک پر ڈالنے سے لوگوں میں ایک قسم کی تحریک پیدا ہوگی جس سے وہ راہ راست پر آئیں گے۔
- اسلامی لیٹریچرز کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرکے لوگوں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

فیس بک میسنجر(Facebook Messenger)

فیس بک اکاؤنٹ سے منسلک ایک میسنجر نامی ایپلیکیشن ہے جس میں فیس بک پر اپنے ساتھ شامل افراد کے ساتھ بات چیت کی جاسکتی ہے۔اس ایپ کو بھی دعوت و تبلیغ کے لئے استعمال کیاجاسکتاہے اور اس میں ایک بڑی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے مثلاً فیس بک پر کوئی مواد شئیر کرنے کے بعد اگر کسی کا سوال ہو تو اس ایپ کے ذریعے اسے جواب دیاجاسکتاہے۔اس کے علاوہ ہفتہ وار یا کسی بھی مستقل ترتیب کے تحت ایسی نشستیں رکھی جائیں کی جس میں لوگوں تک وقتاً فوقتاً دعوت و تبلیغ اور دیگر دینی امور میں کسی نہ کسی موضوع پر بات کی جائے۔

واٹس ایپ WhatsApp

فیس بک اور یوٹیوب کے برعکس واٹس ایپ پر روابط کا دائرہ کار دوست و احباب، رشتہ دار اور زیادہ تر ان لوگوں سے ہوتا ہے جو فون بک میں شامل ہوتے ہیں۔واٹس ایپ پر دعوت و تبلیغ اور دینی تحریک چلانے سے ایسے طبقے کی اصلاح ہوسکتی ہے جس کی اصلاح انسان کے لئے زیادہ ضروری اور افضل ہے۔لوگ سٹیٹس لگاکر دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔کوئی بھی مواد پوری دنیامیں پھیلانے کے لئے خاص طور سے جب مواد تصویری یا تحریری شکل میں ہو واٹس ایپ استعمال کی جاسکتی ہے۔اگر کوئی شخص دینی مواد اور اسلامی لیٹریچر اس ایپ میں ڈالے گا تو دوسرے لوگوں تک اسلامی مواد پہنچے گا اور وہ اس کا مطالعہ کرینگے اور وہ لوگ پھر کسی اور گروپ میں شیئر کرینگے جو کہ کسی بھی صورت میں فائدہ سے عاری نہیں۔

- وٹس ایپ پر گروپ بناکر اس میں مختلف قسم کے مسائل بھیجے جاسکتے ہیں۔
- مفتیان کرام، پروفیسرز حضرات اپنا ایک گروپ بناکر اس میں دین کی کوئی بھی بات شیئر کرسکتے ہیں۔وہاں اگر لوگ مسائل یا دین کے متعلق کوئی بات پوچھیں تو اس گروپ میں ان کو جواب دیاجاسکتا ہے۔

- اپنا سٹیٹس لگا کر اس کے ذریعے بھی دعوت دین کا کام ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ کچھ ادارے اس حوالے سے باقاعدہ کچھ تصاویر شیئر کرتے ہیں۔ کبھی کوئی حدیث لکھ کر، کبھی کوئی دینی بات اور کبھی کوئی قرآنی آیات وغیرہ جیسے کہ نیچے سکرین شاٹس میں دیکھا جاسکتا ہے۔

دار التقویٰ والوں کا وٹس ایپ سٹیٹس کے لئے تصویر

شبان ختم نبوت والوں کا وٹس ایپ کے لئے سٹیٹس کی تصویر

ٹک ٹاک(Tik Tok)

ٹک ٹاک، سنیک ویڈیوز اور اس جیسی کئی اور ایپس موجود ہیں جو صرف اور صرف وقت کے ضیاع کا باعث ہیں اور اس میں ملوث اکثر نوجوان طبقہ ہے جس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں۔ لیکن اس ایپ کا بھی مثبت استعمال کیا جا سکتا ہے اور اسے بھی دعوت و تبلیغ کے وسیلہ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس میں داعی مختصر کلپس بنا کر پھیلائے تو جہاں ایک مثبت سرگرمی وجود میں آئے گی وہاں کافی حد تک فحاشی و عریانی کی راہ میں رکاوٹ بھی ڈالی جا سکتی ہے۔

یوٹیوب(YouTube)

یوٹیوب (YouTube) بھی ایک اہم ذریعہ بن سکتا ہے دعوت و تبلیغ کا جبکہ اس ایپ پہ تقاریر اور لیکچرز کی صورت میں بہت سارا کام بھی ہو رہا ہے۔ اس میں ہر قسم کا ڈیٹا کثیر مقدار میں موجود ہوتا ہے جس میں اسلامک مواد بھی شامل ہے۔ لیکن اہم مسئلہ جو عوام کو درپیش ہوتا ہے وہ یہ کہ ہر خاص و عام کی اس سائٹ تک رسائی ہے جس کی وجہ سے بہت زیادہ مواد ایسا بھی ہوتا ہے جو غیر محقق شدہ اور غلط ہوتا ہے حتی کہ بعض مرتبہ ایک ہی سوال کے دو یکسر مختلف جوابات ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کشمکش کا شکار ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے یوٹیوب پر ایسے چینل بنائے جائیں جن کے ذریعے عوام تک صحیح دین کی معلومات پہنچ

جائیں۔اور جیسا کہ یہ ویب سائٹ پوری دنیامیں استعمال کی جاتی ہے اسے غیر مسلم بھی استعمال کرتے ہیں تو اس پلیٹ فارم کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام سر انجام دیا جاسکتا ہے۔

دور جدید میں جدید وسائل خاص طور سے سوشل میڈیا انسان کے لئے نعمت سے کم نہیں۔ ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی موجود ہے کہ موسم حج میں عکاظ میں جاتے اور مختلف قبائل کے ایک ساتھ اجتماع سے بھرپور نفع اٹھاتے اور ان کو دین کی دعوت دیتے۔[1]

جناب نبی کریم ﷺ کا یہ اسوہ حسنہ ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ موجودہ وسائل سے ہم بھرپور استفادہ کریں اور دعوت و تبلیغ میں اپنے حصہ کی شمع جلائیں۔

یوٹیوب ایک ایسا نیٹ ورک ہے جس کی بدولت ہم اپنی ویڈیوز دنیا کے لوگوں تک آسانی سے پہنچاسکتے ہیں۔اس سائٹ کے ذریعے اسلامی پیغام اقوام عالم تک بندہ آسانی سے پہنچاسکتا ہے۔کسی بھی عالم کی تقریر اگر ہم نے سننی ہو تو اس کا نام یوٹیوب میں لکھنے سے سامنے اس کی ویڈیوز اور بیانات آجاتے ہیں جن کو ہم بآسانی سن سکتے ہیں۔ یوٹیوب پر اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ہم درج ذیل طریقوں سے کام کرسکتے ہیں۔

- مفتیان کرام و سکالرز حضرات کے بیانات کو ریکارڈ کرکے۔
- لائیو ویڈیو سیشن قائم کرکے۔
- بچوں کے لئے کارٹون بنا کر اس سائٹ پر اپلوڈ کرنا۔
- اسلام مخالف چینلز دیکھنا پھر اس پر موجود مواد کے جوابات دینا۔

ٹویٹر(Twitter)

دنیا بھر میں وہ تمام لوگ جو کاروباری زندگی میں یا کسی اور شعبہ میں مصروف ہوتے ہیں اور سوشل میڈیا کو زیادہ وقت نہیں دے پاتے ان کا عام طور پر ٹویٹر اکاؤنٹ ہوتا ہے جس کے ذریعے حالات وواقعات کی خبر رہتی ہے۔ٹویٹر پر زیادہ تعداد سنجیدہ اور تعلیم یافتہ لوگ ہوتے ہیں۔دیگر وسائل اور ذرائع کی طرح ٹویٹر بھی ایک ذریعہ ہے دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پیغام ان لوگوں تک پہنچانے کا جو اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دیگر لوگوں کی اصلاح کا بھی ذریعہ بن سکتے ہیں کیونکہ تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی بھی ہے جو

---

[1] مبارک پوری، صفی الرحمٰن (المتوفیٰ:1427ھ)، **الرحیق المختوم**، دار العصماء-دمشق) طبع اول:1427ھ، 1/ 78

سکول، کالج یونورسٹی یا کسی بھی تعلیمی ادارے میں بطور معلم کام کررہے ہیں۔ پس ٹویٹر اسلام کی قوت کو بڑھانے اور دین اسلام کی تبلیغ کا ایک وسیلہ بن سکتا ہے۔

ٹیلی گرام

وٹس ایپ کی طرح ٹیلی گرام بھی ایک سوشل نیٹ ورک ہے۔یہ 14 اگست 2013ء کو لانچ ہوا۔ بہت سارے لوگ ٹیلی گرام استعمال کرتے ہیں۔ اس ایپ کے ماہانہ 550 میلین یوزرز ہیں۔[1]

دعوت و تبلیغ میں سوشل میڈیا کا کردار

چونکہ خبروں کی ترسیل کا سب سے زیادہ تیز، جدید اور پرسہولت ذریعہ سوشل میڈیا ہے۔ لہذا اس ذریعے سے فائدہ اٹھا کر بہت سارے مفید کام سرانجام دیے جاسکتے ہیں۔ سوشل میڈیا فحاشی و عریانی کا بھی سب سے زیادہ تیز اور بدترین ذریعہ ہے اور دعوت و تبلیغ کا بھی سب سے تیز اور موثر ذریعہ ہے۔ جس طرح اس کے منفی پہلو بہت زیادہ مضر اثرات کے حامل ہیں اسی طرح اس کے مثبت پہلو بھی مفید اثرات کے حامل ہیں۔ اس کے ذریعے خیر کے کام کیے جائیں تاکہ دنیا میں بھلائی اور نیکی کو فروغ حاصل ہو اور اس کے غلط استعمال سے بچا جائے تاکہ دنیا میں فحاشی اور عریانی کی روک تھام ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾[2]

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں ۔

مومن کا کام امر بالمعروف بھی ہے لہذا سوشل میڈیا کے ذریعے امر بالمعروف کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کی بھی بھرپور کوشش کرنی چاہئے اور اس کے غلط استعمال کی وجہ سے دنیا میں پھیلی ہوئی فحاشی و عریانہ کی مقدور بھر روک تھام کرنی چاہئے۔

نہی عن المنکر میں میڈیا کا کردار

امر بالمعروف کا دوسرا جزو نہی عن المنکر ہے۔ قرآن مجید و احادیث کی واضح نصوص سے نہی عن المنکر کا لزوم

[1] https://backlinko.com/telegram-users2022/02/06،

[2] توبہ:71

ثابت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))[1]

جو کوئی تم میں سے برائی دیکھے پس وہ اپنے ہاتھ سے روکے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھے تو وہ زبان سے روکے اور جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھے وہ دل سے روکے (یعنی برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور حصہ ہے۔

جس طرح ضروری ہے کہ دعوت و تبلیغ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتی جائے خصوصاً سوشل میڈیا پر اس کام کو اچھے طریقے سرانجام دینا چاہیئے۔ ایسا ہی نہی عن المنکر کی ضرورت بھی بہت اہم اور زیادہ ہے۔ نہی عن المنکر زیادہ اہم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ آدمی متقی بن جائے۔ اور متقی کی صفات معلوم کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ تقوی کی تعریف معلوم کی جائے اور اس کے تقاضوں کو جاننا چاہیئے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ))[2] اسناده ضعيف

کہ گناہوں سے باز آنے کی طرح کوئی دوسرا تقویٰ نہیں۔

یہی مقصد نہی عن المنکر کا بھی ہے کہ اس کے ذریعے معاشرے کے افراد کو گناہوں کے دلدل سے نکالنے کی کوشش ہوتی ہے اور اس کے ذریعے تقویٰ حاصل ہوتا ہے معلوم ہوا کہ نہی عن المنکر بھی اہم اور لازمی ہے امر بالمعروف کی طرح اور جن وسائل سے امر بالمعروف کی ادئیگی کی جاتی ہے انہی وسائل سے نہی عن المنکر کی ادئیگی کا بھی زیادہ سے زیادہ اہتمام ہونا چاہیئے۔

سوشل میڈیا پر نہی عن المنکر کے فریضہ میں کوتاہی کی چند مثالیں

سوشل میڈیا کے میدان میں ہم نے قدم رکھنے میں بہت دیر کردی جس کی وجہ سے یہ میدان اب غیر کی آماجگاہ ہے اور اس میدان میں ہمارے لئے اپنی جگہ بنانا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ بہرحال کئی ساری ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں ہماری کوتاہی کی وجہ سے مسلم دنیا پر ہونے والے مظالم کو اصل حقائق کے برخلاف بیان کیا گیا ہے اور سچ سے چشم پوشی کی گئی ہے۔

---

[1] ابوداؤد سلیمان الاشعث بن اسحاق (المتوفیٰ:275ھ)، سنن ابی داؤد، (المکتبۃ العصریۃ، صیدا-بیروت)، المحقق محمد محیی الدین، 1/296

[2] ایضا

اسماعیل ریحان صاحب کی کتاب سے ایک اقتباس ہے جس میں وہ چند ایک ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جہاں ہماری مجرمانہ غفلت کے باعث اصل حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"حال ہی میں بوسنیا کا مسلئہ اٹھا، ضرب مومن کے نمائندے جب جائے وقوعہ پر پہنچے تو یہ درد انگیز انکشاف ہوا کہ وہاں ایک بھی مسلمان صحافی نہیں پہنچا اور مغربی ذرائع ابلاغ نے اس دردناک نسل کے جو واقعات بتائے ہیں وہ اصل مظالم کا ایک فیصد بھی نہیں، اور جب امت مسلمہ کو اصل حقائق کی خبر ہی نہیں تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اس کے تدارک کے لئے کس طرح اٹھ کھڑی ہو گی اور اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے کچھ کرنے پر کیسے آمادہ ہو گی۔"[1]

لہٰذا اب بھی وقت ہاتھوں سے نہیں نکلا اور میدان سامنے ہے لہٰذا دانشوران اسلام اور اہل دعوت کو اس میدان میں قدم رکھ کر نوجوان نسل کی ذہنی نشو نما کرنی چاہئے اور سوشل میڈیا کے ذریعے معروفات کے فروغ اور منکرات کے ازالے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم انتہائی پر امن، پر اثر اور آسان وسائل کو استعمال کرکے "دعوت و تبلیغ" کے فریضہ سے سبکدوش ہو جائیں اور عند اللہ مستحق اجر ہو جائیں۔

مبحث دوم: دعوت و تبلیغ کے لئے جدید وسائل کا استعمال

اسلام کی تبلیغ مسلمانوں پر پر ہر دور میں فرض رہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں دعوت کے وہ تمام ذرائع استعمال فرمائے جو اس وقت موجود تھے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی تقاریر، وعظ و نصیحت، مجمع میں خطاب، لوگوں سے انفرادی گفتگو اور خطوط کا استعمال فرمایا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قیامت تک آنے والے ادوار میں اسلام کی اشاعت کے لئے لیے وہ تمام وسائل استعمال کیے جاسکتے ہیں جو اسلام کے اصولوں کے خلاف نہ ہوں یہ ایک قاعدہ اور اصل ہے۔

دعوت و تبلیغ کے لئے جدید وسائل (مثلاً ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی ویژن، آڈیو اور ویڈیو کیسٹ پریس، فیکس، کمپیوٹر ویب سائٹ، ای میل، فیکس اور واٹس ایپ وغیرہ) کے استعمال کرنے کا حکم۔

بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائیوں کو اگر سائنسی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کا دور کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ اللہ تعالی نے عقل انسانی کو ایسے نئے آلات اور وسائل ایجاد کرنے کی رہنمائی فرمائی۔

---

[1] اسماعیل ریحان، **امت مسلمہ**، ص:176

جن کا سالوں پہلے تصور بھی ممکن نہیں تھا ہماری گفتگو کا محور وہ نئی ایجادات ہیں جن کا تعلق ذرائع ابلاغ سے ہے۔ اس دور میں ان جدید وسائل کا استعمال بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے، اور دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے ان وسائل کا استعمال انتہائی کارگر اور مفید ہے، کیونکہ ان جدید وسائل کے ذریعے ایک داعی کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنا پیغام پہنچا سکتا ہے لہٰذا دعوت دین کے لئے جس قدر ممکن ہو ان جدید وسائل کا استعمال شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کرنا درست ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ جدید وسائل کو استعمال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ان آلات اور وسائل کے استعمال سے انسان فسق فجور وغیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے، لہٰذا وہی قدیم وسائل کو دعوت دین کے لئے استعمال کیا جائے۔

تو بات یہ ہے کہ یہ موقف درست نہیں ہے کیونکہ وسائل خود اپنی جگہ پر خیر محض یا شر محض نہیں ہوتے بلکہ وسائل مقاصد کے تابع ہوتے ہیں جیسا کہ قاعدہ ہے۔

"الوسائل لها احكام المقاصد"[1]

وسائل اور ذرائع کا حکم مقصد کے تابع ہوتا ہے۔

اگر مقصد نیک اور درست ہے تو اس کی طرف لے جانے والا وسیلہ اور ذریعہ بھی درست ہوتا ہے اور اگر مقصد حرام اور ناجائز ہے تو اس کی طرف جانے والے راستے بھی درست نہیں۔

یہ بات علامہ صالح العثیمین نے اپنی کتاب میں بھی لکھی ہے۔

"وقد يقول قائل: هناك أشياء مبتدعة قبلها المسلمون وعملوا بها وهي لم تكن معروفة في عهد النبي صلى الله عليه وسلّم كالمدارس وتصنيف الكتب، وما أشبه ذلك وهذه البدعة استحسنها المسلمون وعملوا بها ورأوا أنها من خيار العمل فكيف تجمع بين هذا الذي يكاد أن يكون مجمعاً عليه بين المسلمين وبين قول قائد المسلمين2 ونبي المسلمين ورسول رب العالمين صلى الله عليه وسلّم: يقول فی قوله۔

((أَمَّا بَعْدُفَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))[3]

---

[1] محمد بن صالح بن محمد العثیمین (المتوفی: 1421ھ)، **الإبداع في بيان كمال الشرع وخطر الابتداع**، (طبع على نفقة فاعل خير، بموجب تصریح من وزارة الإعلام بجدة)1410ھ، ص:19

[2] ایضا

[3] مسلم بن حجاج، (المتوفی: 261ھ)، **صحیح مسلم**، باب تخفیف الصلوٰۃ الخطبۃ، ح:867، 2/592

فالجواب: أن نقول هذا في الواقع ليس ببدعة بل هذا وسيلة إلى مشروع، والوسائل تختلف باختلاف الأمكنة والأزمنة، ومن القواعد المقررة أن الوسائل لها أحكام المقاصد فوسائل المشروع مشروعة، ووسائل غير المشروع غير مشروعة، بل وسائل المحرم حرام ۔ والخير إذا كان وسيلة للشر كان شرّاً ممنوعاً"[1]

اور اگر کوئی کہنے والا کہے: کہ کچھ اشیاء نئی ایجادات اور بدعت ہیں جو مسلمانوں نے اپنائی ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں وہ اتنی عام اور معروف نہ تھی۔ جیسا کہ مدارس کا عام ہونا اور کتب کی تصنیف اور جو ان کے مشابہ ہیں۔ یہ بدعتیں ہیں جو مسلمانوں نے ایجاد کیں اور ان پر عمل پیرا ہیں اور یہ لوگ ان اعمال کو افعال خیر میں سے تصور کرنے لگے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بدعت اور دین میں نیا کام گمراہی ہے۔

پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درحقیقت بدعت نہیں ہیں بلکہ یہ وسائل ہیں ایک مشروع کام کی طرف اور وسائل مکان وزمانے کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں۔ اور معلوم قاعدہ ہے کہ وسائل کے مقاصد والے احکام ہوتے ہیں پس مشروع اور جائز چیز کے وسائل مشروع ہیں اور غیر مشروع اور ناجائز چیز کے وسائل بھی ناجائز اور غیر مشروع ہونگے بلکہ حرام کے وسائل حرام ہونگے۔

اس قاعدہ کو علامہ العزبن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا ہے۔

"للمصالح والمفاسداسباب ووسائل وللوسائل احكام المقاصد من الندب ولا يجاب والتحريم والكراهية والاباحة۔"[2]

مصالح اور مفاسد کے اسباب اور وسائل ہوتے ہیں اور وسائل کے لئے مقاصد کے احکام ہوتے ہیں ندب، ایجاب، حرمت کراہیت اور اباحت میں سے۔

توگویا کہ وسائل کے خیر یا شر ہونے کا فیصلہ، جائز اور ناجائز ہونے کا فیصلہ اس کے استعمال سے ہو گا، اور یہ کہنا کہ دعوت کے وسائل میں انہی قدیم وسائل کو استعمال کیا جائے تو یہ ایسے ہے کہ جیسے اس زمانہ میں میدان جنگ میں ایٹم بم اور میزائیلوں کے مقابلے میں تیر و تلوار استعمال میں لانا۔

دوسری بات یہ ہے کہ معاشرے سے ان جدید وسائل کو ختم نہیں کیا جاسکتا اب اگر داعیان اسلام ان جدید وسائل کو خیر کے لئے استعمال نہ کرے تو یہ جدید وسائل محض دشمنان دین کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنے گا، جس

---

[1] محمد بن صالح بن محمد العثیمین، **الابداع في بیان کمال الشرع وخطر الابتداع**، (طبع علی نفقة فاعل خیر، بموجب تصریح من وزارة الإعلام بجدة) 1410ھ، ص:18

[2] سلطان العلماء، العزبن عبد السلام، (المتوفی:660ھ)، **القواعد الصغری**، (دار القلم)، فصل فی الوسائل، 1/42

کا مشاہدہ آج ہو رہا ہے۔ اور آپ ﷺ نے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے زبان و بیان کے وہ سارے ذرائع استعمال کرنے کی اجازت دی ہے جو جاہلی معاشرے میں رائج تھے چاہے وہ خطابت ہو یا شعر و شاعری ہو یہاں تک آپ ﷺ دین اسلام کی تبلیغ کے لئے ان کے میلوں اور بازاروں میں بھی جاتے تھے لہذا دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں جدید وسائل کا استعمال عصری تقاضوں کے عین مطابق اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی[1] رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ مولانا گراموفون کا کیا حکم ہے تو جناب والا نے جواب میں اسے جائز کہا۔

> ”احکام کبھی شئ کی ذات پر نظر کر کے مرتکب ہوتے ہیں اور کبھی عوارض پر نظر کر کے اور ان دونوں قسم کے احکام کبھی مختلف بھی ہو جاتے ہیں، پس اگر اس آلہ من حیث الآلہ کی ذات پر نظر کی جائے تو حقیقت اس کی باجہ نہیں، چنانچہ ضرب با قرع یا تمز سے نہیں بجتا، اور نہ اس میں کوئی خاص صورت ہے، بلکہ یہ حکایت ہے اصوات کی، جیسے گنبد میں صدا، یعنی آواز بازگشت کی پیدا ہو جاتی ہے اس کو کوئی باجہ نہیں کہتا، پس وہ صوت میں تابع ہو گی صورت محکی عنہ کے اگر صورت معازف و مزامیر کی ہے، اس کے حکم میں ہے، اگر وہ مشروع ہے یہ بھی مشروع، اگر وہ غیر مشروع ہے یہ بھی غیر مشروع۔“[2]

اسی طرح مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ مولانا ریڈیو سٹیشن قائم کرنا کیسا ہے تو انہوں نے جواب میں نہ صرف اس کے قیام کا جواز بتلایا بلکہ اس عمل کی تحسین فرمائی۔

موجودہ زمانہ میں ریڈیو سٹیشن کی یہی حیثیت ہے، وہ صرف ایک مشین اور نشر و اعلام کا آلہ، جس کا استعمال برائی کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور بھلائی کے لئے بھی، جو چیزیں باہر حرام ہیں (جیسے ناچ گانا اور دوسری فواحش) ان کا اس میں پیش کرنا بھی حرام ہو گا اور اگر اس کے ذریعے اسلام کی دعوت، اسلاف کی سیرت، انبیا کی مبارک زندگی، اسلام کی حقانیت وغیرہ پر مشتمل دینی پروگرام پیش کئے جائیں اور اس کو ذریعے دلوں کو ایمانی حرارت سے لبریز کرنے، اسلام مخالف فتنوں اور سرگرمیوں سے مطلع کر کے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو ان

---

[1] اشرف علی تھانوی۔ پیدائش 5 ربیع الثانی 1280ھ بدھ کے دن ابتدائی تعلیم میرٹھ میں حاصل کی۔ 1295ھ میں دیوبند داخل ہوئے اور 1301ھ میں فراغت ہوئی۔ اس عمر 20 برس تھی۔ وفات 1943ء میں ہوئی۔ (بیس بڑے مسلمان از عبد الرشید ارشد، عالمی مجلس تحفظ اسلام ص:308)

[2] تھانوی، اشرف علی، **امداد الفتاوی**، (مکتبۃ دار العلوم کراچی)، 4/246

شاء اللہ نہ صرف یہ کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہو گا بلکہ ایسے پروگرام کا پیش کرنا اور سننا نیز ایسے مقاصد کے لئے ریڈیو اسٹیشن قائم کرنا مستحب اور محسن امر ہو گا۔[1]

اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ فقہاء نے نیک مقاصد کے لئے لہو کے خالص آلات تک استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، چنانچہ صاحب "الدر المختار" رقم دراز ہیں:

"وَمِنْ ذَلِكَ ضَرْبُ النَّوْبَةِ لِلتَّفَاخُرِ، فَلَوْ لِلتَّنْبِيهِ فَلَا بَأْسَ بِهِ" [2]

(محرمات ہی میں سے) تفاخر کے طور پر ڈول بجانا بھی ہے، اور اگر متنبہ کرنے کے لئے ہو تو کوئی حرج نہیں ہو گا۔

مندرجہ بالا تفصیلات سے واضح ہو گیا کہ سوال میں درج مقاصد کے لئے ریڈیو سٹیشن قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہو گا بشرطیکہ پوری سختی کے ساتھ کسی ممنوع کے ارتکاب سے احتراز کیا جائے، اس لئے کہ جب ایک مقصد کے تحت بعض آلات لہو جائز قرار دیئے گئے، اور گراموفون جیسی چیز جائز قرار دی گئی جس کا زیادہ تر استعمال لہو کے لئے ہی ہوتا تھا تو ریڈیو کا استعمال کرنا اور اس کا اسٹیشن قائم کرنا بدرجہ اولی جائز ہو گا، اس لئے کہ نہ تو وہ آلہ لہو ہے نہ ہی اب اس کا اکثر استعمال لہو کے لئے ہوتا ہے۔

اس لئے بات یہ ہے کہ سوال میں درج مقاصد کے لئے ریڈیو سٹیشن قائم کرنا صرف یہ کہ جائز ہو گا، بلکہ یہ فعل مستحسن اور درست ہو گا اور اگر کوئی ایسا علاقہ فرض کر لیا جائے جہاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام اس کے قیام کے بغیر ممکن نہ ہو تو دعوت کے وجوب کفایہ ہونے کے پیش نظر اس کا قائم کرنا واجب کفایہ ہو گا۔

اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جدید وسائل کا استعمال دعوت و تبلیغ کے لئے جائز اور بسا اوقات لازم ہو جاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے کلام میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے دشمنوں اور اسلام مخالف لوگوں کے لئے تیاری میں رہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾[3]

---

[1] ایضا

[2] ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقي الحنفي (المتوفی: 1252ھ)، **رد المحتار علی الدر المختار**، (دار الفکر-بیروت) الطبعۃ الثانیہ، 1412ھ، 6/350

[3] الانفال: 60

اور (مسلمانو!) جس قدر طاقت اور گھوڑوں کی جتنی چھاؤنیاں تم سے بن پڑیں ان سے مقابلہ کے لئے تیار کرو جن کے ذریعے تم اللہ کے دشمن اور اپنے (موجودہ) دشمن پر بھی ہیبت طاری کر سکو۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمان میں بھی حکم دیا کہ دشمن کے لئے ہر وقت تیار رہو چنانچہ آپ ﷺ ارشاد ہے:

((وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍأَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ))[1]

آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ سنو قوت تیر اندازی ہے، سنو قوت تیر اندازی ہے ،سنو قوت تیر اندازی ہے۔

قران پاک کی اس آیت اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ دین اسلام کی حفاظت وحصار زبان ،ہاتھ، ہتھیار (بوقت ضرورت)، آلات جدیدہ یعنی فیس بک، وٹس ایپ، سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا سے اور اسی طرح کی اسلامی ویب سائٹس بنا کر بقدر استطاعت ضروری ہے اور آلات جدیدہ کو کام میں لا کر دعوت و تبلیغ اور دین اسلام کے پھیلاؤ کے لئے کوشاں رہنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ وقت اور زمانے کے بدلنے سے ان آلات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے ۔جناب رسول اللہ ﷺ کے دور میں آلہ جہاد تیر، نیزہ، ڈھال اور گھوڑا ہوا کرتے تھے اور آج کے دور میں یہ تبدیل ہو کر بندوق، اسلحہ اور جنگی جہاز کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ لہذا اب ان آلات جدیدہ اور جدید وسائل کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام کیا جا سکتا ہے اور شرعا اس کا جواز ہے۔

---

[1] مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، باب فضل الرمی والحث علیہ، ح:1917، 3/1522

باب چہارم

انٹرنیٹ وسوشل میڈیا کی مخصوص سرگرمیاں (جائزہ)

فصل اول: فیس بک پر دعوت و تبلیغ

فصل دوم: یوٹیوب کے ذریعے دعوت و تبلیغ

فصل سوم: ویب سائٹس کے ذریعے دعوت و تبلیغ

فصل اول

فیس بک پر جاری دعوت و تبلیغ

دور حاضر کے ذرائع ابلاغ میں سے سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انٹرنیٹ نے دنیا کو گلوبل ولیج بنا دیا ہے صرف ایک کلک سے دنیا کے کسی بھی ملک میں بیٹھے ہوئے انسان تک پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ تحریر، آڈیوز اور ویڈیوز اپلوڈ کرتے ہی پوری دنیا کے انٹرنیٹ صارفین تک پہنچتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں لوگ ان کو پڑھ، سن اور دیکھ سکتے ہیں۔ صارفین کی پسند ناپسند کیلئے ایسے قسم کے فارمولاز اپلائی کئے گئے ہیں کہ پسندیدہ چیزوں کا نوٹیفیکیشن ان تک خودکار طریقے سے پہنچتے ہیں تاکہ وہ اپنے پسندیدہ چیز کو مس نہ کریں۔ مزید یہ کہ سرچ انجن (گوگل وغیرہ) پر جب صارف کوئی تحریر، آڈیو یا ویڈیو سرچ کرتا ہے مثلاً دعوت و تبلیغ لکھ کر تلاش کرتا ہے تو اس کے سامنے مختلف ویب سائٹس پر تحریر، تقریر، آڈیوز، ویڈیوز بلکہ کتب بھی آجاتی ہیں اور صارف اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ اس باب میں فیس بک و دیگر سوشل میڈیا پر ہونے والے دعوتی کام کا جائزلیا جائے گا۔

فیس بک پر جاری دعوت و تبلیغ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انٹرنیٹ دور حاضر کا تیز ترین ذریعہ ہے جس کے صارفین روز بروز بڑھتے جاتے ہیں جہاں لوگ اس کا منفی استعمال کرتے ہیں وہیں پر اکثر حضرات اس کا استعمال تجارتی یا تفریحی اغراض سے بھی کرتے ہیں اسی کے ساتھ ایک بہت بڑی تعداد معلومات اور دعوت و تبلیغ کے لئے گوگل اور یوٹیوب کا بہت زیادہ استعمال کر رہی ہے اور یہ تعداد روزانہ بڑھتی جا رہی ہے۔ در حقیقت انٹرنیٹ کا دیگر وسائل کے مقابلے میں خرچہ بھی کم ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس کو اولڈ جنریشن استعمال نہیں کر سکتی، لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ انٹرنیٹ صارفین میں ایک بہت بڑی تعداد ان پڑھ لوگوں کی بھی ہے۔

ذیل میں ہم سوشل میڈیا پر دعوت و تبلیغ کے کام کا جائزہ لیں گے کہ دعوت و تبلیغ کے حوالے سے کیا سرگرمی ہو رہی ہے اور ان کا طریقہ کار کیا ہے اور کتنے صارفین کو دعوت و تبلیغ کے ذریعے ہدایت پہنچ رہی ہے۔ ان لوگوں کے انتخاب کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

- یہ غیر متنازع شخصیات ہیں۔
- ان کو عوام بھی سنتی ہیں۔
- یہ لوگ سوشل میڈیا پر کافی ایکٹیو ہیں۔

سوشل میڈیا چونکہ اب ہماری زندگی کا اہم ذریعہ بن چکا ہے اور اس کے استعمال کرنے والوں کی تعداد کروڑں نہیں بلکہ اربوں میں ہے اور صارفین بسا اوقات سوشل میڈیا پر کچھ نہ کچھ دیکھ ہی رہے ہوتے ہیں اور سوشل میڈیا کی خصوصیات میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

فیس بک پر مختلف گروپس بھی بنے ہوئے ہیں مثلاً سرکاری اساتذہ کا گروپ، این ٹی ایس گروپ، ایٹا کا گروپ، اس طرح بزنس کے الگ گروپس ہیں۔ Network Marketing سے لوگ پراڈکٹس کی خرید و فروخت سوشل میڈیا ہی کے ذریعے استعمال کرتے ہیں۔ مختلف کمپنیوں کے اشتہارات وغیرہ کو بھی سوشل میڈیا پر چلایا جاتا ہے جس سے کمپنی کا ریونیو بڑھتا ہے یعنی خرایداروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا فیس بک پیج

دعوت و تبلیغ کے میدان میں ایک بہت بڑا نام علامہ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کا ہے۔ آپ نے دین اسلام کے لئے بہت زیادہ محنت اور لگن کے ساتھ کام کیا اور تا حال جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے ہاتھوں پہ مسلمان ہونے والے لوگوں کی تعداد ہزاروں میں ہیں ستمبر 2001ء سے جولائی 2002ء تک 34 ہزار امیر کن نے ان کے ہاتھوں اسلام قبول کیا[1]۔ آپ کا تعلق بھارت سے ہے۔ آپ ایک چینل پیس ٹی وی کے نام سے چلا رہے ہیں۔ آپ تقابل ادیان اور مناظروں کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں۔ آپ نے 1991ء سے اسلام کی تبلیغ کی جانب اپنی مکمل توجہ دینی شروع کر دی۔ آپ حاضر جوابی میں بہت تجربہ رکھتے ہیں۔[2]

---

1 https://en.wikipedia.org/wiki/Zakir_Naik#:~:text=Naik%20has%20said%20that%20%22despite,the%20number%20of%20Western%20converts،2022/06/20۔تاریخ اخذ.

2 https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%B0%D8%A7%DA%A9%D8%B1_%D9%86%D8%A7%D8%A6%DB%8C%DA%A922/02/03 تاریخ اخذ

ہمارے سامنے ڈاکٹر صاحب کا فیس بک پیج کا عکس موجود ہے جس میں ہم ان کے فالورز کی تعداد دیکھ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کا فیس بک پیج

آپ کے فیس بک پہ فالورز کی تعداد دو کروڑ بیس لاکھ (22Million) ہیں۔یقیناً یہ کثیر تعداد ہے۔اس اکاؤنٹ سے جاری ہونے والا پیغام کروڑوں لوگوں تک پہنچتا ہے جو کہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں ایک بہت بڑا کام ہے اور یوں کثیر تعداد میں غیر مسلم آپ کے ہاتھوں ایمان لا رہے ہیں۔

آپ کے فیس بک پہ شئیر ہونے والا پیغام کا اگر ہم جائزہ لیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آپ کے پیغام کو 333 لوگوں نے آگے شئیر کیا، تین ہزار ایک سو افراد نے اسے پسند کیا جبکہ 127 افراد نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔جیسا کہ ذیل میں ہمارے سامنے سکرین شاٹ موجود ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے فیس بک پر شئیر ہونے والا پیغام

محمد رضا ثاقب مصطفائی کے فیس بک اکاؤنٹ کا جائزہ[1]

اس سے قبل یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ سوشل میڈیا دعوت و تبلیغ کے میدان میں ایک مفید اور شاندار ذریعہ ثابت ہو چکا ہے۔اس کے ذریعے اہم اپنے خیالات اور دعوت کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا سکتے ہیں انٹرنیٹ کی دنیامیں ثاقب مصطفائی صاحب ایک مشہور و معروف داعی ہیں اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں آپ کی گراں قدر خدمات شامل ہیں۔ آپ کے فیس بک اکاؤنٹ پر(5.7 ملین فالورز)یعنی 57لاکھ لوگ فالورز ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس اکاؤنٹ پر ہونے والی کسی بھی قسم کی سرگرمی یعنی آڈیو،ویڈیواور تحریر 57لاکھ لوگوں تک براہ راست پہنچے گی اور اس مزید آگے فارورڈ کرنے کی صورت میں سامعین کی تعداد میں اضافہ ہو تا جائے گا۔

محمد رضا ثاقب مصطفائی کے فیس بک پیج پر فالورز کی تعداد

آپ کے فیس بک پہ شیئر ہونے والا پیغام کا اگر ہم جائزہ لیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آپ کے پیغام کو 2800 لوگوں نے آگے بھیجاہے،سات ہزار چھ سو افراد نے اسے پسند کیا جبکہ 197 افراد نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔جیسا کہ اگلے صفحہ پر سکرین شاٹ موجود ہے۔

[1] https://www.facebook.com/MRSMofficial22/02/05 تاریخ اخذ

محمد رضا ثاقب مصطفائی کے فیس بک پیج پر ایک ویڈیو کا جائزہ

سید عدنان کاکاخیل صاحب

مفتی عدنان کاکاخیل صاحب ایک پاکستانی عالم دین ہیں۔ 27 ستمبر 1975ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی تعلیم جامعۃ دار العلوم کراچی سے مکمل کی اور آپ نے ایم اے پولیٹیکل سائنس اور LLB کی ڈگری کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ آپ البرھان کے چیف ایگزیکٹیو ہیں۔[1]

آپ مختلف مقامات پہ سیرت کے حوالے سے پروگرامز کا انعقاد کرتے ہیں۔یوں آپ بھی دعوت کے میدان میں کافی کام کر رہے ہیں۔

[1] https://en.wikipedia.org/wiki/Syed_Adnan_Kakakhail

مفتی سید عدنان کاکاخیل صاحب کے فیس بک پیج پر فالورز [1]

عدنان کاکاخیل صاحب کے فیس بک کا عکس ہمارے سامنے موجود ہے جس میں ہم فالورز کی تعداد دیکھ سکتے ہیں جو کہ تقریبا10لاکھ(1M)ہیں۔

آپ کے فیس بک پہ شئیر ہونے والے پیغام کا اگر ہم جائزہ لیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آپ کے پیغام کو 354 لوگوں نے آگے شئیرَ کیا، گیارہ سو افراد نے اسے پسند کیا جبکہ 60 افراد نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ جیسا کہ ذیل میں ہمارے سامنے سکرین شاٹ موجود ہے۔

[1] https://www.facebook.com/muftiadnankakakhail22/02/03 تاریخ اخذ

علامہ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب

علامہ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب ایک پاکستانی عالم دین ہیں۔ آپ 19 اگست 1971ء کو ایک معروف عالم دین علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے جو جمعیت اہل حدیث پاکستان کے بانی تھے۔[1]

آپ بھی دعوت و تبلیغ اور خطابت کے میدان میں ایک نام رکھتے ہیں۔

علامہ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب کا فیس بک پیج[2]

علامہ صاحب کے فیس بک پیج کا عکس ہمارے سامنے موجود ہے جس میں ہم فالورز کی تعداد دیکھ سکتے ہیں جو کہ تقریبا 64000(64k) ہیں۔ آپ کے فیس بک پہ شئیر ہونے والا پیغام اگر ہم جائزہ لیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آپ کے پیغام کو 763 لوگوں نے آگے شیئر کیا، دو ہزار آٹھ سو افراد نے اسے پسند کیا جبکہ 677 افراد نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ جیسا کہ اگلے صفحہ پر سکرین شاٹ موجود ہے۔

---

[1] https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D8%A8%D8%AA%D8%B3%D8%A7%D9%85_%D8%A7%D9%84%DB%81%DB%8C_%D8%B8%DB%81%DB%8C%D8%B1 1.10/02/2022 تاریخ اخذ 22/02/03

[2] https://www.facebook.com/AllamaIbtisamElahiZaheerOfficial تاریخ اخذ 22/02/03

پیغام کو پسند
کرنے والوں،
اس پر اپنی رائے
ظاہر کرنے
والوں اور اسے
آگے بھیجنے والوں
کی تعداد

فصل دوم

یوٹیوب کے ذریعے دعوت و تبلیغ

ذرائع ابلاغ کی دنیا میں یوٹیوب معلومات اور دعوت و تبلیغ کا ایک بڑا اور وسیع میدان ہے۔ اس ایپ پر ہمیں ہر طرح کی ویڈیو مل جاتی ہے چاہے وہ ویڈیو دینی ہو یا دنیاوی۔ یوٹیوب عصر جدید میں علوم کا ایک خزانہ بن گیا ہے جہاں سے ایک عام بندہ اور ایسا شخص جسے لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو وہ بھی استفادہ کر سکتا ہے۔ یوٹیوب پہ دعوت و تبلیغ کے حوالے سے کافی کام ہو رہا ہے۔ نورانی قاعدہ سیکھنا ہو، قرآن پاک تجوید کے ساتھ سیکھنا ہو، دعوت و تبلیغ کے متعلق بیانات سننے ہوں یا حدیث و فقہ کا علم سیکھنا ہو وہ سب کے سب ہمیں یوٹیوب پر آسانی سے مل سکتے ہیں۔ جب ہم کسی چینل کا انتخاب کر کے اسے سبسکرائب کرتے ہیں تو اس چینل پر ہر آنے والی نئی ویڈیو اور پیغام ہم تک خود بخود پہنچ جاتا ہے۔ یوٹیوب پر، جامعات، مدارس، کالجز، اور یونیورسٹیوں کے چینلز موجود ہیں جن پہ دعوت و تبلیغ کا کام ہو رہا ہے اور ہم ابھی مرضی سے کوئی بھی مواد ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں جسے ہم بوقت ضرورت بعد میں کسی وقت بھی اپنی سہولت کے مطابق سن سکتے ہیں۔ یوٹیوب کے ذریعے ہم مسلمان اہل مغرب اور بے دین لوگوں تک اسلام کا پیغام آسانی سے پہنچا سکتے ہیں۔ جیسا کہ عالم اسلام کے ایک محقق اور ہم آہنگی بین المذاہب پر دسترس رکھنے والے ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کے بیانات اور تحقیقات یوٹیوب پر موجود ہیں جسے سن کر کثیر تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

ذیل میں چند مشہور چینلز کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ ان کو کتنے لوگ فالو کر رہے ہیں اور کتنے لوگوں تک دعوت کا کام پہنچ رہا ہے۔

ان لوگوں کے انتخاب کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

- یہ غیر متنازع شخصیات ہیں۔
- ان کو عوام بھی سنتی ہیں۔
- یہ لوگ سوشل میڈیا پر کافی ایکٹیو ہیں۔

مولانا طارق جمیل صاحب کا یوٹیوب چینل

مولانا طارق جمیل صاحب عالمی مبلغ اور داعی ہیں۔ موصوف ایک ایوارڈ یافتہ مبلغ ہیں۔ آپ نے دعوت کے سلسلہ میں بیرون ممالک کے کافی اسفار کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سارے لوگوں کے ہدایت پر آنے کا

ذریعہ بنایا۔ذیل میں مولانا طارق جمیل صاحب کا یوٹیوب چینل کا عکس موجود ہے جس میں ترتیب سے سبسکرائبرز اور ویڈیوز دیکھنے والوں کی تعداد کو ظاہر کیا گیا ہے۔

اس میں سبسکرائبرز کی تعداد ہم دیکھ سکتے ہیں جو کہ تقریبا 59 لاکھ ستر ہزار (5.97million) ہے۔اس کا معنی یہ ہوا کہ جونہی اس چینل پر کوئی دعوتی پیغام اپلوڈ کیا جاتا ہے تو وہ یک دم 59 لاکھ ستر ہزار لوگوں تک پہنچ سکتا ہے۔

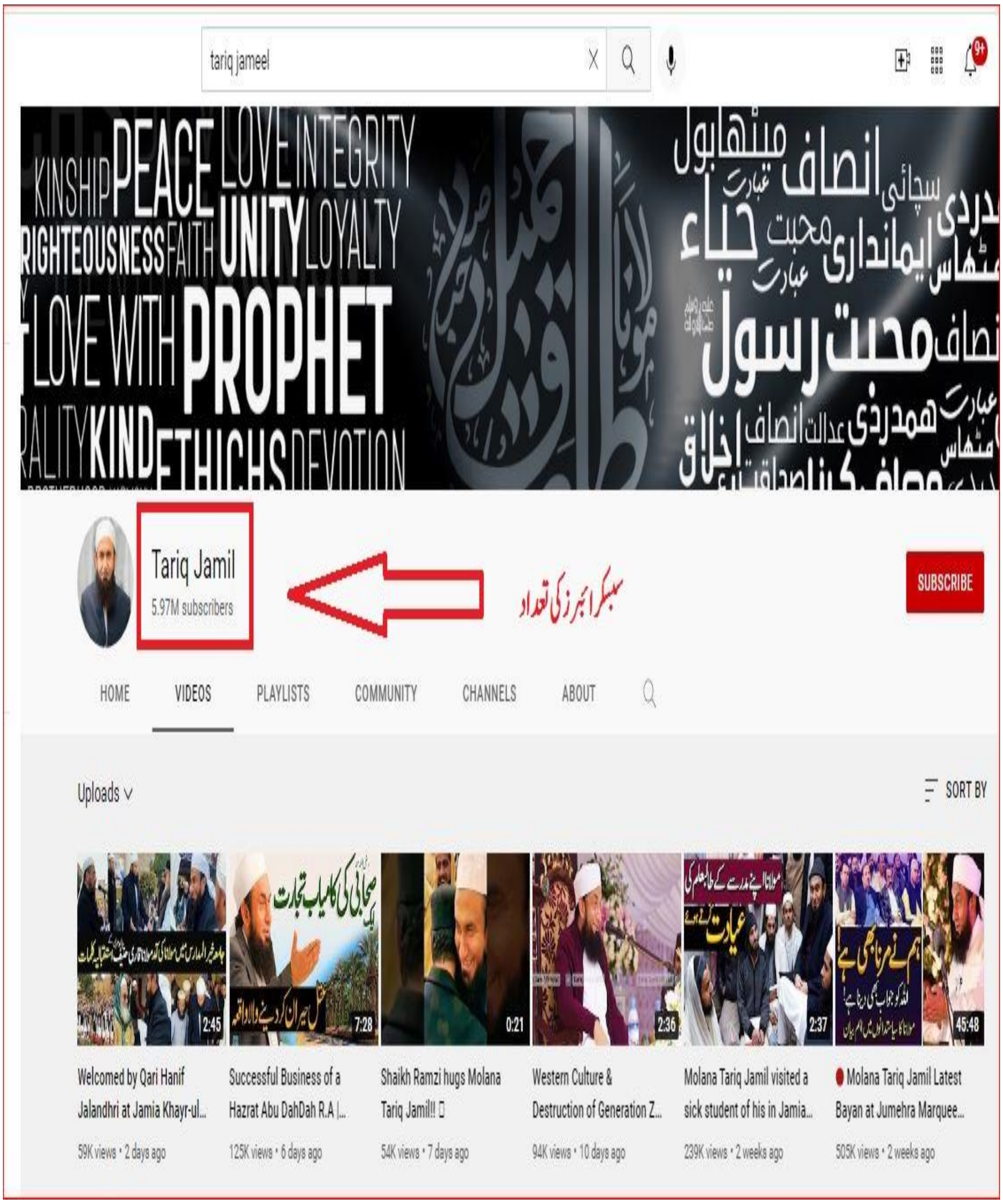

مولانا طارق جمیل صاحب کا یوٹیوب چینل[1]

[1] https://www.youtube.com/c/tariqjamilofficialt2022/01/13، تاریخ اخذ

جبکہ دوسرے عکس میں ویڈیوز دیکھنے اور سننے والوں کی تعداد بتلائی گئی ہے۔جو کہ درج ذیل ہیں۔

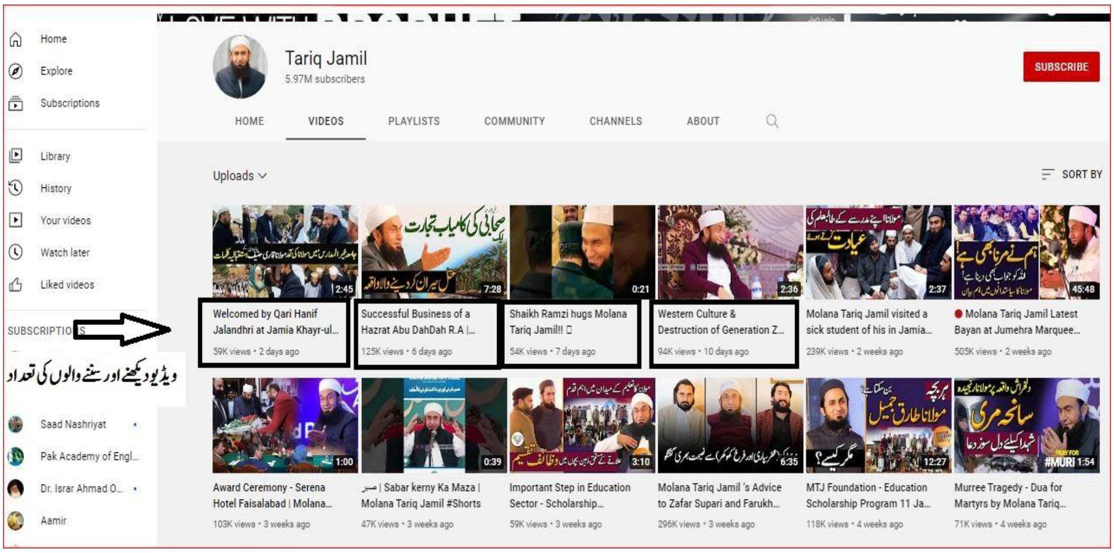

بیانات دیکھنے اور سننے والوں کی تعداد

پہلی ویڈیو دو دنوں میں 59 ہزار لوگوں نے دیکھی ہیں۔

دوسری ویڈیو چھ دنوں میں 12 ہزار پانچ سو لوگوں نے دیکھی ہیں۔

تیسرا بیان سات دنوں میں 54 ہزار عوام نے دیکھا۔

جبکہ چوتھا بیان دس دنوں میں 94 ہزار لوگوں نے سنا اور دیکھا ہے۔

اسماعیل بن موسیٰ مینک کا یوٹیوب چینل

اسماعیل بن موسی مینک (Ismial bin musa Menk) المعروف مفتی مینک ایک زمبابوی عالم دین اور زمبابوے کے مفتی اعظم ہیں۔ وہ مجلس العلماء زمبابوے کی فتوی کمیٹی کے سربراہ ہیں۔ انہیں 2013ء، 2014ء اور 2017ء میں اردن کے مؤسسۃ آل البیت للفکر الاِسلامی کی جانب سے دنیا کے 500 بااثر ترین مسلمانوں کی فہرست میں شامل کیا جاچکا ہے۔ ہمارے سامنے مفتی مینک صاحب کا یوٹیوب چینل کا سکرین شاٹ ہے۔ یہ یوٹیوب چینل ایک اسلامی دعوتی چینل ہے۔ اس میں سبسکرائبرز کی تعداد ہم دیکھ سکتے ہیں جو کہ تقریباً 28 لاکھ (2.87 million) ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ جو نہی اس چینل پر کوئی دعوتی پیغام اپلوڈ کیا جاتا ہے تو وہ یک دم 28 لاکھ لوگوں تک پہنچ سکتا ہے۔

مفتی مینک صاحب کا یوٹیوب چینل[1]

اگلے سکرین شاٹ میں مفتی مینک صاحب کے چینل میں موجود چار ویڈیوز بیانات دیکھنے والے لوگوں کی تعداد دکھائی گئی ہے۔ جو کہ درج ذیل تعداد میں ہیں۔

- پہلی ویڈیو چھ گھنٹوں میں 13 ہزار لوگوں نے دیکھی ہیں۔
- دوسری ویڈیو 11 گھنٹوں میں 15 ہزار لوگوں نے دیکھی ہیں۔
- تیسرا بیان 14 گھنٹوں میں 27 ہزار عوام نے دیکھا۔
- جبکہ چوتھی ویڈیو ایک دن میں 29 ہزار لوگوں نے سنی اور دیکھی ہے۔

[1] https://www.youtube.com/watch?v=2H9EN_c0E7Q&ab_channel=MuftiMenk تاریخ اخذ- 2022/01/10ء

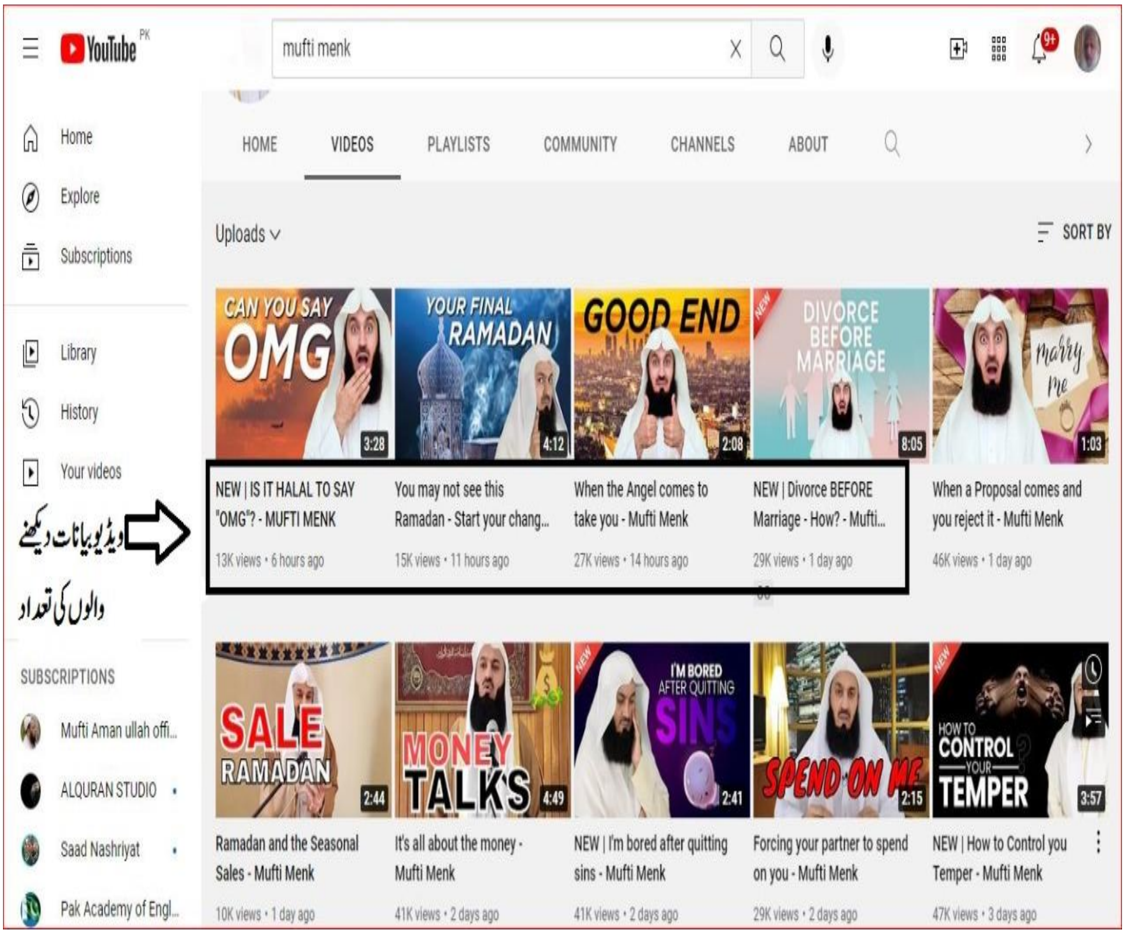

بیانات دیکھنے والوں کی تعداد

علامہ الیاس قادری صاحب کا یوٹیوب چینل

علامہ محمد الیاس قادری ایک پاکستانی میمن مسلمان عالم دین ہیں جنھوں نے تحریک دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی۔موصوف کو کئی سلاسل طریقت میں بیعت کی اجازت حاصل ہے،لیکن صرف سلسلۂ قادریہ میں بیعت کرتے ہیں۔آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔جو اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں۔ 2008ء میں اپنا ٹی وی مدنی چینل کے نام سے شروع کیا۔اگلے صفحہ پہ ان کے یوٹیوب چینل کی تصویر موجود ہے۔جس میں سبسکرائبرز کی تعداد دکھائی گئی ہے جو کہ تقریبا آٹھ لاکھ ہیں۔

مولانا الیاس قادری صاحب کا دعوتی چینل [1]

اگلے سکرین شاٹ میں مولانا الیاس قادری صاحب کے چینل میں موجود چار ویڈیو زبیانات دیکھنے والے لوگوں کی تعداد دکھائی گئی ہے۔ جو کہ درج ذیل تعداد میں ہیں۔

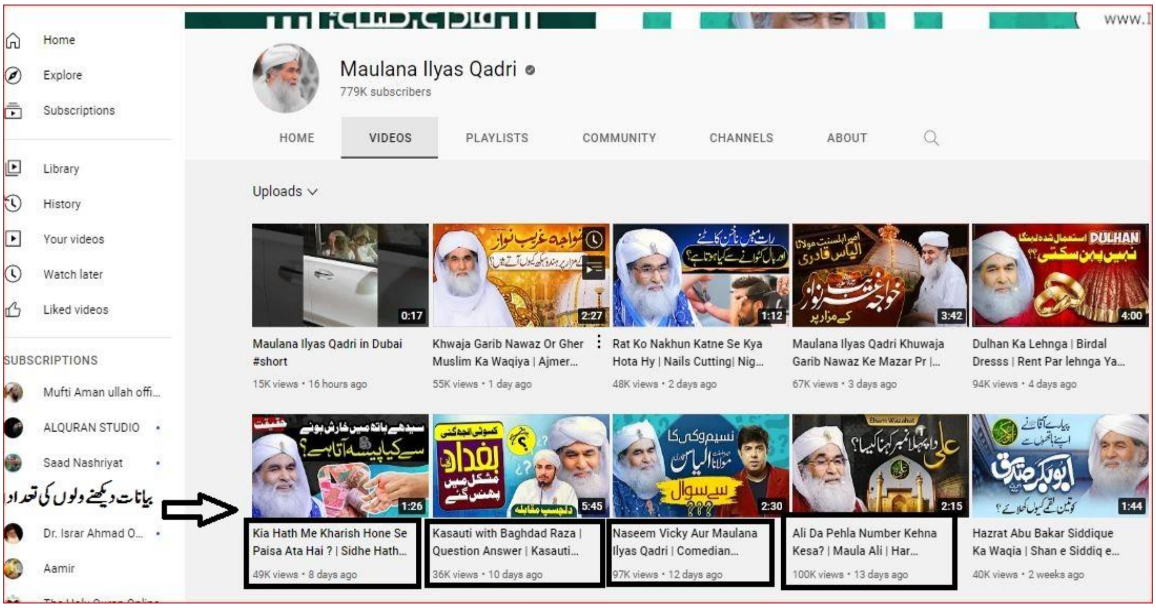

مولانا الیاس قادری صاحب کے چینل پر ویڈیوز دیکھنے والوں کی تعداد

- پہلی ویڈیو بیان کو آٹھ دنوں میں 49 ہزار لوگوں نے دیکھا اور سنا۔
- دوسری ویڈیو دس دنوں میں 36 ہزار لوگوں نے دیکھی ہیں۔

[1] https://www.youtube.com/c/MaulanaIlyasQadri،2022/01/10 تاریخ اخذ

- تیسرا بیان 12 دنوں میں 97 ہزار عوام نے سنا اور دیکھا۔
- جبکہ چوتھی ویڈیو 13 دنوں میں ایک لاکھ لوگوں نے سنی اور دیکھی ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا یوٹیوب چینل

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کا شمار ایک مایہ ناز عالم دین کے طور پر ہوتا ہے۔ آپ نے دعوت دین کے حوالے سے بہت کام کیا۔ علامہ موصوف صاحب نے مختلف موضوعات پر، مختلف زبانوں میں سینکڑوں کتب لکھی ہیں۔ ہمارے سامنے تصویر میں شیخ الاسلام صاحب کا یوٹیوب چینل موجود ہے۔ جس میں سبسکرائرز کی تعداد دکھائی گئی ہے جو کہ تقریبا 49 ہزار ہیں۔

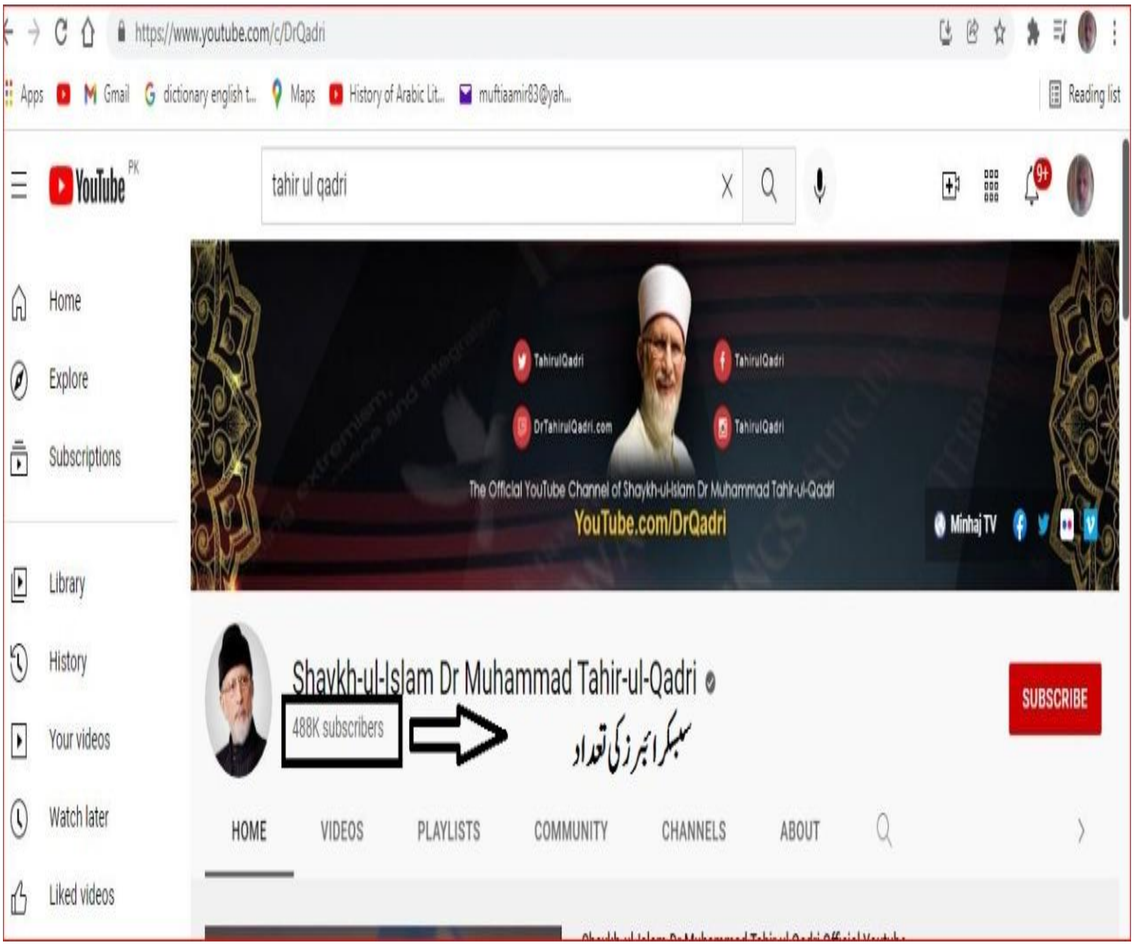

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا چینل[1]

[1] https://www.youtube.com/c/DrQadri

مندرجہ ذیل سکرین شاٹ میں شیخ الاسلام صاحب کے چینل میں موجود چار ویڈیوز بیانات دیکھنے والے لوگوں کی تعداد دکھائی گئی ہے۔جو کہ درج ذیل تعداد میں ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے چینل پر ویڈیوز دیکھنے والوں کی تعداد

- پہلی ویڈیو بیان کو 12 گھنٹوں میں 2 ہزار لوگوں نے دیکھا اور سنا
- دوسری ویڈیو ایک دن میں 34 سو لوگوں نے دیکھی ہیں۔
- تیسرا بیان ایک دن میں 9 ہزار عوام نے سنا اور دیکھا۔
- جبکہ چوتھا کلپ ایک دن میں 34 سو لوگوں نے سنا اور دیکھا ہے۔

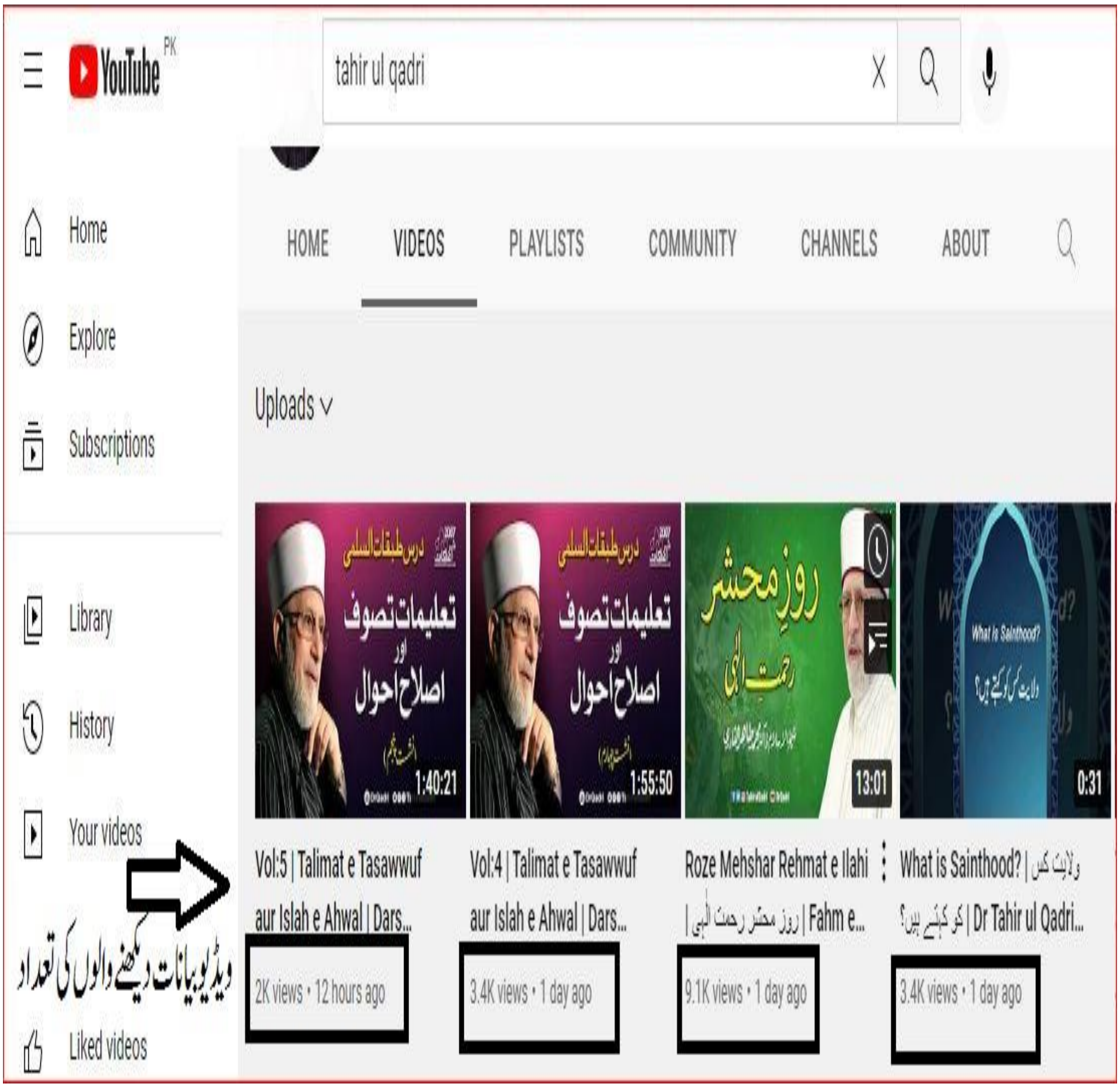

فصل سوم

ویب سائٹس کے ذریعے دعوت و تبلیغ

عصر حاضر میں دین اسلام کی اشاعت میں جدید وسائل کا بڑا اہم کردار ہے جن میں انٹر نیٹ سر فہرست ہے۔اسلامی علوم چاہے وہ دعوت و تبلیغ سے متعلق ہوں،اسلامی فقہ ہو،اصول فقہ ہو، نحو و صرف ہو یا کوئی اور تحقیقی میدان ہو ویب سائٹ ایک بڑا اہم فورم ہے لوگوں تک دین اسلام کے احکام پہنچانے کا۔دعوت و تبلیغ کے لئے ویب سائٹ بنا کر اس پر کتب، آڈیوز،ویڈیوز اور تحاریر کی شکل میں مواد اپلوڈ کرسکتے ہیں۔یہ مواد اسلام سے متعلق احکام تلاش کرنے والے لوگوں کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ویب سائٹس ہیں جن میں اسلام اور دعوت و تبلیغ سے متعلق مواد موجود ہے اور بآسانی عوام کی پہنچ میں ہے۔جدید ذرائع ابلاغ نے یہ کتب اور اسلام سے متعلق ہر قسم کے مواد تک رسائی میں بڑی آسانی کردی ہے۔ایک دور وہ تھا جب ایک کتاب اور ایک حدیث کی تلاش میں کئی میل سفر کرنا پڑتا تھا اور کتب کی خریداری کے لئے خرچہ برداشت کرنا پڑتا تھا لیکن اب دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور سائنس کی برق رفتار ترقی کے ذریعے یہ کام انتہائی آسان ہو گیا ہے۔اب کوئی بھی شخص اسلام سے متعلق،فقہ سے متعلق، نحو و صرف سے متعلق،دعوت و تبلیغ سے متعلق غرض ہر قسم کا مواد بغیر سفر اور محنت کئے حاصل کرسکتا ہے۔اسی طرح اسلام فورم جہاں لوگ ماہرین ،ڈاکٹر حضرات اور اسکالرز سے مختلف سوالات کے جوابات حاصل کرتے ہیں اور علوم نبوت کی تشنگی بجھاتے ہیں۔

ویب سائٹس کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں موجود کوئی بھی کتاب آسانی سے ڈاؤنلوڈ کر سکتا ہے جو شائد جدید ذرائع ابلاغ کے بغیر اس کے لئے ناممکن ہوتا۔اسی طرح ایک محقق کے لئے مواد جمع کرنا اور تلاش کرنا اب مشکل نہیں رہا۔ویب سائٹ کو کئی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔داعیان اسلام ،سائٹ کو دعوت و تبلیغ کے میدان میں ایک اہم وسیلے کی صورت میں استعمال کرتے ہیں۔ذیل میں ہم ویب سائٹس کے ذریعے دعوت و تبلیغ اور چند اسلامی ویب سائٹس کا جائزہ لیں گے۔

دعوت اسلامی

یہ دعوت و تبلیغ قرآن و سنت کی غیر سیاسی عالمگیر تحریک ہے۔یہ تحریک مولانا الیاس عطار قادری نے سن 1981ء میں اپنے چند رفقاء کے ساتھ مل کر باب المدینہ کراچی میں شروع کی۔وقت کے ساتھ اس کام نے بہت ترقی

کی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لیے اس سے عوام کو رہنمائی ملنا شروع ہوئی۔ یہ تحریک ہفتہ وار اجتماعات منعقد کراتی ہے، جس سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہوتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کے سانچے میں ڈھل چکے ہیں۔

اس تحریک میں مردوں کے الگ اجتماعات ہوتے ہیں اور خواتین کے اجتماعات منعقد کرائے جاتے ہیں۔ اس تحریک کے تحت منعقد ہونے والے ہفتہ وار اجتماعات کی تعداد کم و بیش پندرہ سو سے زیادہ ہے۔[1]

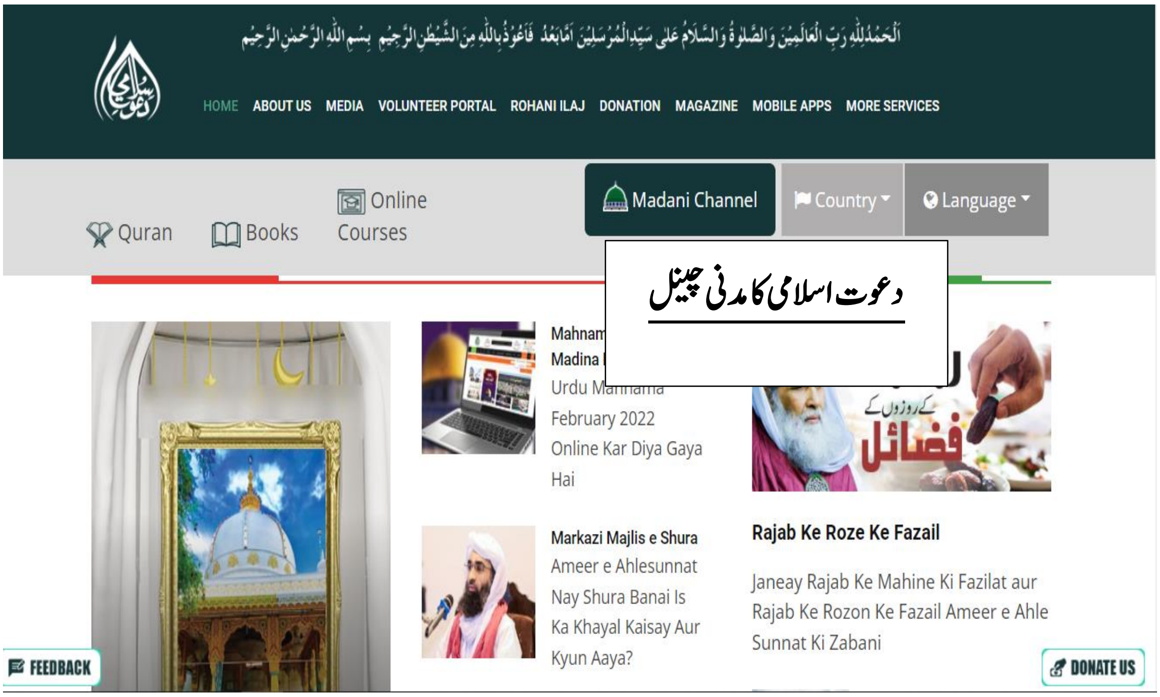

یہ سکرین شاٹ دعوت اسلامی کی ویب سائٹ کا ہے۔

مندرجہ بالا تصویر میں دعوت اسلامی کی ویب سائٹ کے ذریعے کیے جانے والے دعوتی کاموں کا مختصر جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس ویب سائٹ کے ساتھ ایک ٹی وی چینل بھی ہے، جس میں ہر وقت اسلامی معلوماتی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔

مدنی چینل

دعوت اسلامی کا مدنی چینل دنیا بھر میں نشر کیا جاتا ہے، اس میں نہ کوئی بے پردہ عورت، نہ موسیقی اور نہ ہی اشتہار چلائے جاتے ہیں۔ اس چینل کو دیکھنے والوں میں غیر مسلم بھی ہوتے ہیں، اس وقت تک بہت سارے غیر مسلم اس کے پروگراموں کو سن کر اسلام کی طرف راغب ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ کثیر تعداد میں نافرمان اپنے والدین

[1] https://www.dawateislami.net/

کے فرمانبردار بن جاتے ہیں، بے نمازیوں نے نماز کی پابندی شروع کر دی، اس کے علاوہ دیگر گناہوں سے بھی اپنے آپ کو دور کر دیا۔

شعبہ آئی ٹی

اس تحریک کا ایک شعبہ آئی ٹی ہے۔ جس میں انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا بھر میں نیکی کی دعوت عام کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اس تحریک کی کئی ذیلی ویب سائٹس کے ذریعے اسلام کا پیغام دنیا بھر میں پہنچایا جارہاہے۔ اس شعبہ میں مختلف اقسام کے اسلامی کورسز کراوئے جاتے ہیں۔ جس سے معاشرہ میں مختلف لوگوں کو بہت کچھ سیکھنے کو ملتاہے۔ ہر عمر کے لوگوں کے لیے الگ الگ کورسز مرتب کیے گئے ہیں، جن سے استفادہ کی کوئی فیس بھی نہیں ہے۔

مردوخواتین کے لیے الگ الگ کورسز ہیں۔

مردوں کے لیے کورسز

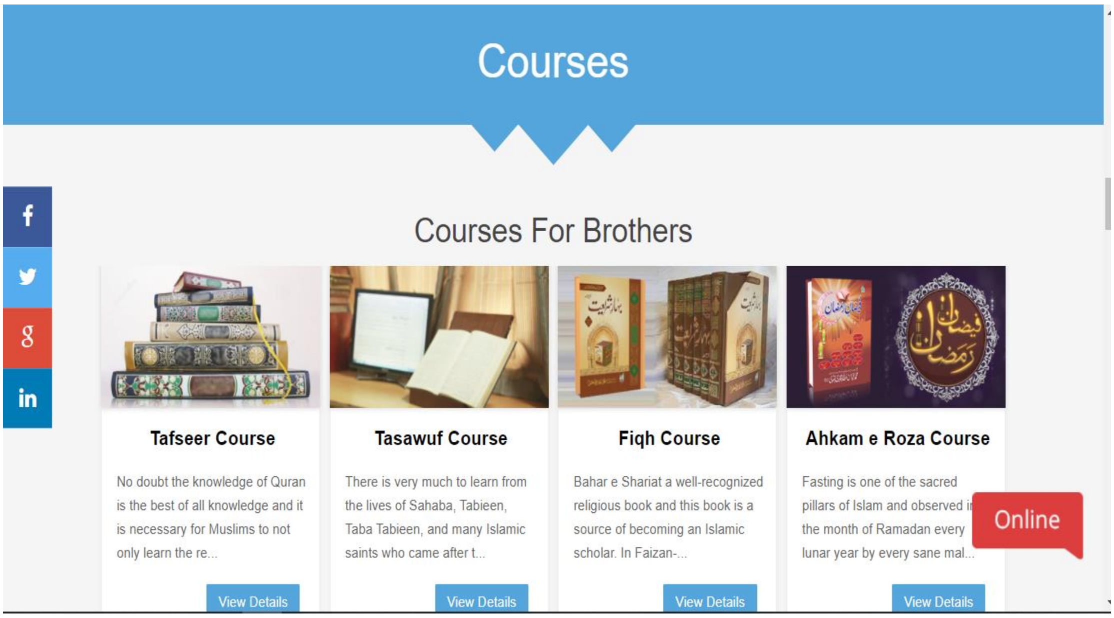

اوپر چسپاں کی گئی تصویر دعوت اسلامی کی ویب سائٹ سے لی گئی ہے، جس میں مردوں کے لیے کورسز کی تفصیل ذکر کی گئی ہے، مردوں کے لیے اس سائٹ میں مندرجہ ذیل کورسز شامل ہیں۔

تفسیر، تصوف وطریقت، فقہ، احکام روزہ، زکاۃ کورس، سیرت، قربانی، سنت نکاح، تجہیز و تکفین، امامت، عرابک گرامر، حج وعمرہ کورس، نیو مسلم کورس، طہارت کورس، نماز کورس، درس نظامی کورس، قرآن پاک ناظرہ، حدیث کورس، حفظ قرآن کورس، ترجمۃ القرآن کورس، عقائد اور ختم نبوت کورس شامل ہیں۔[1]

[1] https://www.quranteacher.net/course/brothers

خواتین کے لیے کورسز

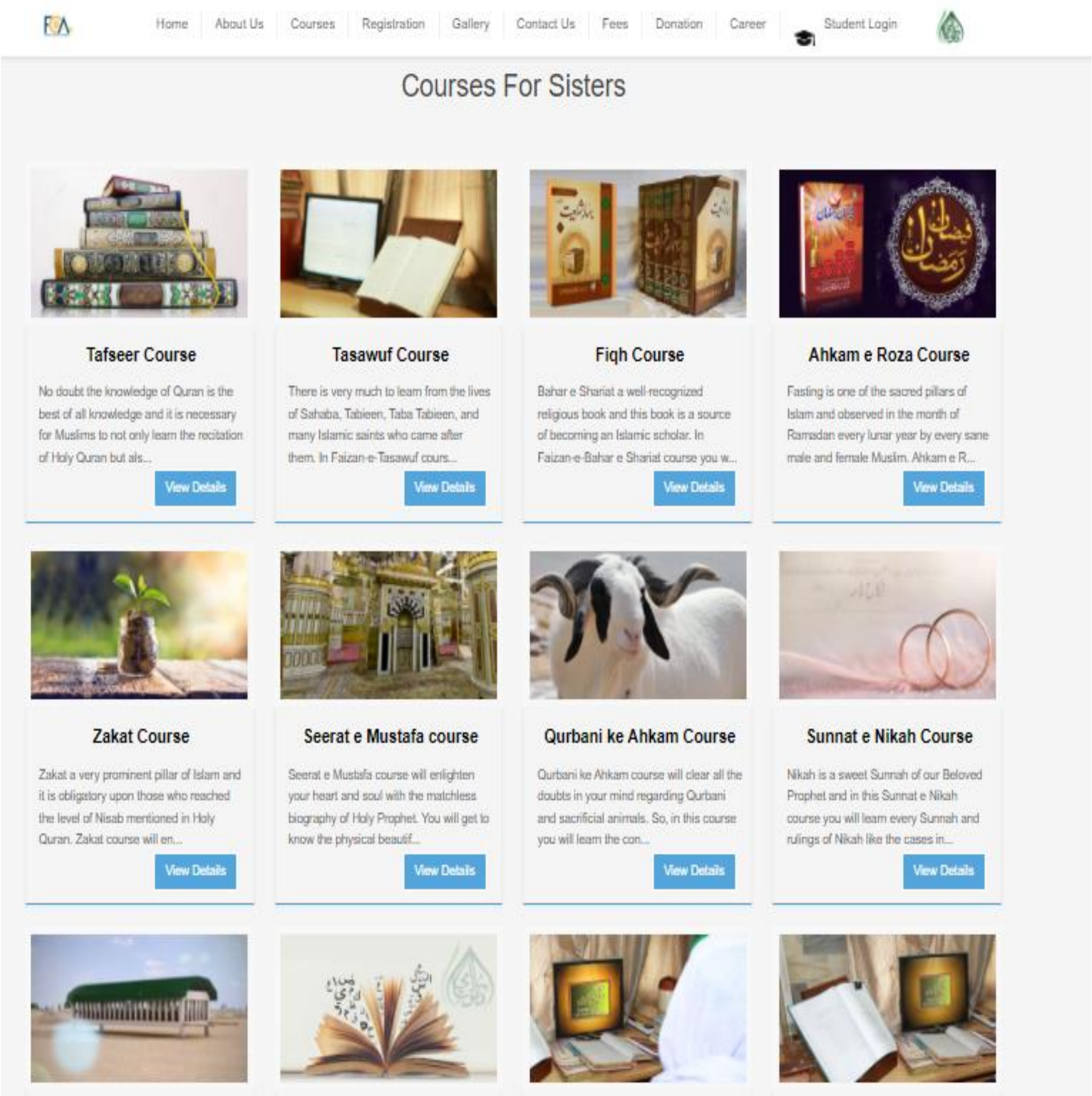

اس تصویر میں دعوت اسلامی کی ویب سائٹ پر موجود خواتین کے لیے مختلف کورسز کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ جن میں مختلف کتب اور تحریری مواد شامل ہے۔

تفسیر، تصوف وطریقت، فقہ، احکام روزہ، زکاۃ کورس، سیرت، قربانی، سنت نکاح، تجہیز و تکفین، امامت، عربک گرامر، حج و عمرہ کورس، نیو مسلم کورس، طہارت کورس، نماز کورس، درس نظامی کورس، قرآن پاک ناظرہ، حدیث کورس، حفظ قرآن کورس، ترجمۃ القرآن کورس، عقائد، ختم نبوت اور اسلامی زندگی کورس شامل ہیں۔[1]

---

[1] https://www.quranteacher.net/course/sisters

آن لائن ٹیچنگ

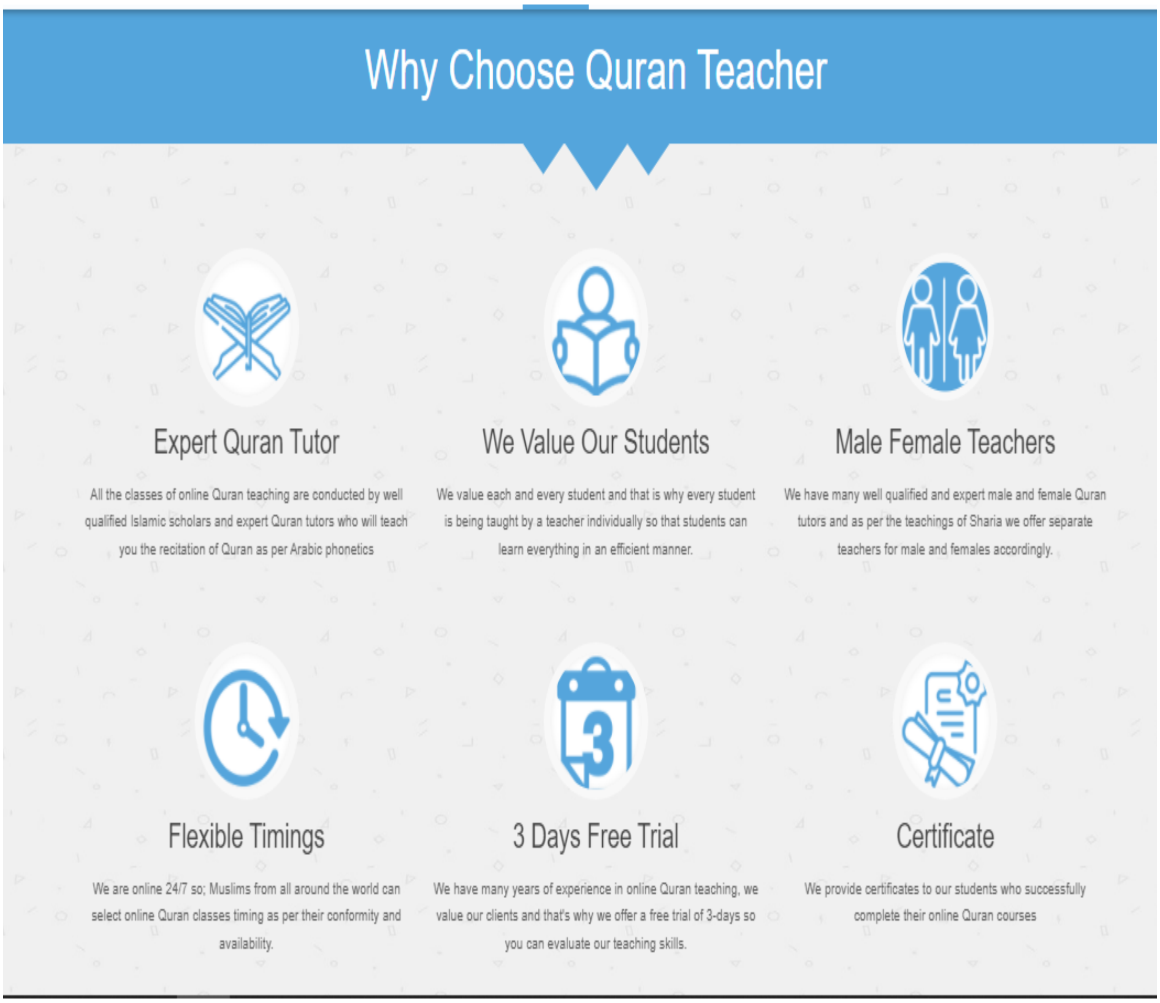

دعوت اسلامی کی تحریک نے ایک اہم شعبہ ناظرہ قرآن کا شروع کیا ہے ، جس میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کو آن لائن ناظرہ قرآن پاک پڑھایا جاتا ہے۔اس میں داخلہ لیا جاتا ہے جس کا طریقہ کار رابطہ کرنے والے کو شروع میں ہی تفصیل سے بتایا جاتا ہے۔ ایڈمیشن لینے کے بعد تین دن کے لیے بغیر فیس کے پڑھایا جاتا ہے۔اس میں اوقات کلاس طالب علم کے ملک کے اوقات کے مطابق ہوتے ہیں۔اکثر اوقات استاد رات کے اوقات میں پڑھاتا ہے۔

اس کورس میں دعوت اسلامی کے پاس مرد و خواتین اساتذہ ہیں۔ناظرہ قرآن کا مکمل کورس ہے جس میں نماز کا طریقہ، کلمے و دعائیں اور مختلف مسائل شامل ہیں۔کورس مکمل کرنے کے بعد طالب علم کو سرٹیفکیٹ بھی دیا جاتا ہے۔

مدنی لائبریری

دعوت اسلامی کی ویب سائٹ میں قارئین کے لیے مختلف عنوانات پر کثیر تعداد میں اسلامی کتب موجود ہیں۔ذیل میں اس سائٹ میں موجود آن لائن لائبریری کی تصویر دیکھی جاسکتی ہے۔

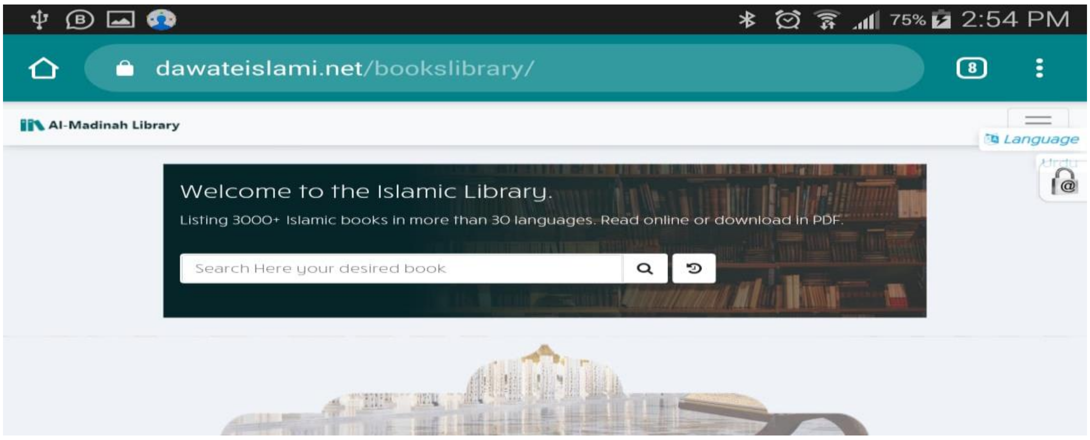

اس لائبریری میں تیس سے زائد زبانوں میں تین ہزار سے زائد کتب اپلوڈ کی گئی ہیں، یہ کتب pdf فارمیٹ میں ہیں۔کوئی بھی شخص جو کسی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہے بغیر فیس کے بہت آسانی سے ڈاؤنلوڈ کر کے مطالعہ کر سکتا ہے۔[1]

میڈیا لائبریری

اس سائٹ میں کتب کی لائبریری کے علاوہ میڈیا لائبریری بھی موجود ہے، اس لائبریری میں مختلف موضوعات پر آڈیو اور ویڈیو بیانات، ڈاکو منٹریز وغیرہ موجود ہیں۔

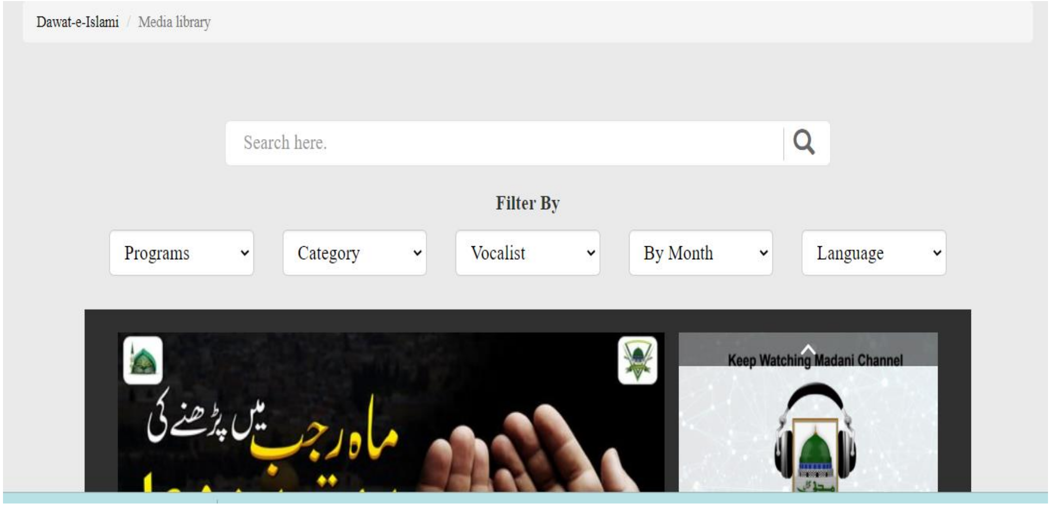

---

[1] https://www.dawateislami.net/bookslibrary/

اس میں مختلف اسلامی موضوعات پر روزانہ بیان اپلوڈ کیے جاتے ہیں، بہت سارے پروگرام اس میں موجود ہیں۔ آڈیو ویڈیو بیانات مختلف پروگراموں سے ریکارڈ کر کے اپلوڈ کیے جاتے ہیں۔ پروگراموں میں قرآن کی شان، اللہ کے دوست، قصص الحدیث، یادِ خدا و مصطفیٰ، ذہنی آزمائش، سلطنتِ مصطفیٰ، کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے، اللہ کے حقوق وغیرہ اور بھی کئی موضوعات پر پروگراموں کی ریکارڈنگ موجود ہے۔

اسی طرح مختلف کیٹگریز بنائی گئی ہیں تاکہ ویب سائٹ کا وزٹ کرنے والے کے لیے آسانی رہے۔ یہ مواد مہینوں کی ترتیب سے تقریباً انیس مختلف زبانوں میں میسر ہے۔

جائزہ

اسلامی موضوعات پر یہ ویب سائٹ بہت اچھی ہے، شاید ہی اس جتنی کوئی اور سائٹ استعمال ہوتی ہو، لیکن اس میں بھی ہمہ گیریت نہیں ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سائٹ پر کام کرنے والے ایک خاص مکتبہ فکر کے ساتھ ملحق ہیں۔ چنانچہ Alexa کے سروے کے مطابق اس سائٹ پر مغربی ممالک سے ویزیٹر نہ ہونے کے برابر آتے ہیں۔

Visitors by Country

PK Pakistan	68.4%
IN India	15.7%
GE Georgia	2.9%

مندرجہ بالا تصویر Alexa کی ویب سائٹ سے لی گئی ہے، اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ اس ویب سائٹ پہ آنے والوں میں سب سے زیادہ پاکستان سے ہیں، دوسرے نمبر پر انڈیا ہے، جبکہ تیسرے نمبر پر georgia سے لوگ اس ویب سائٹ پر آتے ہیں۔[1]

[1] https://www.alexa.com/siteinfo/dawateislami.net

اس ویب سائٹ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ اس پہ آنے والوں کی کثیر تعداد ایسی ہے کہ جو اس سائٹ پہ آنے کے بعد فوراہی واپس نہیں چلی جاتی بلکہ اس میں کچھ دیر تک رہتی ہے۔ چنانچہ Alexa کے سروے کے مطابق اس سائٹ کا باؤنس ریٹ بہت اچھا ہے۔ اگلی کی تصویر پر غور کیجئے۔

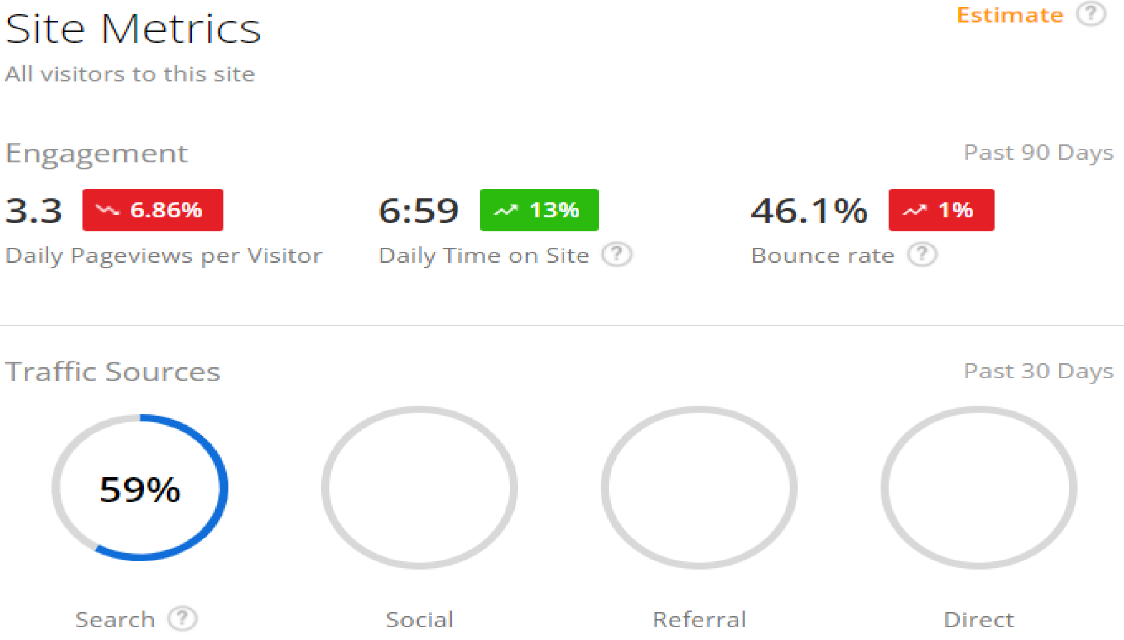

اس تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ اس سائٹ کا Bounce rate، 46 فیصد ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ باؤنس ریٹ جتنا کم ہوتا ہے، ویب سائٹ اتنی اچھی ہوتی ہے۔

ویزیٹرز

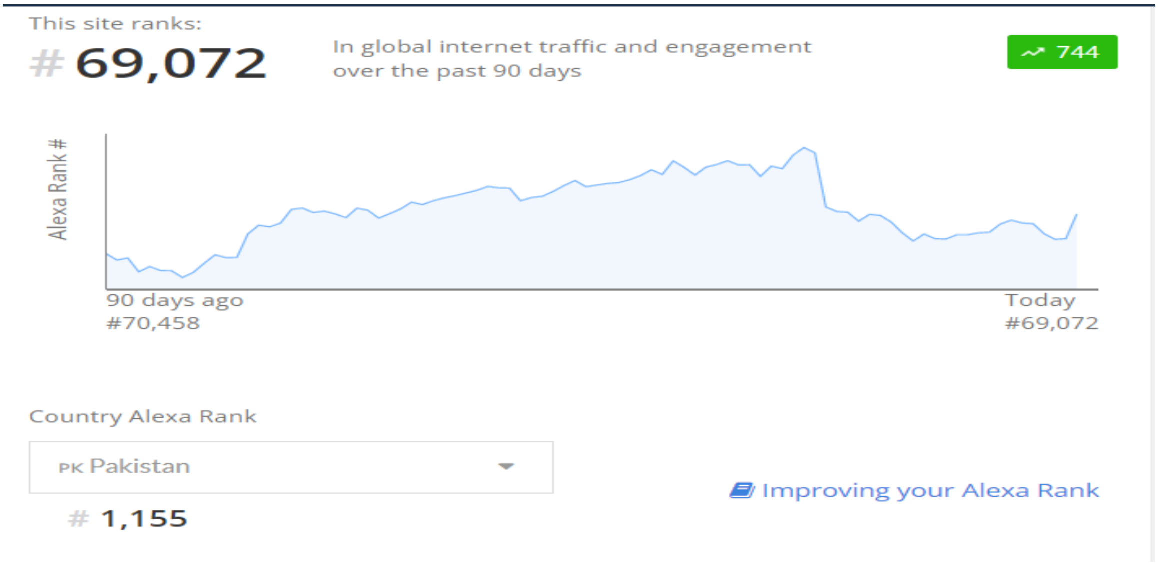

یہ سائٹ پوری دنیا کی سائٹس میں 69,072 نمبر پر ہے، جبکہ پاکستان میں اس کا 1,155 نمبر ہے۔ جس یہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں اس کی رینگنگ بہت اچھی ہے۔ ایک دن میں اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد 69,072 ہے۔[1]

الاسلام سوال وجواب (Islamqa.info)

سکرین شاٹ میں ہمارے سامنے موجود اسلام سوال و جواب کے نام سے ایک سائٹ ہے۔ اسلامی احکام و مسائل سے متعلق یہ ایک اچھی ویب سائٹ ہے جس میں سوالات کے جوابات دئے جاتے ہیں۔ اور اس ویب سائٹ پر مختلف زبانوں میں مضامین اور کتب موجود ہیں۔ اس سائٹ کے ذریعے کثیر تعداد میں لوگوں کو اسلام کی دعوت پہنچ رہی ہے اور اسلامی لٹریچر دنیا کے کسی مقام بھی آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔

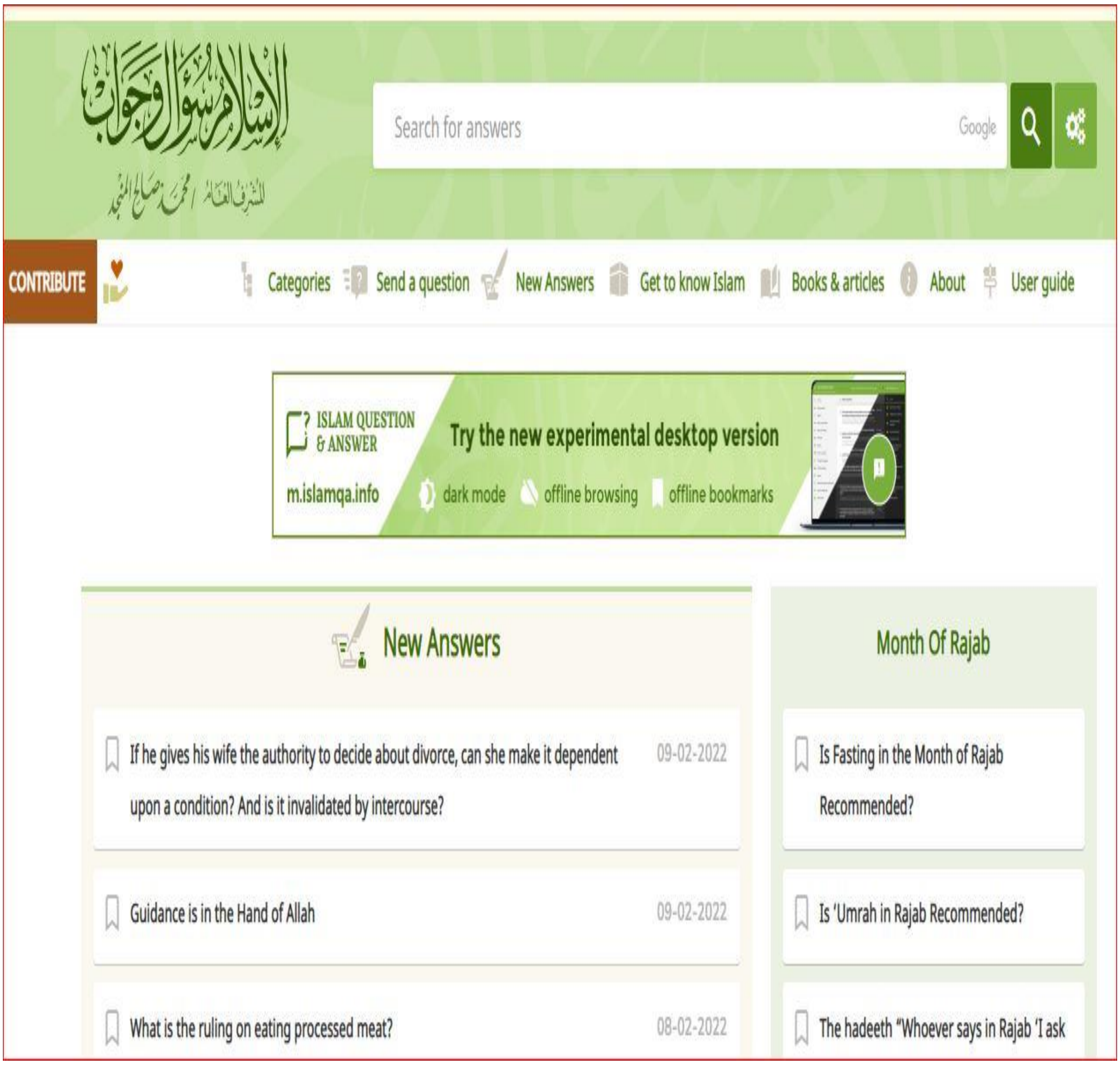

[1] https://www.alexa.com/siteinfo/dawateislami.net

دوسرے سکرین شاٹ میں ہمارے سامنے اسی ویب سائٹ پر موجود انگریزی میں موجود کتب کی تصویر ہے۔

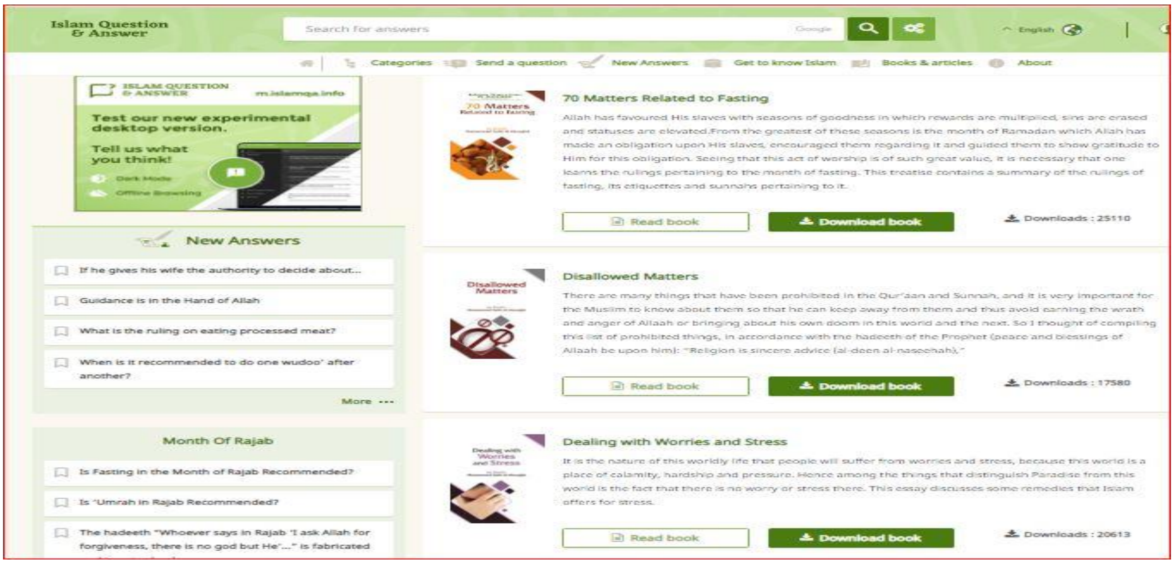

اس سائٹ کے ذریعے ہم مختلف زبانوں میں مختلف کتب آن لائن پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤنلوڈ بھی کر سکتے جن کا مطالعہ ہم بعد میں کسی وقت بھی اپنی سہولت کے مطابق کر سکتے ہیں۔

درس قرآن ڈاٹ کام:(www.darsequran.com)

درس قرآن ڈاٹ کے نام سے ویب سائٹ کا سکرین شاٹ ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ ایک آڈیو اسلامک مواد اور لٹریچر کی ویب سائٹ ہے جس پہ ہم مختلف علماء کرام، مفسرین، مبلغین کی تقاریر، حمد و نعت، مضامین، کتب اور لائیو اسلامی پروگرامز دیکھ سکتے ہیں۔

اس طرح ویب سائٹس کے ذریعے اللہ اور اس کے آخری رسول محمد رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کسے مقام تک پہنچاسکتے ہیں۔یوں ایک داعی اپنا اہم فریضہ سر انجام دے سکتا ہے۔

قران وحدیث (Quran O Hadith)[1]

قران و حدیث کے نام سے ایک ویب سائٹ ہے جو انتہائی مفید ہے۔اس ویب سائٹ میں ہمیں نبی کریم ﷺ کے فرامین کی کتب مل سکتی ہیں۔قران میں کوئی بھی مقام آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے اور انہیں آن لائن پڑھ سکتے ہیں۔احادیث کی کتب میں کوئی بھی حدیث تلاش کرنا بہت ہی آسان ہے۔باب اور حدیث کے عنوان سے کوئی بھی حدیث عربی ،اردو اور انگریزی زبان میں تلاش کر سکتے ہیں۔یہاں بہت ساری احادیث کی کتب موجود ہیں۔اس سائٹ کی تصویر اگلے صفحہ پہ موجود ہے۔

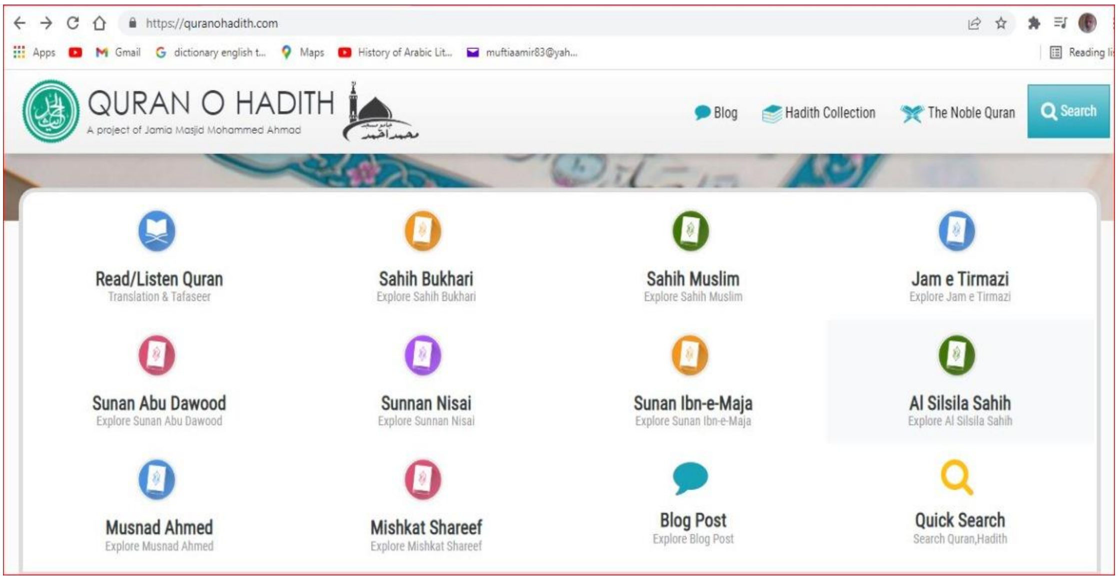

[1] https://quranohadith.com/، تاریخ اخذ، 2022/01/09

اردو کتب اور اسلامی لٹریچر کے لئے ویب سائٹ (کتاب و سنت ڈاٹ کام[1])

ہمارے سامنے اسلامی کتب ایک بہترین لائبریری موجود ہیں۔ جہاں سے ہم مختلف موضوعات پر کتابیں ڈاؤنلوڈ کرسکتے ہیں۔ یہی کتابیں ہم اپنے دوستوں کو بھی بھیج سکتے ہیں اور خود بھی کسی وقت ان کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔ اس ویب سائٹ میں کتب تلاش کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ موضوع کے نام سے کتاب کو تلاش کرنا اور اگر کسی کو کتاب کا نام نہیں آتا تو مصنفین کے نام سے بھی کوئی کتاب تلاش کی جاسکتی ہے۔

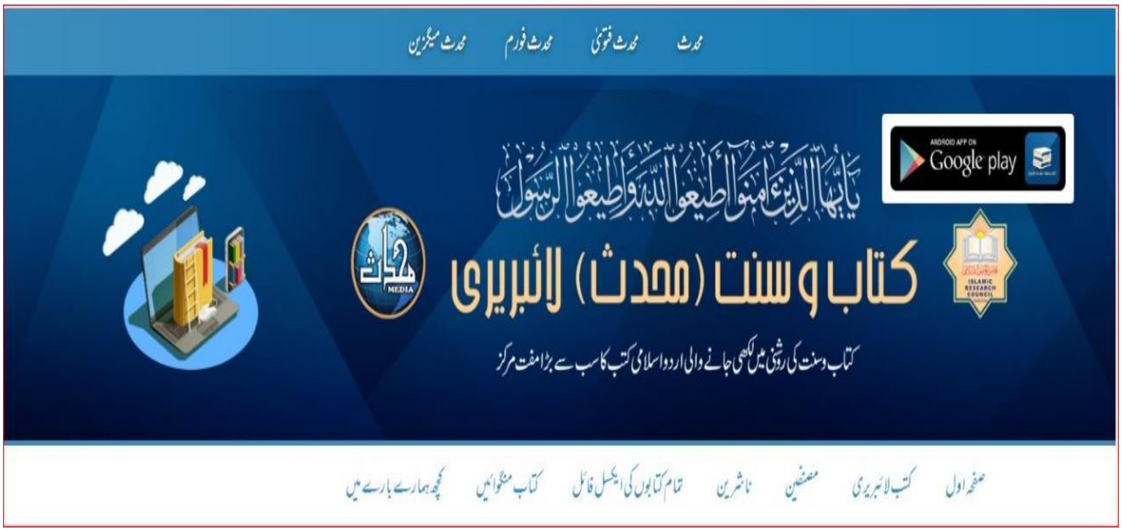

اگلے سکرین شاٹ میں ہم اس ویب سائٹ پر موجود کتب لائبریری کے نام سے کتب کی فہرست دیکھ سکتے ہیں۔ اس ویب سائٹ پر ہزاروں کتب موجود ہیں۔ اس فہرست کے مطابق قرآن، علوم فقہ، اصول فقہ، عقیدہ اہل سنت والجماعت، اسلام اور تصوف، تاریخ و سیرت اور متفرق کتب موجود ہیں۔

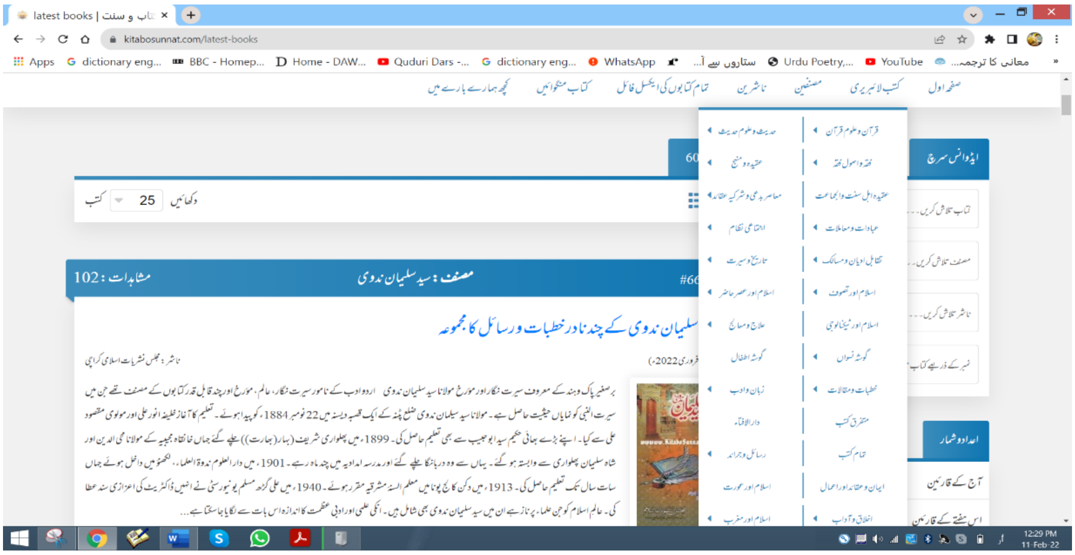

---

[1] https://kitabosunnat.com/latest-books تاریخ اخذ، 2022/01/09

اس سائٹ پر اب تک وزٹ کرنے والوں کی تعداد 6 کروڑ 72 لاکھ 58 ہزار 580 ہیں۔ جیسا کہ تصویر میں دکھا یا گیا ہے۔

وزٹ کرنے والوں کی تعداد

تحریک منہاج القرآن

تحریک منہاج القرآن کا باقاعدہ قیام 17 اکتوبر 1980 کو عمل میں آیا۔ اس کے مرکزی سیکٹری ایٹ کا سنگ بنیاد اس کے روحانی سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ اس تحریک کے مقاصد میں دعوت تبلیغ و دین، اصلاح احوال امت، تجدید و احیاء دین، ترویج اقامت اسلام، امت میں اتحاد و یگانگت، بین المذاہب ہم آہنگی و رواداری، انتہاپسندی کا انسداد اور امن کا فروغ سر فہرست ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قومی و عالمی سطح پر علمی و فکری، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و شعوری اور سماجی و ثقافتی میدانوں میں اصلاح کے لیے کوشاں ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر قیادت علم و عمل اور تعلیم و تربیت کے اس مشن نے چار دہائیوں کے مختصر عرصہ میں ایسے مثالی ادارے قائم کیے گئے ہیں، جو ہر عمر کے افراد کو رہنمائی مہیا کر رہے ہیں۔ یہ مثالی ادارے ان شاءاللہ آئندہ نسلوں کی دینی و دنیوی اخلاقی و روحانی تعلیم و تربیت اور فکری آبیاری کا اہم فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔

تحریک منہاج القرآن کی ویب سائٹ کا فرنٹ پیج

نظر آنے والی تصویر تحریک منہاج القرآن کی ویب سائٹ کا فرنٹ پیج ہے۔ اس ویب سائٹ میں تحریک کے بارے میں مکمل معلومات موجود ہیں۔ اس تحریک نے مختلف میدانوں میں خلا کو پُر کرنے کے لیے آن لائن سروسز کا آغاز کیا، چنانچہ اس ویب سائٹ میں تحریک کے زیر انتظام کیے جانے والے مختلف دعوتی کاموں کی الگ الگ ویب سائٹ بنائی گئے ہے۔ ذیل میں ان سب کی الگ الگ تفصیل ذکر کی جائے گی۔[1]

تفصیل ذکر کرنے سے پہلے تحریک کی مرکزی ویب سائٹ سے استفادہ کرنے والوں کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

اگلی تصویر پر غور کیجئے۔

[1] https://www.minhaj.org/2022/01/10 تاریخ اخذ

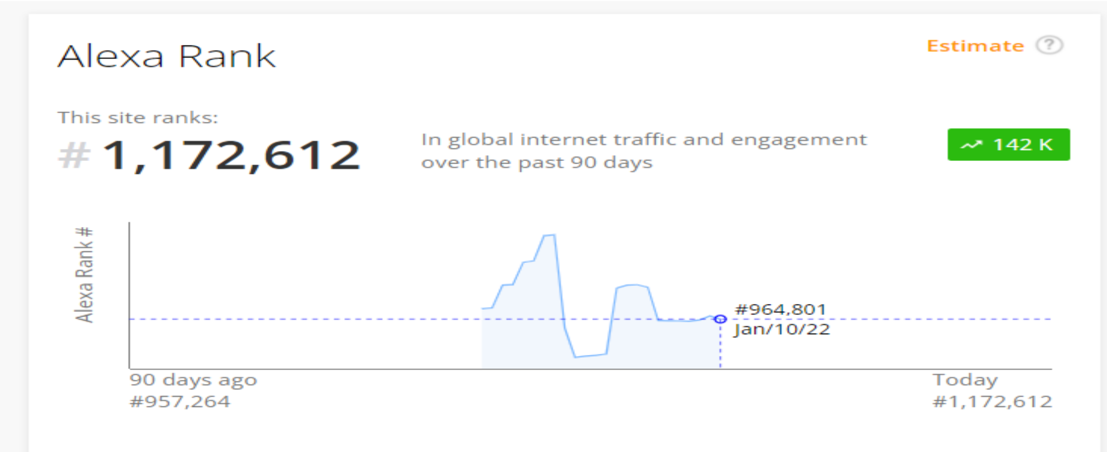

یہ تصویر Alexa کی ویب سائٹ سے لی گئے ہے۔

اس سروے کے مطابق یہ ویب سائٹ پوری دنیا کی ویب سائٹ میں 1,172,612 نمبر پر ہے۔ پچھلے نوے دنوں میں اس ویب سائٹ کو سرچ کرنے والوں کی تعداد 957,264 ہے اور آج کے دن اس ویب سائٹ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد 1,172,612 ہے۔

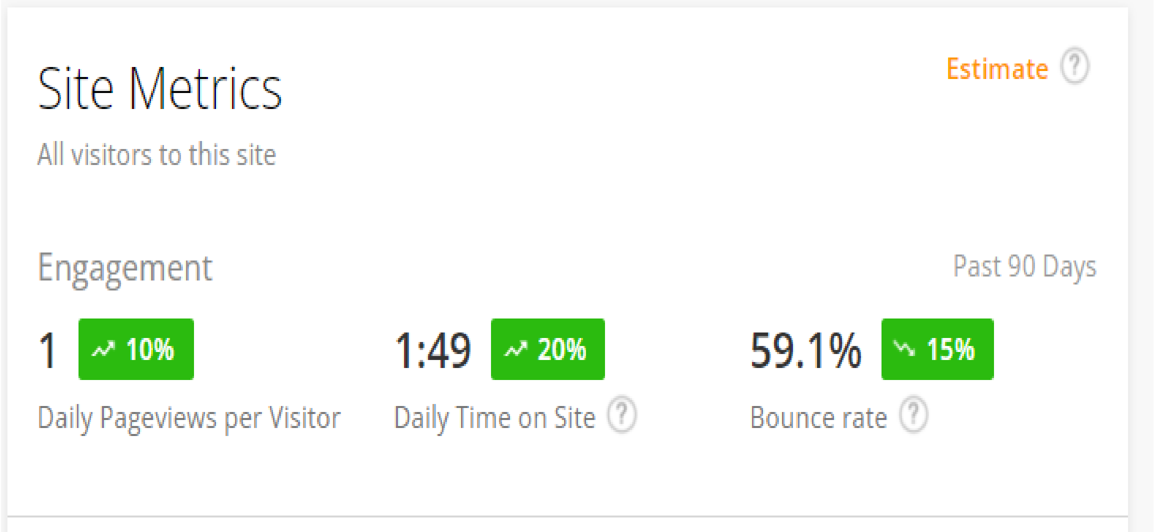

اوپر دکھائی گئی تصویر میں اس ویب سائٹ کا بونس ریٹ دیکھا جا سکتا ہے جو کہ 59.1 فیصد ہے۔[1] اگرچہ یہ ویب سائٹ دعوت اسلامی کی ویب سائٹ سے زیادہ سرچ نہیں کی جاتی ہے۔ ایسے ہی اس ویب سائٹ میں آنے والوں کی زیادہ تعداد تھوڑی دیر ہی اس سائٹ پر رہتی ہے، لیکن اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس تحریک نے ہر کام کے لیے ذیل الگ ویب سائٹس بنا رکھی ہیں۔

---

[1] https://www.alexa.com/siteinfo/minhaj.org2022/01/10 تاریخ اخذ

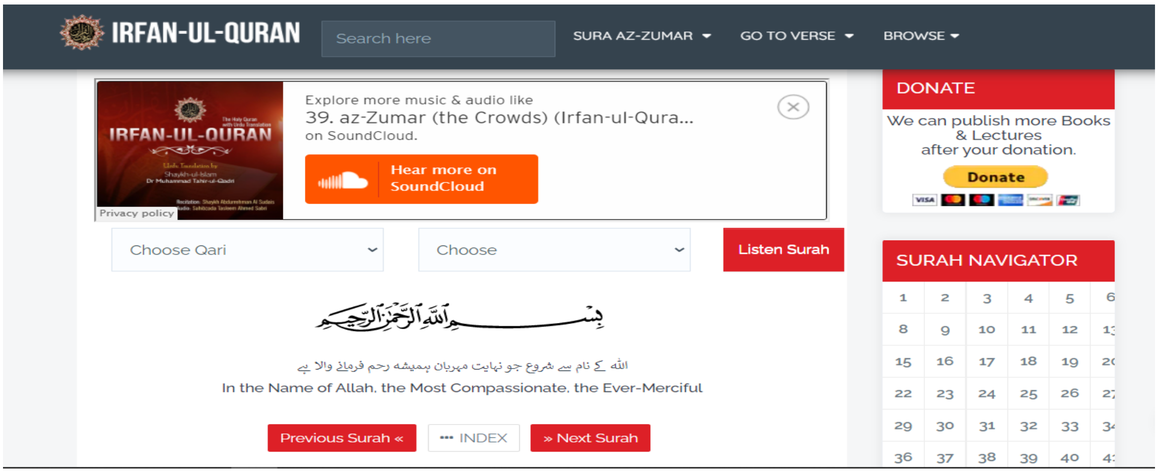

یہ تصویر تحریک منہاج القرآن کی ذیلی ویب سائٹ ”عرفان القرآن“ کی ہے۔اس کے ذریعے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر نشر کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اس ویب سائٹ میں آڈیو کی صورت میں بھی قرآن مجید بمعہ ترجمہ و تفسیر اپلوڈ کیا گیا ہے۔اس سے دنیا بھر میں کسی بھی ملک میں انٹرنٹ کے ذریعے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔[1]

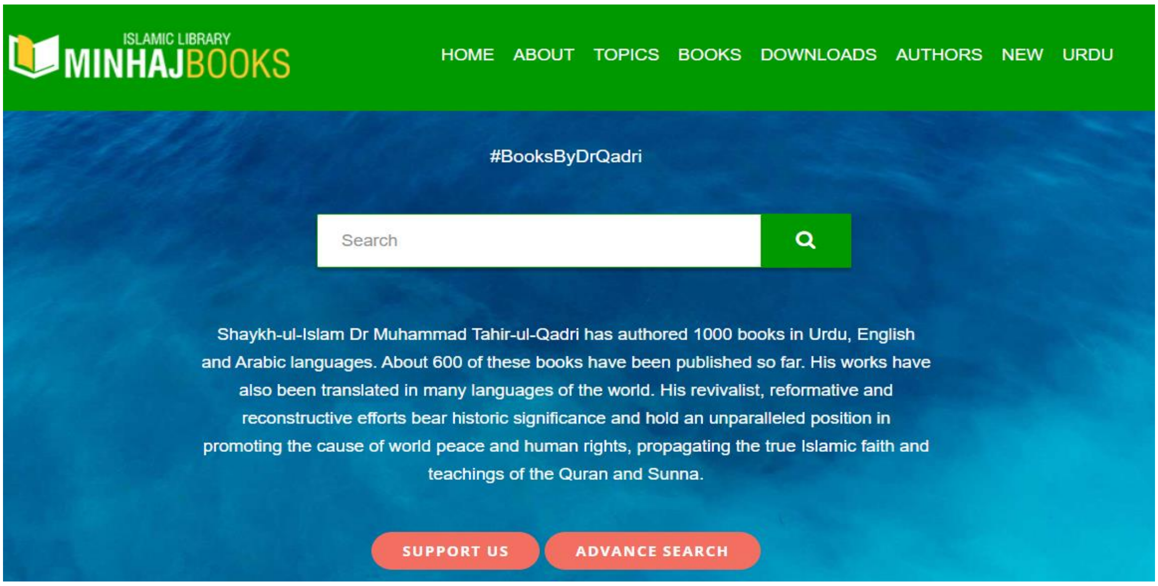

یہ تصویر بھی منہاج القرآن کی ایک لائبریری کی ہے۔اس میں تفصیل انگلش میں لکھی گئی ہے۔اس ویب سائٹ میں ڈاکٹر طاہر القادری کی تقریباً 1000 کتابیں اپلوڈ کی گئی ہیں، جن سے کوئی بھی شخص بلا معاوضہ استفادہ کر سکتا ہے۔یہ کتابیں مختلف زبانوں میں میسر ہیں۔[2]

---

[1] https://www.irfan-ul-quran.com/english/Surah-az-Zumar-with-english-translation/ ، تاریخ اخذ 2022/01/10

[2] https://www.minhajbooks.com/english/index.html

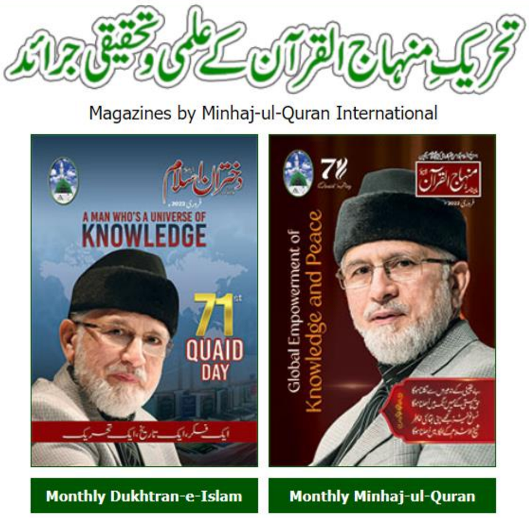

یہ تصویر تحریک منہاج القرآن کے ماہانہ جرائد کی ہیں، ان جرائد کو ہر عام و خاص کی رسائی کے لیے ویب سائٹ پر

اپلوڈ کیا جاتا ہے۔ دو الگ الگ جرائد ہر ماہ منہاج القرآن اپنی ویب سائٹ پر اپلوڈ کرتی ہے۔ ایک کا نام "ماہانہ منہاج القرآن لاہور" جس کو احیائے اسلام اور فروغ امن عالم کے لیے شائع کیا جاتا ہے، جبکہ دوسرے کا نام "ماہانہ دختران اسلام" ہے۔ جسے خواتین کے حقوق کا ترجمان سمجھا جاتا ہے۔[1]

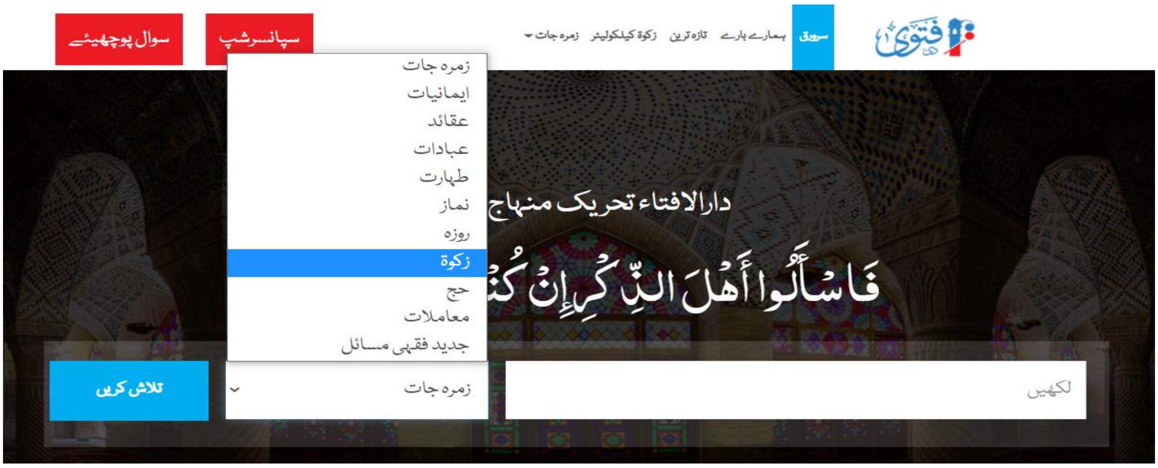

منہاج القرآن کے ماہانہ جرائد

مندرجہ بالا تصویر تحریک منہاج القرآن کی آن لائن دارالافتاء کی سہولت مہیا کرنے والی ویب سائٹ کی ہے۔ اس ویب سائٹ میں ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ موجود ہیں جن سے گاہے بگاہے مختلف ممالک کے لوگ فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس ویب سائٹ میں مطلوبہ فتویٰ تک پہنچنے کے لیے سرچ کا آپشن بھی رکھا گیا ہے۔ ایسے ہی زمرہ

[1] https://minhaj.info/2022/01/10 تاریخ اخذ

جات میں ہر موضوع سے متعلقہ فتاویٰ الگ الگ جمع کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پیج میں سامنے بھی کثیر تعداد میں فتاویٰ موجود ہوتے ہیں، جن میں سے اکثر قریب ہی پوچھے گئے یا اہم مسئلہ کے بارے میں فتاویٰ موجود ہوتے ہیں۔[1]

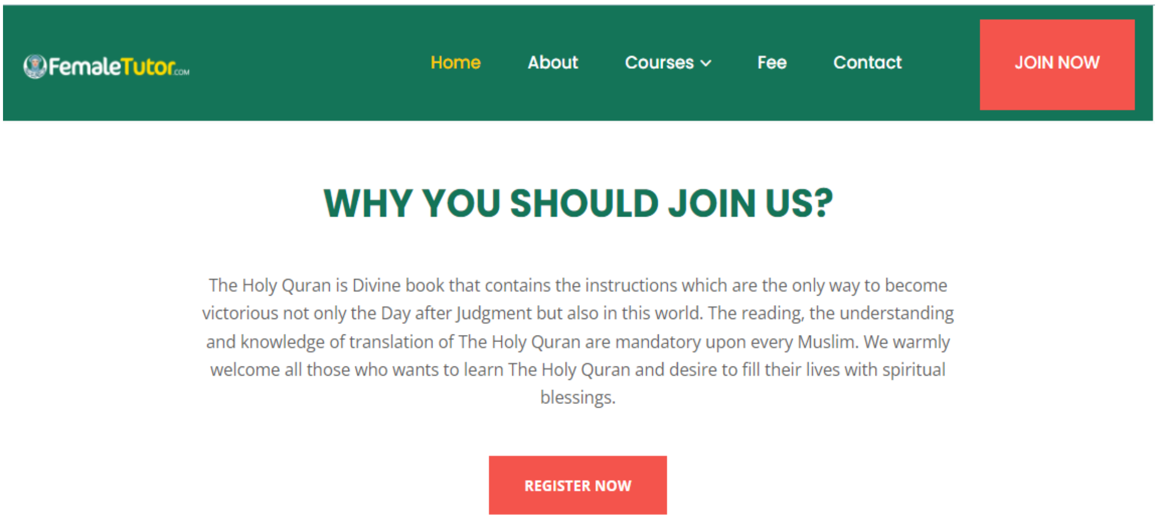

اوپر موجود تصویر منہاج القرآن کی ایک ذیلی ویب سائٹ کی ہے، دنیا بھر سے لوگ اس ویب سائٹ کے ذریعے منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے اپنے بچوں کو ناظرہ قرآن اور بنیادی اسلامی تعلیمات سے مستفید کراتے ہیں۔ منہاج القرآن نے مستقل بنیادوں پر کثیر تعداد میں مرد و خواتین اساتذہ صرف اسی لیے رکھے ہیں کہ آن لائن ناظرہ قرآن پڑھنے والے لوگوں کو پڑھایا جاسکیں۔[2]

اس طریق تدریس میں عموماً ایک بچے کو الگ الگ سے سبق پڑھایا جاتا ہے، لیکن اگر کچھ طلباء گروپ کی شکل میں پڑھنا چاہیں تو ان کے لیے بھی پلان موجود ہے۔ اس طریقہ میں شاگرد کی سہولت کے مطابق کلاس کا وقت رکھا جاتا ہے۔ خواتین کے لیے خواتین معلمات ہوتی ہیں، جبکہ مرد حضرات کے لیے مرد اساتذہ ہوتے ہیں۔ طالب علم کو اپنی زبان میں ہی پڑھایا جاتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہ کر اس طریق تدریس میں تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔

[1] https://www.thefatwa.com/urdu/index.html2022/01/10 تاریخ اخذ ،
[2] https://femaletutor.com/2022/01/10 تاریخ اخذ ،

باب پنجم

جدید وسائل دعوت کی اہمیت اور ان کے ہمہ جہتی اثرات

فصل اول: جدید وسائل دعوت کی اہمیت

فصل ددم: جدید وسائل دعوت کے مثبت اثرات

فصل سوم: جدید وسائل دعوت کے منفی اثرات

فصل اول

جدید وسائل دعوت کی اہمیت

اس سے قبل دعوت و تبلیغ کی اہمیت، دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل اور سوشل میڈیا پر دعوتی سرگرمیوں کے جائزے پر تفصیلی روشنی دالی گئی تھی۔ ذیل میں جدید وسائل کی اہمیت بیان کی جارہی ہے۔

وسائل کی حیثیت

کسی بھی کام کی تکمیل کے لیے وسائل کا ہونا ناگزیر ہے۔ بغیر وسائل کے نہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی چیز کی تشہیر ممکن ہے۔

دعوت و تبلیغ ان اہم امور میں سے سر فہرست ہے، جو ہر ایک پر لازم ہے۔ اسلام کی طرف دعوت دینا اور کفر کے گڑھوں میں گرنے سے بچنے کی ترغیب دینا ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے۔ در حقیقت ہر زمانے میں افعال و اشیاء کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں اور کامیاب وہی رہتا ہے جو زمانے کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام کا آغاز کرے اور مزاج وطبائع کی رعایت رکھتے ہوئے اپنے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچادے۔

دعوت و تبلیغ کے لیے جدید وسائل

دعوت و تبلیغ کے کام کا حلقہ جس قدر وسیع ہو گا، عالم اسلام کو اسی قدر نفع پہنچے گا۔ موجودہ دور میں اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے لیے سب سے زیادہ تیز ذریعہ میڈیا کا ہے۔ اس کے ذریعے سیکنڈز میں اپنی بات دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچائی جا سکتی ہے۔

ایسے میں ان وسائل کو دعوت و تبلیغ کے پھیلاؤ کے لیے غنیمت سمجھنا چاہئے اور جہاں ان وسائل کو فحاشی و عریانی کے لیے استعمال کیا جارہا ہے وہی اس کے سدباب کے لیے بھی بھرپور کوشش کرنی چاہئے اور دعوت و تبلیغ کا کام بھی تیز کرنا چاہئے۔

جدید وسائل کو تبلیغ دین کے لیے استعمال کرنے کی ضرورت واہمیت

اگر ان وسائل سے اصلاح کا کام نہ لیا گیا تو یقیناً ان سے بگاڑ اور فحاشی کا کام لیا جاتا رہے گا اور یوں آنے والی نسلیں اپنے دین وایمان کا سودا کرنے میں ذرا تامل نہیں کریں گے۔

میڈیا کے شعبوں میں نشر واشاعت کا شعبہ بے حد اہمیت کا حامل ہے، چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"نشر و اشاعت کے شعبے کی اہمیت تعلیم سے کسی طرح کم نہیں ہے، بلکہ ہمارے ملک میں جہاں عوام کی اکثریت ناخواندہ یا کم پڑھی لکھی ہے۔ نشر واشاعت کے وسائل ہی ایسی چیز ہے جو ان کے دل و دماغ کو متاثر کر کے ان کی تربیت کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہم نے چند گنے چنے مواقع کے علاوہ اپنے نشر اشاعت کے وسائل سے اپنے دینی، قومی اور اجتماعی مقاصد کے لیے نہ صرف خاطر خواہ کام نہیں لیا، بلکہ اگر زیادہ صاف گوئی سے کام لیا جائے تو انہیں اپنے اصل مقاصد سے بالکل الٹی سمت میں استعمال کیا۔"[1]

دعوت و تبلیغ کے مختلف شعبوں کی اہمیت و ضرورت

شعبہ نشر و اشاعت ہمارے مقصد میں کامیابی کے لیے بنیادی وسائل میں سے ایک ہے۔ اس کے ذریعے بے شمار کام کیے گئے اور کیے جا رہے ہیں۔ یہ مختلف شاخوں پر محیط ہے، جس میں کتب، اخبارات و رسائل، ٹیلیویژن اور ریڈیو وغیرہ اہم درجہ رکھتی ہیں۔ ذیل میں معاشرے میں ان وسائل کی ضرورت و اہمیت اور ان کے مفید و منفی پہلوؤں کی طرف مختصراً اشارہ کیا جائے گا۔

سوشل میڈیا کے ذریعے دعوت و تبلیغ کی اہمیت

دور حاضر کے ذرائع ابلاغ میں سے سوشل میڈیا کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انٹرنیٹ نے دنیا کو گلوبل ولیج بنا کر رکھا ہے صرف ایک کلک سے دنیا کے کسی بھی ملک میں بیٹھے ہوئے انسان تک پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ سوشل میڈیا پر دعوت و تبلیغ کے کام میں بہت آسانی ہے۔ مزید یہ کہ سرچ انجن (گوگل وغیرہ) پر جب صارف کوئی تحریر، آڈیو یا ویڈیو سرچ کرتا ہے مثلاً دعوت و تبلیغ لکھ کر تلاش کرتا ہے تو اس کے سامنے مختلف ویب سائٹس پر تحریر، تقریر، آڈیوز، ویڈیوز بلکہ کتب بھی آجاتی ہیں اور صارف اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔

کتب کی اہمیت و ضرورت

ایک زمانے میں فقط کتب ہی نشر و اشاعت کے وسائل میں سے شمار کیے جاتے تھے اور بڑی اعلیٰ پائے کی کتابیں لکھی جاتی تھیں، لیکن اب طبائع کے اختلاف سے ذوق کتب بینی اپنی پہلی سی اہمیت تو کھو چکی ہیں، لیکن اب بھی ان کی اہمیت اور نفع رسانی کا کسی طور انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مختلف اسلامی پہلوؤں پر تحقیق کر کے غور و فکر کے پہلو نکالے جا سکتے ہیں اور امت مسلمہ کے ذہنوں کی آبیاری کیا جا سکتی ہے۔

---

[1] عثمانی، محمد تقی، نفاذ شریعت اور اس کے وسائل (کراچی: مکتبہ دار العلوم کراچی،، 1435) ص: 95

ان تمام امور میں خلوص نیت شرط ہے کہ اس کے بغیر نفع رسانی کا خیال محض وہم ہے۔ عموماً اس مقام پر آکر لوگوں کی نیتیں اصلاح امت سے ہٹ کر شہرت نفس کی طرف یا روپیہ حاصل کرنے کی طرف آنے لگتی ہے۔ سو اس سے ہر طور بچنا چاہئے۔

مولانا ابن الحسن عباسی اپنی کتاب میں مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص نیت اور ان کی کتابوں پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

> "مولانا اگر چاہتے تو اپنی کتابوں کی رائلٹی لے کر لاکھوں کی جائیداد بنا سکتے تھے، لیکن انہوں نے مدینہ منورہ کے ایک وقف مکان میں بڑی سادگی کے ساتھ زندگی کے آخری چوبیس سال گزارے، کسی کتاب کی رائلٹی لینے کا معاملہ کبھی حاشیہ خیال میں بھی نہیں آیا، وہ کتابوں کے عام ہونے اور لوگوں کا ان کتب سے فائدہ اٹھانے ہی کو سب سے بڑی رائلٹی سمجھتے تھے۔"[1]

لہٰذا اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں بھی اخلاص کے ساتھ اس محاذ پر کام کرنا چاہئے۔

اخبارات ورسائل کے ذریعے تبلیغ دین کی اہمیت وضرورت

اخبارات ورسائل ملک بھر میں روزانہ اور ماہانہ بنیادوں پر وسیع پیمانے پر شائع کیے جاتے ہیں اور حالاتِ حاضرہ کی معلومات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے وسیع حلقے میں ان کو پڑھا اور دیکھا جاتا ہے، لہٰذا ذہنی نشو نما اور تربیت کے لیے دعوت و تبلیغ کے حوالے سے اپنا پیغام پہنچانا انتہائی ضروری ہے۔

اخبارات میں کالم نگاروں کو معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے اور اچھائی کی طرف دعوت دینی چاہئے۔ چنانچہ ابن الحسن عباسی لکھتے ہیں کہ:

> "کالم نگاری ایک مستقل فن اور اپنا پیغام پہنچانے کا مؤثر ذریعہ بن گئی ہے، کالم نگار کو اگر اللہ تعالیٰ نے طاقت ور قلم اور دل و دماغ متاثر کرنے والا اسلوب دیا ہو تو وہ قارئین کے ایک بڑے حلقے کی صحیح فکری راہنمائی اور انہیں بر وقت صحیح معلومات و حقائق سے آگاہ کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے اگر اللہ نے درد آشنا دل اور سوز آہ کی دولت دی ہو تو وہ پڑھنے والوں میں جذبوں کو

---

[1] عباسی، ابن الحسن، کرنیں (کراچی: مکتبہ عمر فاروق، 1441) ص:198

ابھار سکتا ہے اور صحیح ولولوں کی آبیاری کر سکتا ہے۔"[1]

اخبارات ورسائل کی اہمیت مسلم ہے کہ اس کے ذریعے دنوں میں بات پورے ملک میں پھیل سکتی ہے اور اس میں نشر ہونے والے فحش لٹریچر کی روک تھام کر کے امر بالمعروف کے پیغام کو پہنچانے کی ضرورت بھی کسی آنکھ سے مخفی نہیں ہے۔

ٹیلی ویژن کی ضرورت واہمیت

ٹیلی ویژن موجودہ دور میں تقریباً ہر معاشرے کے تمام افراد تک پہنچ گیا ہے اور شہروں میں تو شاید ہی کوئی گھر اس سے خالی ہو، لہٰذا اس وسیلے کو بروئے کار لاتے ہوئے دین کی تبلیغ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ٹیلی ویژن کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ اس کے رنگین ہونے کی وجہ سے معاشرے کے چھوٹے افراد سے لے کر بڑے تک یکساں طور پر اس کو پسند کرتے ہیں اور اس کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے، لہٰذا اس اہم وسیلے سے اہم کام یعنی تبلیغ دین کا کام لینا بہت ضروری ہے، موجودہ رجحانات کے مطابق اس کا غلط استعمال عام سے عام ہوتا جا رہا ہے۔ رقص، گانوں کی ویڈیوز نئی نسل کی ذہنی آبیاری کی بجائے ان کی بیخ کنی کر رہی ہے، اس المیے کی طرف مفتی تقی عثمانی توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "ہماری دینی و اخلاقی تباہی میں فلم اور ٹیلی ویژن کا بڑا ہاتھ ہے، خاص طور سے ٹیلی ویژن نے چند سال کے مختصر عرصے میں نئی نسل کے اندازِ فکر و عمل کا کایا ہی پلٹ کے رکھ دیا ہے۔ عریانی اور فحاشی کے جو کھیل پہلے سینما ہالوں، نائٹ کلبوں اور رقص گاہوں تک محدود تھے، اب اس کے ذریعہ گھر گھر پھیل چکے ہیں اور انہوں نے باپ بیٹی، بھائی، بہن اور چھوٹے بڑے کی ان تمام حدود کو منہدم کر دیا ہے، جو کبھی بے حیائی کے اقدامات میں رکاوٹ بن جایا کرتی تھیں۔"[2]

انہی مسائل کی بنا پر ٹیلی ویژن میں دائرہ تبلیغ کو تیز تر بنانے کی ضرورت ہے، تاکہ بچوں اور بڑوں کی جو صلاحیتیں فلمیں دیکھ دیکھ کر ضائع ہو رہی ہیں وہ کلام اللہ اور احادیث نبویہ سن سن کر دین کی خدمت کے لیے خرچ ہو جائیں اور زندگی سنور جائے۔

---

[1] ایضاً، ص:11

[2] عثمانی، محمد تقی، **نفاذ شریعت اور اس کے مسائل**، ص:98

ریڈیو کی ضرورت واہمیت

ریڈیو بھی نشر واشاعت کا ایک شعبہ ہونے کے طور پر ایک وسیع پیمانے میں استعمال کیا جاتا ہے، اگرچہ رنگین ٹیلیویژن کی ایجاد کے بعد اس کا استعمال کم ہو گیا ہے، لیکن دور دراز کے دیہاتوں میں ابھی تک اس کی اہمیت مسلم ہے اور تمام لوگ اس سے نشر ہونے والی خبروں سے واقف رہتے ہیں۔ اگر اس کے ذریعے تبلیغ دین کی کوششیں تیز کر دی جائیں اور بجائے گانوں کے نشر ہونے کے قرآن مجید کی تلاوت یا اس سے مستنبط ہونے والے احکام و مسائل بیان کر دیے جائیں تو اس کے نتائج انتہائی حوصلہ افزا نکلیں گے۔ مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ:

> "نشر واشاعت کے وسائل میں سب سے زیادہ وسیع دائرہ اثر ریڈیو کا ہے، جسے دور دراز کے دیہات میں ان پڑھ سے ان پڑھ آدمی بھی سنتا ہے، لیکن فی الوقت ریڈیو کے غالباً ستر فیصد بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ پروگرام موسیقی وغیرہ کی نذر ہو جاتے ہیں، اگر درد مندی اور حقیقت پسندی کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ طریقہ وہی قوم اختیار کر سکتی ہے جو اپنے حال اور مستقبل سے بے فکر ہو کر اپنی عوام کو صرف کھیل تماشوں کی راہ پر لگانا چاہتی ہو، حالانکہ اگر ریڈیو کو صحیح استعمال کیا جائے تو یہ کم پڑھے لکھے لوگوں کے لیے تعلیم و تربیت کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔"[1]

لہٰذا ریڈیو کے ٹائم ٹیبل کے مطابق ہر لمحے کچھ نہ کچھ دینی مواد نشر ہوتے رہنا چاہئے تاکہ سننے والوں کو ہر وقت سننے کا موقع میسر ہو اور فحش مواد کی نشر واشاعت کو ممکنہ طور پر کلیتاً روک دینا چاہئے تاکہ اس گناہ کبیرہ سے پوری قوم نجات پائے۔

مخاطبین کی زبان سیکھنا بھی ایک ضروری وسیلہ تبلیغ ہے

دراصل جب کبھی بھی ہم کسی سے گفتگو کرنا چاہیں تو بات اس زبان میں کریں گے جس کو مخاطب سمجھ سکے اور یہ دوسروں سے گفتگو کرنے کے لیے اولین شرائط میں سے ہے۔

دعوت و تبلیغ درحقیقت ایک ایسا پیغام ہے جو دنیا کے ہر فرد کی ضرورت ہے اور داعیان اسلام کا فرض بھی ہے کہ وہ اس دعوت کو لے کر دنیا کے تمام اطراف میں پھیل جائیں۔ دوسرے ممالک اور خطوں میں رہنے والوں کو دعوت دینے سے پہلے ان کی زبان سیکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے کلام میں ارشاد ہے:

---

[1] ایضاً، ص:95

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾[1]

اور ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا خود اس قوم کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے۔

مولانا مودودی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس کے دو مطالب ہیں ایک یہ ہے اللہ تعالی نے جو نبی جس قوم میں بھیجا اس پر اسی قوم کی زبان میں اپنا کلام نازل کیا، تاکہ وہ قوم اسے اچھی طرح سمجھے، اور اسے یہ عذر پیش کرنے کا موقع نہ مل سکے کہ آپ کی بھیجی ہوئی تعلیم تو ہماری سمجھ ہی میں نہ آئی تھی پھر ہم اس پر ایمان کیسے لاتے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے محض معجزہ دکھانے کی خاطر بھی یہ نہیں کیا کہ رسول تو بھیجے عرب میں اور وہ کلام سنائے چینی یا جاپانی زبان میں۔ اس طرح کے کرشمے دکھائے اور لوگوں کی عجائب پسندی کو آسودہ کرنے کی بہ نسبت اللہ تعالی کی نگاہ میں تعلیم و تلقین اسلام کے نشر اور اشاعت میں زبان دانی کا بڑا اہم رول رہا ہے۔[2]

چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ:

((تُحْسِنُ السُّرْيَانِيَّةَ؟إِنَّهَا تَأْتِينِي كُتُبٌ قَالَ قُلْتُ لَاقَالَ فَتَعَلَّمْهَافَتَعَلَّمْتُهَا فِي سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا))[3]

"کیا تم سریانی زبان اچھی طرح سے جانتے ہو؟ کیونکہ میرے پاس سریانی زبان میں خط آتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اسے سیکھو لو۔ چنانچہ میں نے سترہ دنوں میں سریانی زبان اچھی طرح سیکھ لی"۔[4]

مخاطبین کی زبان ضرورت کی غرض سے سیکھنا چاہیے۔ موجودہ دور میں چونکہ انگریزی زبان بین الاقوامی زبان کا درجہ اختیار کر گئی ہے، اور عموماً تمام ممالک میں اس کے جاننے والے پائے جاتے ہیں، لہٰذا علمائے کرام کو خصوصی طور پر اس زبان کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے تاکہ اسلام کی عالمگیر دعوت کسی ایک علاقے یا زبان کے ساتھ مخصوص ہو کر نہ رہ جائے، بلکہ تا ابد عالمی مذہب ہونے کے طور پر اس کا پیغام اطراف واکناف کے تمام خطوں اور گوشوں تک پہنچ جائے۔ ایسا ہی عربی زبان سیکھنے بھی ضرورت ہے۔

---

[1] ابراھیم:4

[2] مودودی، ابو الاعلیٰ (المتوفیٰ:1970ء)، **تفہیم القرآن** (ادارہ ترجمان القرآن) 2/271

[3] الشیبانی، ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل (المتوفی 241ھ)، **مسند الامام احمد بن حنبل**، الطبعة الاولی:1421، باب حدیث زید بن ثابت عن النبی ﷺ، ح:21587، 35/463

[4] کاندھلوی، محمد یوسف، **حیاۃ الصحابہ** (کراچی: بشریٰ ایجوکیشنل ٹرسٹ، 2014) ص:274

نصوص اور فقہی احکام کے معانی کا ترجمہ کرنے کے لیے مخاطبین کی زبان پر عبور حاصل ہو، تاکہ جملوں کی بناوٹ خراب ہونے سے معانی بدل نہ جائیں اور آسانی سے مقصد حاصل کیا جاسکے۔

درج بالا تفصیل سے واضح ہو گیا ہے کہ جدید وسائل کو تبلیغ دین کے لیے استعمال کرنا ناگزیر ہے اور تمام ذرائع ابلاغ سے نشر ہونے والے فحش مواد کا حتی الامکان سدباب کر کے امر بالمعروف سے بھرپور مواد نشر کرنا چاہئے۔

درج بالا ذرائع کے علاوہ اور بھی بہت سارے وسائل ہیں۔ مثلاً موجودہ دور میں تیز ترین وسیلہ فیس بک، انٹرنیٹ، واٹس ایپ، فون کالز، آڈیو ریکارڈنگ، ویڈیو ریکارڈنگ اور ٹیپ وغیرہ ان سے خوب تبلیغ دین کا کام لیا جاسکتا ہے۔ اس فصل میں جدید وسائل کی ضرورت و اہمیت تبلیغ دین کے حوالے سے زیر بحث آئے ہیں۔ یقیناً ان تمام وسائل کی ضرورت کسی پر کوئی مخفی امر نہیں ہے اور ان کی اہمیت مسلم ہے، لیکن ان سب کا صحیح طریقہ کار وہی ہے، جو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ان کے خطرناک اور مضر شعاؤں سے عوام کو بچایا جائے اور اس سے نور کی شعائیں پھوٹنا چاہئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک جماعت فقط اس کام کے لیے تیار ہو جائے کہ جدید وسائل کے ذریعے پھیلنے والی بے حیائی کو روک کر احکام و فضائلِ دین عوام کو سنانے چاہئے تاکہ لوگوں کی زندگیاں بدل جائیں اور ان کی زندگی سے منکرات کا خاتمہ ہو جائے۔ جدید وسائل کے صحیح اور بھرپور استعمال کا فقط یہی واحد طریقہ ہے۔

فصل دوم

جدید وسائل دعوت کے مثبت اثرات

عالم ایک اہم اور خاص مقصد کے تحت وجود میں آیا ہے۔ اس کا مقصد بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند بنانا ہے انسانی حقوق، عدل کا قیام اور دعوت و تبلیغ جیسے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ اور جدید وسائل کی ضرورت ہے۔ وسائل اور ذرائع ابلاغ تقریبا ہر دور میں مختلف رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے دور میں وہ وسائل اور ذرائع ابلاغ نہیں تھے جو آج کل کے دور میں ہیں۔ اس وقت کا مؤثر ذریعہ کتابت تھا۔ ہر دور میں وسائل بدلتے ہیں لیکن اس کی ذمہ داریاں تبدیل نہیں ہوتی۔ اسلام میں ذرائع ابلاغ اور جدید وسائل کی ذمہ داریاں جاننے سے قبل مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں:

> "نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں تعاون کرو اور بدی و زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو، تمہاری دوستی اور دشمنی خدا کی خاطر ہونی چاہیے، نیکی کا حکم دیں اور بدی سے روکیں، آپس میں بدگمانی نہ کرو، اللہ کے بندوں آپس میں بھائی بن کر رہو، کسی ظالم کا ساتھ نہ دو دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو"۔[1]

جدید وسائل کے بہت سے فوائد ہیں جو کہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں رونما ہوتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کے فوائد و اثرات ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کی اہمیت و افادیت

ذرائع ابلاغ معاشرہ کے لئے ایک لازمی جزو بن کے رہ گئے ہیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے مغربی ممالک نے اسے ایک سائنس کا درجہ دے دیا اور اس پر تحقیق کی جارہی ہے۔

سید قاسم رضوی لکھتے ہیں:

> "موجودہ وقت میں ابلاغ کے دائرہ کار کو ملکی اور معاشرتی نظام میں اس قدر اہمیت حاصل ہوگئی ہے کہ اب اسے منظم سائنس کا درجہ حاصل ہوچکا ہے، اس فن کا باقاعدہ اور جدید تقاضوں کے تحت مطالعہ اور استعمال نظام تدریس، نظام معاش اور سیاست کا جز ہے"۔[2]

---

[1] مودودی، ابوالاعلیٰ، **اسلام کا نظام حیات**، (مرکزی مکتبہ اسلامی) ص:30

[2] سید قاسم رضوی، **ابلاغ عام**، 1968ء، ص:10

ابلاغ کے متعلق مہدی حسن لکھتے ہیں۔

"دوسروں تک اپنے خیالات پہنچانے، ان پر اپنا مطلب واضح کرنے اور بات چیت کرنے کے عمل کو "ابلاغ" کہتے ہیں، تاہم ابلاغ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے لئے لفظ ہی استعمال کئے جائیں۔ آرٹسٹ اپنے خیالات کا اظہار رنگوں کے ذریعے کرتا ہے، عکاس اپنا نظریہ دوسروں تک پہنچانے کے لئے چہرے کے تاثرات کو ذریعہ اظہار بناتا ہے۔ سڑک پر جاتے ہوئے سرخ بتی کا نظر آنا رکنے کا اشارہ ہے جبکہ سبز بتی کا روشن ہونا جانے کا پروانہ سمجھا جاتا ہے"۔[1]

اسی طرح اس کی افادیت بمقابلہ ماضی کے بہت زیادہ ہو گئی ہے اور دنیا کے ایک کونے میں رہنے والا دوسرے کونے کے احوال سے فوراباخبر ہو سکتا ہے۔ سو اس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔

دعوت و تبلیغ میں میڈیا کا کردار

چونکہ کہ اب دماغوں پر میڈیا کا غلبہ ہے اور لوگوں کے ذہنوں پر میڈیا میں ہونے والی بات کا اثر ہوتا ہے لہٰذا اہل اسلام کو اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور میڈیا پر نیکی کے فروغ کی بھرپور سعی کرنی چاہئے۔ ان حالات میں مبلغ کو چاہئے کہ وہ اس میدان میں اپنی کوشش تیز کر دیں اور میڈیا کے میدان میں محنت کر کے اپنا سکہ جمائیں۔ مقدار کے اعتبار سے وسیع تر اور معیار کے اعتبار سے اعلی ترین کام سرانجام دیں تا کہ وہ اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریاں نبھا سکیں۔

دعوت و تبلیغ کے ضمن میں بہت سارے میدان موجود ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے دور دراز دنیا میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو قرآن مجید تعلیم دی جا سکتی ہے- بہت سارے ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمان اپنے بچوں کو براہ راست قرآن مجید اور نماز کے ابتدائی احکام و مسائل نہیں سکھا سکتے۔ کیونکہ وہاں اس چیز کا انتظام نہیں ہوتا۔ ایسی صورتحال سے دوچار ممالک میں میڈیا کے ذریعے قرآن مجید کی تعلیم و تعلم بہت مفید سلسلہ جاری ہو سکتا ہے اور اس ماحول میں رہنے والے ان بچوں کو نماز اور روزہ جیسی عبادات کا پابند بنایا جا سکتا ہے۔

ویڈیوز کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ

آج کل علماء کرام جو دین اسلام میں رسوخ رکھتے ہیں مختلف انداز میں دین اسلام کی تبلیغ میں اپنا حصہ ڈال

[1] مہدی حسن، **ابلاغ عام**، (لاہور، مکتبہ کاروان)، 1974ء، ص:15

رہے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کہ ان کے بہت سارے بیانات صاف اور بہترین ریکارڈنگ میں دستیاب ہیں اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد ان کو سنتی ہیں اور ان سے متاثر ہو کر اسلام کی قربت اختیار کر لیتے ہیں۔ یوٹیوب چینل سے لاکھوں لوگ ان کے بیانات سن کر دین اسلام سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح علامہ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب، مفتی تقی صاحب، مولانا طارق جمیل صاحب، مولانا الیاس قادری اور مولانا ڈاکٹر اسرار رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات جو کہ سوشل میڈیا اور یوٹیوب پہ موجود ہیں لوگ وہ سن کر ان سے استفادہ کرتے ہیں۔

تحاریر کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ

لکھنے پڑھنے کا آغاز گرچہ بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن آج کے ترقی یافتہ دور میں جہاں دوسرے میدان میں سائنس نے انقلاب برپا کر دیا ہے وہی پرنٹ میڈیا بھی ترقی کے عروج پر ہے۔ پہلے کتاب لوگ ہاتھوں اور قلم سے لکھتے تھے جس میں بہت وقت صرف ہو جاتا جبکہ آج ایک کتاب لکھنا آسان ہو گیا ہے ایکسل، ایم ایس ورڈ اور جدید وسائل کے ذریعے اور پھر اس ایک کتاب کی لاکھوں کاپیاں کرنا بھی جدید وسائل نے آسان کر دیا ہے یوں ان کتب کی کاپیاں کرا کر عوام میں تقسیم کر کے ان میں دعوت و تبلیغ کا کام کیا جا رہا ہے۔

ہر شخص کے لئے استفادہ کا امکان

ہر بندہ پڑھا لکھا نہیں ہوتا بعض لوگ تعلیم حاصل کر لیتے ہیں جبکہ کچھ لوگ ناخواندہ رہتے ہیں تو سوشل میڈیا اور جدید وسائل میں انقلاب کے باعث دعوت و تبلیغ کے میدان میں یہ فائدہ ہوا کہ اب ہر شخص چاہے وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اس کے لئے سوشل میڈیا سے استفادہ ممکن ہوتا ہے۔ ایک ایسا بندہ جو پڑھنا لکھنا تو نہیں جانتا لیکن وہ تقاریر سن کر اور دعوت و تبلیغ کے اسی طرح اسلامی احکام سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔

انٹرنیٹ کی طرف میلان

انٹرنیٹ کی طرف لوگوں کی رغبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ انٹرنیٹ سے استفادہ کرنے والے لوگوں کی تعداد جنوری 2021ء میں ایک رپورٹ کے مطابق تقریبا 66.6 بلین تھی۔[1]

اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ عصر حاضر میں ہر محقق کے لیے مرجع کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور ہر دینی و دنیاوی طالب علم کے لیے اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ ماضی میں بہت سارے ممالک میں مذہب اسلام کے

1
https://www.google.com/search?q=users+of+internet+in+world&rlz=1C2CHBD_enPK931PK931&sxsrf=APq-2022/02/08

حوالے سے صحیح معلومات حاصل کرنا مشکل ہوتا تھا، لیکن عصر حاضر میں یہ مشکل نہیں رہی ہے۔ آج کوئی بھی شخص اسلام کے بارے میں صحیح علم حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں پاتا ہے، بلکہ انٹرنیٹ کی بدولت آج اسلام ہر گھر میں پہنچ چکا ہے۔

مشقت سے چھٹکارا

اگر انسان ایک چھوٹی سی کتاب بھی مثلا صرف 100 لوگوں کے لیے طبع کرانا چاہے تو اسے ایک خطیر رقم خرچ کرنا ہوگی، جبکہ انٹرنیٹ کے ذریعے مندرجہ بالا مشقت کے بغیر اپنا پیغام لاکھوں افراد تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

انٹرنیٹ سے استفادہ میں سہولت

دعوت و تبلیغ کے میدان میں انٹرنیٹ سے استفادہ کرنا کمپیوٹر سے استفادہ کرنے سے بھی زیادہ آسان ہے، انٹرنیٹ کے ذریعے کسی بھی شخص کے لیے یہ ممکن ہوگیا ہے کہ کسی بھی جگہ پر رہتے ہوئے وقت ضائع کیے بغیر اپنے مقصد کی معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ دعوت دینے والوں کے لیے یہ بہت زیادہ آسانی ہوگئی ہے کہ کسی مشقت کے بغیر وہ اپنا پیغام کئی سارے لوگوں تک پہنچا سکتا ہے۔

انٹرنیٹ کی عالمیت

انٹرنیٹ تقریبا دنیا کے ہر ملک میں بآسانی دستیاب ہے، اسی لیے دعوت دینے والا کسی متعین جگہ، مسجد یا مدرسہ میں محصور ہو کر نہیں رہتا، کیونکہ داعی کے لیے ممکن ہے کہ کسی بھی جگہ کے لوگوں کو صرف انٹرنیٹ کے ذریعے ہی بآسانی دعوت دین دے سکے۔

انٹرنیٹ کے ذریعے دعوت کے متعدد وسائل

انٹرنیٹ میں دوسروں کے ساتھ رابطے اور بات چیت کی بہت سی شکلیں شامل ہیں، کیونکہ اس میں تبلیغ کے لیے مختلف وسائل کو استعمال کیا جاسکتا ہے مثلا کتاب، ٹیپ، لیکچر یا مکالمہ خواہ تحریری ہو، آڈیو ہو یا بصری سبھی تبلیغ کے موثر وسائل ہیں جن پر انٹرنیٹ کے ذریعے سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔

ہم مذہب لوگوں سے رابطہ میں آسانی

ہم مذہب لوگوں سے بات چیت اور گفتگو میں آسانی ہوگئی ہے۔ مثال کے طور پر کچھ کمیونسٹ ممالک اپنے ملک میں قرآن کے نسخوں کی طباعت کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ وہ مذہب اسلام کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دوسرے مختلف مسلم ممالک کے اپنے بھائیوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے روکنے کے لیے رکاوٹیں

کھڑی کرتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے، ایک مسلمان اپنے گھر بیٹھے آن لائن قرآن مجید کی تعلیم دے سکتا ہے، ایسے ہی دین کے دیگر احکام سیکھ کر اس پر حتی المقدور عمل کر سکتا ہے۔

فصل سوم

جدید وسائل دعوت کے منفی اثرات

دور جدید میں سائنس کی بے مثال و بے نظیر ترقی ایک مسلم حقیقت ہے۔سائنس نے آج کے دور میں بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہے۔ آج کے دور میں ہر وہ کام جو پہلے ناممکن اور طویل وقت میں ہوتا تھا منٹوں اور لمحات میں ہو جاتا ہے۔اپنی بات وافکار دوسروں تک پہنچانے ہوں۔اپنے خیالات دوسروں کے ساتھ شئیر کرنے ہوں تو سائنس نے ایسا کرنے میں ہماری لئے بڑی آسانی پیدا کر دی ہے۔انتہائی مختصر اور قلیل وقت میں اپنا پیغام دوسروں کو دینا ہو تو اب جدید ذرائع ابلاغ کے باعث یہ کام انتہائی آسان ہو گیا ہے۔لہذا ایک داعی بھی ان وسائل سے فائدہ اٹھا کر دعوت و تبلیغ کا کام ان کے ذریعے آسانی سے سرانجام دے سکتا ہے۔جو بھی چیز ہو وہ خود اپنی ذات میں بری یا اچھی نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال اچھا یا برا کیا جاتا ہے۔چنانچہ موجودہ دور میں جہاں جدید وسائل کے ذریعے دعوت و تبلیغ میں بہت سارے فوائد ہیں وہاں کچھ نقصانات اور منفی اثرات بھی ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کے کچھ نقصانات ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

رطب ویابس کا اختلاط

سوشل میڈیا اور جدید وسائل کا ایک منفی اثر یہ ہے کہ اس میں ہر طرح کا نظریہ اور بات ڈالی جاسکتی ہے چونکہ اس تک پہنچ ہر شخص کی ہوتی ہے اس لئے گھر بیٹھے ایک شخص جو دین کے متعلق راسخ اور ضبوط معلومات سے عاری ہو تا وہ بھی اپنا نظریہ اور فکر سوشل میڈیا پر شئیر کرلیتا جسے عوام اور نو مسلم سن کر متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کا بھی جمہور لوگوں سے ہٹ کر ایک ذہن بن جاتا ہے۔یعنی سوشل میڈیا میں ہر رطب ویابس جمع ہو جاتا ہے۔جیسا کہ کچھ لوگ ہیں جو امت کے اجماعی مسائل سے ہٹ کر گفتگو کرتے ہیں اور امت کے متفقہ نظریہ اور عقیدہ سے اپنا ایک الگ اور نیا عقیدہ پیش کرتے ہیں تو وہ لوگ بھی سوشل میڈیا کا استعمال کر کے اپنی تقاریر اور تحاریر اس پر ڈال لیتے ہیں جو عوام تک پہنچ جاتے ہیں اور چونکہ ہر بندہ اس بات کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا کہ وہ اچھے اور برے میں تمیز کر سکے یوں ایک غلط نظریے اور بات کی تبلیغ ہو جاتی ہے۔

بد نظری

اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو قرآن پاک میں حکم ہے کہ اپنی نظروں کی حفاظت کرو اور ان آنکھوں سے بد نظری نہ کی جائے۔جیسا کہ اللہ رب العزت کا اپنے کلام میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾[1]

مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں۔

لیکن سوشل میڈیا جو کہ دعوت و تبلیغ کا ذریعہ ہے اگر کوئی شخص اس کا استعمال کرتا ہے تو اس ضمن میں اس کی نظر کچھ ایسی تصاویر اور اشیاء پڑتی ہے جن سے قرآن وحدیث میں منع کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ سوشل میڈیا پر بعض اوقات اسے اشتہارات آتے ہیں جو نا محرم عورتوں کے ہوتے ہیں جن کا دیکھنا ایک مسلمان کے لئے زیب نہیں اور شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔

مستشرقین کا پرپیگنڈہ

مستشرق ایسے شخص کو کہا جاتا کہ جو مشرقی علوم حاصل کرلے لیکن وہ مغرب کا ہو۔ ایسے لوگ اسلام کے متعلق غلط شکوک وشبہات رکھتے ہیں اور پھر اپنے ان غلط اعتراضات کو سوشل میڈیا اور دیگر جدید وسائل کے ذریعے عوام تک پہنچاتے ہیں تو ان کی باتوں اور اعتراضات سے بھی عوام متاثر ہو کر غلط راہ پر چلنے لگتے ہیں اور یوں اسلام کی بدنامی ہوتی ہے۔ اسی طرح فتنہ قادیانت اور فتنہ الحاد[2] جو مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے سادہ لوح بلکہ ٹھیک اور مضبوط مسلمانوں کو گمراہی میں دھکیل رہے ہیں اور اسلام کی روحانیت کو داغ دار کر رہے ہیں۔ فتنہ استشراق کے متلق اسماعیل ریحان صاحب لکھتے ہیں کہ مستشرقین اس انداز میں مواد پیش کرتے ہیں جس میں بظاہر تحقیق، انکشاف اور اشاعت علم نظر آتی ہے مسلمانوں اور اسلام سے کسی کا بغض کا اظہار محسوس نہیں ہوتا یوں دیکھنے اور سننے والوں کا دل ان کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس اسلوب اور طریقہ کے تحت کی گئی تصنیفات اور تحقیقات میں دھیمے انداز سے اسلامی ماخذ اور اسلامی شخصیات کی عقیدت مجروح کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔[3]

مکتب و مسجد کے نور فقدان

جدید وسائل تبلیغ کے آنے کے بعد وہ نور اور انداز جو سلف صالحین کے طریقہ میں تھا وہ نہ رہا یعنی مکتب،

---

[1] النور:30

[2] الحادان کا مذہب جو ہے خدائیت کا انکار کرتے ہیں اور ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی بھی خدا کا خدا کا قائل نہ ہو اور یہی معنی فکر انسانی کی تاریخ میں مستعمل ہے۔ (معجم الفلسفی، مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ مصر، طبع:1403ھ، ص:20

[3] اسماعیل ریحان، **نظریاتی جنگ کے اصول**، (ادارہ طباعت کمرشل ایریا ناظم آباد- کراچی) ص:19

مدرسہ یا مسجد میں بیٹھ کر دعوت و تبلیغ کا جو کام کیا جاتا تھا اس میں ایک نور اور ایک خوبصورتی تھی جو کہ جدید وسائل میں مفقود ہے۔ یہ ایسی بات نہیں کہ جس کی وجہ سے ہم جدید وسائل کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام بند کر دیں۔

میڈیا پر اسلام کا مسخ شدہ چہرہ

دین اسلام کے دشمنوں نے ہمیشہ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور اسلام کی حقیقی روح کو بگاڑ کر لوگوں کے سامنے رکھنے کی کوشش کی۔ آج کے دور میں بھی دشمنان اسلام میڈیا اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلام کی حقیقی تصویر کو مسخ کر کے لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں اور یوں اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے۔ کچھ فلموں اور ڈراموں میں ڈاڑھی والے لوگوں کو منفی کرکٹر میں پیش کیا جاتا ہے اسی طرح برقعہ والی عورتوں کو منفی کردار بن جاتا ہے تاکہ اسلام بدنام ہو۔ جیسا کہ فلم خدا کے لئے میں ایک داڑھی والے کے ہاتھ میں بندوق تھمایا ہے کہ وہ دہشت گرد لگے اور یوں داڑھی والے لوگوں کی اور اسلام کی بدنامی ہو۔

پرنٹ میڈیا کے غلط استعمال کی ایک مثال

ذیل میں پرنٹ میڈیا کے استعمال کی ایک منفی مثال پیش کی جاتی ہے جو مفتی تقی صاحب کے ساتھ پیش آئی وہ اپنے سفر نامہ جہان دیدہ میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔:

> "نیویارک کے ایک بازار میں گزرتے ہوئے ایک شخص نے ایک اشتہار ہم جیسوں کے ہاتھ میں بھی تھمادیا جس میں چند برہنہ تصویروں کے ساتھ جلی حروف میں لکھا ہوا تھاPlay with our bodiesیعنی جسموں سے کھیلئے اور اس اشتہار میں جو کچھ لکھا تھا اسے ایک شریف آدمی کے لئے پڑھنا بھی مشکل ہے۔ غرض یہ کہ جنسی طرز عمل کے لحاظ سے قومیں بلامبالغہ کتے بلیوں کی سطح تک پہنچ چکی ہیں"۔[1]

دعوت و تبلیغ کے ضمن میں الیکٹرانک میڈیا کا بھی منفی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ کچھ لوگ مساجد کے سپیکرز میں بلند آواز میں نعتیں اور تلاوت جمعہ کے دن صبح سے لگاتے ہیں۔ یوں مسجد سے باہر کے لوگوں کے کاموں میں اور ان کے آرام میں خلل پڑتا ہے اور اگر کسی جگہ کوئی مریض یا بیمار ہے تو وہ سخت پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس شخص کے لئے راحت کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے ایذاء مسلم کا پہلو بھی نکلتا ہے جو کہ دین اسلام میں سراسر ایک ناجائز طریقہ ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر صالح الدین مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔

---

[1] تقی عثمانی، **جہان دیدہ**، (کراچی، ادارۃ المعارف) طبع، 1999ء، ص:488

"ہمارے معاشرہ میں یہ اصول بھی بہت غلط مشہور ہو گیا ہے کہ نیت کی اچھائی سے کوئی غلط کام بھی جائز اور صحیح ہو جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی کام کے درست ہونے کے لئے صرف نیک نیتی ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کا طریقہ بھی درست ہونا ضروری ہے اور لاؤڈ سپیکر کا ایسا استعمال نہ صرف دعوت و تبلیغ کے اصولوں کے خلاف ہے بلکہ اس کے منفی اثرات اور نتائج ہو سکتے ہیں۔"[1]

لہٰذا ہم اگر جدید وسائل کا استعمال کر کے دین اسلام کی ترویج کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان کے نقصانات کو مد نظر رکھ کر کام کرنا ہو گا اور اس کے منفی اثرات سے بچ کر ان کا صحیح اور درست استعمال کرنا ہو گا جو کہ نہ صرف اسلام کی حقیقی ترجمانی کا باعث ہو گا بلکہ اسلام دشمنوں کے منفی پروپیگنڈے کا جواب بھی ہو گا۔ اس پر فتن دور میں جب اسلام کا لبادہ پہن کر لوگ اپنے غلط نظریات کی ترویج میں جدید وسائل کے ذریعے مصروف ہیں مسلمانوں کو ان جدید وسائل کا خاص کر سوشل میڈیا کا درست استعمال سیکھنا ہو گا تاکہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے میں آسانی ہو۔

جدید وسائل کے ذریعے دعوت کا اثر

اس میدان یعنی ذرائع ابلاغ کے ابتدائی ایام میں بہت سے دعوتی اعمال محض ایک خیال تھے، جیسے ہی اس کی حقیقت لوگوں کی نظروں میں ظاہر ہوئی تو اندازہ ہوا کہ کم وقت اور آسانی سے زیادہ لوگوں تک پیغام وحی پہنچانے کا اس جیسا میدان کوئی بھی نہیں ہے۔ مبلغین نے اس میدان میں محنت کرنا شروع کی اور بہت سارے لوگ اسی میدان میں دعوت کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔

انٹرنیٹ کے ذریعے دعوت الی اللہ کے بہت سے طریقے ہیں، جو کہ انٹرنیٹ کی ترقی اور اس کی فراہم کردہ خدمات کے ساتھ مسلسل ترقی کر رہے ہیں۔ خبروں کے گروپس جو آج کل پہلے سے زیادہ مؤثر طریقے سے استعمال ہونے لگے ہیں، یہ سب انٹرنیٹ کے ذریعے دعوت کے لیے موثر ذرائع ہیں، اور ای میل، جس کا روزانہ زیادہ استعمال ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا ایک اہم ذریعہ بن گیا ہے۔

---

[1] صالح الدین، ڈاکٹر، **مقالات صالح** (ابوزید پرنٹرز قصہ خوانی-پشاور) 2017ء، 1/181

مبحث دوم: انٹرنیٹ کے ذریعے دعوت و تبلیغ کے آداب اور رہنما اصول

جو شخص بھی آج انٹرنیٹ کی حقیقت پر نظر ڈالے، اور جو کچھ اس میدان میں ہو رہا ہے تو اسے انٹرنیٹ پر بعض مبلغین کی طرف سے ایسی خلاف ورزیاں نظر آئیں گی جن کا ارتکاب علم کے طالب اور ایک مبلغ کو نہیں کرنا چاہئے، جیسا کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ اپنے وقت کو دوسروں پر طنز اور شکوک و شبہات والے خیالات کو پھیلانے میں صرف کرتے ہیں جو کہ دعوت کو زیادہ تر نقصان پہنچاتے ہیں، یہ وقت اور محنت کا ضیاع ہے۔ لہذا داعی اور خاص طور پر جدید وسائل کے ذریعے دعوت و تبلیغ کرنے والے کو ان اصول پر عمل کرنا چاہئے۔

مسائل کو غیر ضروری طول دینے سے اجتناب

انٹرنٹ کے میدان میں بہت سے مبلغین جب کسی خاص موضوع پر لکھتے ہیں تو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جیسے وہ کوئی کتاب یا مضمون یا کہانی لکھ رہے ہوں۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض مسائل کی تہہ میں چلے جاتے ہیں، جس کا اثر الٹا ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعے تبلیغ کرنے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ رفتار اور اختصار پر مبنی ہے، جبکہ طوالت سامعین کے لیے اکتاہٹ کا باعث بن سکتا ہے۔

نرم مزاج اپنانا اور صبر کرنا

اس میدان میں مبلغ و داعی ایک وسیع میدان میں کثیر اور مختلف ثقافتوں کے ماننے والے سامعین کو تبلیغ کر رہا ہوتا ہے اور اکثر یہ نہیں جانتا کہ اس کے سامنے کون ہے، کس ملک سے ہے، اس کی ثقافت کیا ہے، اس کے رجحانات اور نظریات کیا ہیں، وغیرہ۔ جیسا کہ مبلغ جاہل، پڑھے لکھے، چھوٹے، جوان اور بوڑھے اور مختلف نظریات کے ماننے والوں کے ساتھ مخاطب ہوتا ہے۔ ایسے ہی جھوٹے، لاپرواہ، متکبر، بداخلاق، مجرم، منافق اور پروپیگنڈہ کرنے والے بھی اس کے سامعین میں شامل ہوتے ہیں۔ اس لیے مبلغ کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے اور مبلغ کو چاہئے کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھے اور کسی سائل کے جواب میں غور فکر کرتے ہوئے ایسے انداز میں جواب دے جو فتنہ کا سبب نہ بنے۔

شرعی اور عقلی دلائل کا استعمال

انٹرنیٹ کے میدان میں مبلغ کو چاہئے کہ وہ کتاب و سنت کی نصوص سے استفادہ کرے تاکہ مبلغین پر تنقید کرنے والوں کو افراط و تفریط نظر نہ آئے بلکہ یہ محسوس کریں کہ مبلغ اعتدال سے کام لے رہا ہے۔ مفاد عامہ کے حصول کے لیے اختصار کے ساتھ قرآن و سنت کا مناسب مقامات پر حوالہ دینا، جیسے آیات دعوت یا آیات نماز و زکوۃ وغیرہ۔

نیتوں میں نہ پڑنا

انٹرنیٹ پر بہت سے مبلغین دوسروں پر شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے اور ان پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ نیک نیت اور اصول نہیں رکھتے۔ ان طعنہ دیتے ہیں اور لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ چیز بالکل درست نہیں ہے۔ مبلغ کے لیے فرض ہے کہ وہ احسن طریقے اور نرمی سے دعوت الی اللہ دے۔ قرآن مجید میں بھی اس کو اپنانے کا کہا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[1]

تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔

ایسا ہی ایک صحابی کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ))[2]

کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا؟

مخاطبین کے حالات کو جاننا

اس سے پہلے کہ مبلغ انٹرنیٹ کے ذریعے کسی شخص کے ساتھ بات چیت شروع کرے اسے چاہئے کہ وہ وصول کنندہ کی قومیت، معاشرے کی ثقافت جس میں وہ رہتا ہے، اس کے عقیدے اور اس کے رجحانات سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرے، کیونکہ اس سے دعوت دینے والے کو موقع ملے گا کہ وہ اس کے ساتھ اچھے طریقہ سے بات چیت شروع کرے، اور اس کی خوبیوں اور کمزوریوں کو جان سکے۔

مخاطبین کی ترغیب اور حوصلہ افزائی

اگر بات چیت براہ راست یا چیٹ کے ذریعے کی جارہی ہو تو اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے کہ سننے والے یا پیغام پڑھنے والے کو اچھا تاثر ملے، چنانچہ اگر ویڈیو کے ذریعے بات کی جارہی ہو تو مسکراہٹ اور چہرے کے اچھے تاثرات دیے جائیں۔ ایسے ہی اگر میسیجز یا چیٹ وغیرہ کے ذریعے بات ہو رہی ہو تو اچھے تاثر والی تصاویر و علامتیں (ایموجیز) بھی بھیجے جائیں۔

مخاطبین کے ساتھ مسلسل رابطہ

جب کوئی شخص انٹرنیٹ کے ذریعے کسی مبلغ کے روبرو اسلام قبول کرتا ہے، تو مبلغ کو چاہئے کہ وہ مسلسل اس

---

[1] المؤمنون:96

[2] مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لاالاہ الااللہ، ح:96، 1/ 96

کے ساتھ رابطہ میں رہے، اس کے ساتھ بات چیت کرتا رہے اور اسے اپنے ملک کے قریب ترین اسلامی مرکز سے منسلک کرے، یا اس کے نئے مذہب کو متعارف کرانے والے پیغامات بھیج کر اسے اس سے منسلک کرے۔ سب سے اہم طریقہ یہی ہے کہ مقامی اسلامی مراکز کے ساتھ رابطہ کرادے۔

خلاصۂ مقالہ

دعوت و تبلیغ کے معنی ہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلانا اور نیکی کے حکم کے ساتھ ساتھ منہیات سے روکنا۔اس فریضہ کی ادئیگی ہر مسلمان پر اسکی استطاعت کے مطابق ضروری ہے۔دعوت و تبلیغ کبھی تو کسی کافر اور بے دین کو کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے کفر اور ظلمت سے تائب ہو کر اسلام کے نور میں داخل ہو جائے اور شیطان کے دکھائے ہوئے راستہ پر چلنے کے بجائے رحمٰن کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ایسے ہی دعوت کبھی کمزور اور منکرات میں ملوث مؤمنین کو دی جاتی ہے تاکہ وہ نفس کی غلامی سے نجات حاصل کر سکے اور وہ لوگ نفس امارۃ سے نفس مطمئنہ تک کا سفر کر سکیں۔مخلوق سے رشتہ کم کر کے خالق حقیقی سے اپنا رشتہ مضبوط بنالیں۔

دعوت و تبلیغ کی ضرورت کسی دیدہ اور آنکھ سے مخفی نہیں کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کسی قوم سے دعوت و تبلیغ کا فریضہ ترک ہوا اس میں برائیوں نے جنم لیا اور وہی منکرات ان کے تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔لہٰذا افراد اور قوموں کی زندگیاں بچانے اور ان کو سنوارنے کے لئے دعوت و تبلیغ ایک ناگزیر عمل کی حیثیت رکھتی ہے۔اس عمل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقدس ترین ہستیوں یعنی انبیاء کے ذمہ جو کام سونپا وہ دعوت و تبلیغ کا کام ہے۔

دعوت و تبلیغ جس قدر عظیم الشان کام ہے اسی قدر اس کے شرائط و آداب بھی اہم اور باریک ہیں۔معروف ومنکر کی مکمل واقفیت حاصل کی جائے۔داعی کے لئے لازم ہے کہ وہ حکمت و موعظت کے ساتھ دعوت دیتا رہے۔دعوت کے مضامین میں تنوع پیدا کر کے سامعین کو دعوت دین کا فریضہ سرانجام دیتا رہے۔ایسا ہی اس کام میں شدت سے اجتناب اختیار کریں تاکہ مخاطبین بد ظن نہ ہو جائے۔اصلاحی مجالس لگاتار اور کثرت سے نہیں ہونے چاہئے کہ سننے والے کہیں اکتاہٹ میں نہ پڑ جائیں۔غرض یہ کہ تمام آداب ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی دعوت و تبلیغ کو مؤثر بنانا ہے۔دعوت و تبلیغ کے اصول وضوبط میں یہ بات بھی ذہن نشین ہو کہ دعوت و تبلیغ و نہی عن المنکر کے درجات پر ترتیب سے عمل پیرا ہونا چاہئے۔استطاعت کے مطابق ہاتھ سے منکر کو روکے،یازبان سے وگرنہ کم از کم دل میں منکر کو برا جانے اور منکر کو ختم کرنے کے لئے کوشاں رہے۔

اسی طرح دعوت و تبلیغ کے روائتی وسائل جو اس میدان میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور جہاں دعوت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام عملا سرانجام دیا جاتا ہے۔مساجد اور مدارس دعوت و تبلیغ کے سب سے بڑے بڑے مراکز ہیں جہاں احکام شریعت پر عمل کر کے دعوت و تبلیغ کی تربیت لیتے ہیں اور فقہی مسائل و احکام سیکھ کر معاشرہ

میں اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیاں بھی دعوت و تبلیغ کے میدان میں مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔

دراصل کسی بھی کام کو بغیر وسائل اور ذرائع کے پایہ تکمیل تک پہنچانا مشکل ہوتا ہے۔کیونکہ وسائل کسی بھی مقصد کی کامیابی کے لئے زینہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔چنانچہ انہی وسائل و ذرائع کا دعوت و تبلیغ کے میدان میں بہت عمل دخل ہے اور ان وسائل سے دعوت و تبلیغ کا کام مزید آسان اور قابل انتفاع بن گیا ہے۔دور حاضر میں دعوت کے کام کو ترقی دینے کے لئے وسائل معاون ثابت ہو رہے ہیں جن میں سے اہم ترین وسیلہ سوشل میڈیا ہے۔

میڈیا کی تین اہم اقسام ہیں۔پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا۔ان وسائل سے دعوت و تبلیغ کا کام خوب ترقی کریگا۔

پرنٹ میڈیا کے ذریعے قرآن وحدیث و دیگر کتب کے علاوہ رسائل مجلے، شمارے اور اخبارات کا وسیع سلسلہ ہیں جن کے بدولت دین اسلام کی بات عوام تک پہنچانا انتہائی سہل ہو گیا ہے۔

الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے علما اور مبلغین کی تقاریر اور قرآن وحدیث کے دروس ریکارڈ کر کے عوام اپنی سہولت کے مطابق سن سکتے ہیں۔اس کے معاشرہ پر مثبت اثرات مرتب ہونگے کیونکہ کوئی بھی شخص اپنے گھر بیٹھے کسی بھی عالم کی تقریر اور دینی معلومات سے مستفید ہو سکتا ہے۔

سوشل میڈیا چونکہ معاشرہ کا ایک جزء لاینفک بن کر رہ گیا ہے اور ہر شخص کو اس تک رسائی حاصل ہے۔لہٰذا اہل دعوت کو اس میدان میں خصوصی پیش رفت کی ضرورت ہے اس طرح اس کی سریع رفتار سے اچھے بیج بوئے جاسکتے ہیں بالکل اسی طرح منفی اور برے بیج بھی بوئے جاسکتے ہیں۔لہٰذا منکرات کا خاتمہ کرنے اور معروف کی تشہیر واشاعت کے لئے سوشل میڈیا کا استعمال کیا جائے۔

دعوت و تبلیغ کے لئے سوشل میڈیا اور ویب سائٹس پر سرگرمیوں کا ایک جائزہ لیا گیا ہے کہ سوشل میڈیا اور ویب سائٹس پر کس طرح لوگ دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے ہیں اور مخاطبین ان سے کیسے استفادہ کر رہے ہیں۔

دعوت و تبلیغ میں جدید وسائل کی بہت اہمیت اور ضرورت ہے۔چونکہ ذرائع ابلاغ کی ترقی کے بعد دعوت و تبلیغ کا کام انتہائی آسان ہو گیا ہے لہٰذا ہمیں جدید وسائل سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے اور جدید وسائل خاص کر سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا استعمال سیکھنا ہوگا تاکہ مسلم امہ کسی میدان میں پیچھے نہ رہے۔لیکن جہاں جدید وسائل نے دعوت کے میدان میں سہولت پیدا کر دی وہاں ان وسائل کے فوائد کے ساتھ ساتھ کچھ نقصانات بھی ہیں مثلاً ان کے ذریعے رطب ویابس کا اختلاط ہو جاتا ہے اور ایک عام آدمی کے لئے اچھے برے کی تمیز مشکل ہو کر رہ جاتی ہے۔

نتائج بحث

- جدید وسائل، سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کا کردار دعوت و تبلیغ میں انتہائی اہم اور مفید ہے۔
- جدید وسائل و سوشل میڈیا کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام اچھے انداز سے ہو رہا ہے۔
- دعوت و تبلیغ کے وسائل قدیم دور میں اتنے وسیع نہیں تھے جتنے اب وسعت اختیار کر چکے ہیں۔ یوں دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل نے اس کام میں کافی وسعت پیدا کر دی ہے اور دور جدید میں دعوت و تبلیغ کے کام میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔
- اسلامی اصول و ضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے جدید وسائل دعوت کا استعمال جائز اور مباح ہے۔
- دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کو بہتر انداز میں استعمال کرنا اور اس سے دین اسلام کی ترویج کرنا مذہبی اسکالرز اور علماء کی بنیادی ذمہ داری ہے۔
- دعوت و تبلیغ پر ہی اسلام کی وسعت، قوت اور طاقت منحصر ہے۔
- پرنٹ میڈیا کی بنسبت سوشل میڈیا دعوت و تبلیغ کے لحاظ سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ سوشل میڈیا صارفین کی تعداد پرنٹ میڈیا صارفین کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے۔
- ایک یومیہ رپورٹ کے مطابق سوشل میڈیا صارفین یومیہ چھ سے آٹھ گھنٹے سوشل میڈیا پہ صرف کرتے ہیں۔
- جدید ذرائع ابلاغ میں سے سوشل میڈیا تک رسائی بآسانی تقریباً ہر فرد کو میسر ہے۔ لہٰذا سوشل میڈیا پر مربوط اور منظم انداز میں دعوت دین کے اثرات کئی گنا زیادہ ہو سکتے ہیں۔
- بنیادی معاشرتی ادارے، خاندان، مساجد، مدارس، سکولز، ورکشاپس نے دعوت و تبلیغ میں کافی مؤثر کردار ادا کیا۔

سفارشات

دعوت و تبلیغ کی بہت اہمیت ہے۔اس کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد یہی ہونا چاہئے کہ وہ دین اسلام کا پرچار کرے اور لوگوں کو اس سچے دین میں شمولیت کی دعوت دے اور تمام نواہی سے روکے۔مختلف ایجادات اور انٹرنیٹ کی وجہ سے دنیا گلوبل ویلج کی صورت اختیار کرچکی ہے۔مختلف مذاہب و مکاتب فکر سے وابستہ لوگ باہم مربوط ہوچکے ہیں ،ہر مذہب کے لوگ ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں،ایسے میں داعیان دین اسلام کو دعوت کی ضرورت زیادہ پیش آئیگی۔اس لئے درج ذیل نکات پیش کئے جاتے ہیں۔

حکومتی اداروں کے لئے۔

- دعوت و تبلیغ کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے مختلف مقامات پر بین الاقوامی اور عالمی سیمینار،ورکشاپس اور مختلف پروگرامز کا انعقاد کرنا چاہئے۔
- انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت اور ان کی دعوت کے اسلوب کی ترویج کے لیے قصص انبیاء کو کتب نصاب میں شامل کیا جائے۔
- دعوت و تبلیغ کے جدید وسائل کے باضابطہ استعمال سے متعلق علماء اور مذہبی اسکالرز کو حکومتی لیول پر کورسز کروائے جائیں تاکہ جدید اسلوب دعوت سے آگاہی حاصل ہوسکے۔
- نوجوان طلباء اور مذہبی سکالرز کو میڈیا و سوشل میڈیا کے بہترین استعمال کے لئے آڈیو،ویڈیو ،گرافک ڈیزائننگ اور ایڈیٹنگ وغیرہ سکھائی جائے اور اس مقصد کے لئے مختلف ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے۔
- پرنٹ میڈیااور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے حکومتی سطح پر دعوت دین کی اشاعت کیلئے تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔(اسلامک چینلز بنائے جائیں)۔
- میڈیا پرسنز کے لئے حکومتی سطح پر اسلامی تعلیمات پر مبنی اصول وضوابط وضع کئے جائیں۔
- بین الاقوامی سطح پر دعوت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اندرون اور بیرون ممالک مختلف علما کرام اور اسکالرز کی کی خدمات لی جائیں۔

علماء اور مذہبی اسکالرز کے لئے۔

- میڈیا اور سوشل میڈیا سے حاصل کردہ آمدنی اور اس کے جائز ناجائز صورتوں پر ایک تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ ناجائز صورتوں میں سے مثلاً کسی کا پرینک بنانا، میمز بنانا اور کسی کا مذاق اڑانا وغیرہ۔
- جدید ذرائع ابلاغ پر جو افراد زیادہ شہرت کے حامل ہیں، سوشل میڈیا وغیرہ پر علماء کو چاہئے کہ ان سے روابط قائم کئے جائے اور ان کو ترغیب دی جائے کہ وہ ایسے مواد کا انتخاب کریں جو عوام الناس کی دینی تربیت کا باعث بنے۔
- ایسے نوجوان جو سوشل میڈیا یا کے پلیٹ فارم کا غلط استعمال کرتے ہیں ان کی دینی تربیت کی جائے اور ان کو ایسا مواد فراہم کیا جائے جس سے ان کی دینی اصلاح ممکن ہو سکے۔
- دعوت و تبلیغ میں زیادہ توجہ اصلاح معاشرہ اور معاشرہ میں رائج مختلف رسومات و بدعات پر دی جائے مثلاً عصر حاضر میں نعتوں میں آلات موسیقی کا استعمال ہو رہا ہے اسی طرح گانوں میں اسلامی الفاظ کا استعمال ہو رہا ہے مثلاً سبحان اللہ، الحمد للہ وغیرہ کے الفاظ۔
- علماء و مذہبی اسکالرز تحاریر و تقاریر میں والدین کی راہنمائی کریں کہ وہ اپنے گھروں میں صحابہ کے سچے قصص اور واقعات سنائیں تاکہ ان میں دین اسلام کا شوق بیدار ہو۔

محققین کے لئے۔

- میڈیا و سوشل میڈیا سے حاصل شدہ آمدنی کی شرعی حیثیت معلوم کرنا مثلاً ٹک ٹاک، یوٹیوب، فیس بک اور سوشل میڈیا مارکیٹنگ۔
- پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے استعمال کی جائز و ناجائز صورتوں کا تحقیقی جائزہ۔

عوام کے لئے۔

- سوشل میڈیا اب زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے اسے استعمال کئے بغیر ہم اپنی تعلیمی و معاشرتی سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا اس دور جدید میں ان وسائل کا استعمال سیکھا جائے اور ان سے واقفیت حاصل کی جائے۔
- دور حاضر میں ذرائع ابلاغ کی وجہ سے کام اور آسان ہو گیا ہے۔ جدید ایجادات نے مبلغ اور داعی کی آواز دور تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے لہٰذا تبلیغ کا کام مزید لگن اور محنت سے کیا جائے۔

- ذرائع ابلاغ کو اشتہارات کے سلسلے میں ضابطہ اخلاق کے تصور آگاہ کرتے ہوئے اس کے نفاذ کے لئے کوشش کرنا۔
- اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے مؤثر اور بامقصد اشتہارات تیار کئے جائیں۔
- اسلامی اور مذہبی موضوعات کو کوریج میں علماء اور دینی شخصیات کے علاوہ عام اور تعلیم یافتہ سکالرز کو بھی شامل کیا جائے۔
- دعوتی جماعتوں میں جدید وسائل کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے ہر ایک جماعت کے ساتھ ایک ایسا عالم، سکالر کا ہونا ضروری ہے جو کہ جدید دعوتی اسلوب کو جانتا ہو۔ اسلامی ویب سائٹس کا تمام زبانوں میں ہونا ایک اچھا عمل ہے لہٰذا اس کام کے لئے کوشش کرنا بہت ضروری اور مستحسن ہے۔
- جدید ذرائع ابلاغ کا بھرپور مگر مثبت استعمال کیا جائے۔
- جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال میں اصول شریعت اور اخلاقیات کو لازم پکڑا جائے۔
- جدید ذرائع ابلاغ کی حیثیت جنگی اسلحہ کی ہے۔ اس لئے اس جنگی ٹول سے بھرپور استفادہ کرنا، اسے بھرپور انداز میں اعلیٰ تربیت دلانا عقل مندوں کا طریق کار ہے۔
- جدید ذرائع ابلاغ تک رسائی سہولت سے میسر ہے۔ گھر بیٹھے چار سال کے بچے سے لے کر ضعیف العمر بزرگوں تک اس کے استعمال میں مشغول ہیں۔ معاشرہ کا ہر طبقہ ،ہر عمر کے افراد اس سے وابستہ ہیں ایسے کام کی ضرورت اور افادیت ،نتائج و اثرات بھی بڑے پیمانے پر ہونگے ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اصحاب فکر و دانش سر جوڑ کر بیٹھیں اور زندگی میں شامل اس میٹھے زہر کو گڑ و شکر میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ البتہ یہ بات نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ فرد واحد کی محنت سے مکمل نتائج نہیں دے گا بلکہ اس کام کے لئے اجتماعی دانش اور غور و فکر کی ضرورت ہے۔
- آج کے بچوں کے لئے ون ٹچ پر دنیا کی تمام معلومات میسر ہیں۔ نیا جوان ہر مسئلے کو دیکھنے اور سوچنے کا الگ زاویہ رکھتا ہے اور اس کے کردار کی تشکیل اور فکری ساخت کی پختگی میں جدید ذرائع ابلاغ کا بنیادی کردار ہے اس لئے بہتر ہے کہ اہل علم اس پہلو کا سنجیدگی سے جائزہ لیں اور مستقبل کے خطرات کا باریک بینی سے ادراک کریں اور نئی نسل کے لئے کام کا لائحہ عمل طے کریں۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث

فہرست اعلام

فہرس اماکن

فہرست اصطلاحات

مصادر و مراجع

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا	البقرۃ	31	86
2	أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأ-	البقرۃ	44	43
3	وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْ	البقرۃ	125	57
4	إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ	البقرۃ	159	33
5	كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ	البقرۃ	178	21
6	إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ	آل عمران	96	56
7	كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ	آل عمران	104	20
8	وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ	آل عمران	110	12
9	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه وَ --	النساء	136	14
10	يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ	المائدۃ	67	15
11	الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ	المائدہ	3	50
12	لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى	المائدہ	78	30
13	قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ	الاعراف	158	49
14	إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ	التوبہ	18	55
15	وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ	التوبہ	122	63
16	وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ	ھود	88	43
17	قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا	یوسف	108	32
18	وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ	ابراھیم	4	163
19	وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ	النحل	36	19
20	ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ	النحل	125	84
21	وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا	طہ	132	32

17	46	الأحزاب	وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا	22
78	55	الذاريات	وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ	23
57	1-5	اقراء	اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ	24
17	1-2	العصر	وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ	25

فہرست احادیث

نمبر شمار	متن حدیث	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
1۔	أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ	مسلم	64
2۔	اذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ	مسلم	69
3۔	اذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوالَهُ	ابن ماجہ	65
4۔	أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ	ابن ماجہ	57
5۔	الْإِسْلَامُ ثَمَانِيَةُ أَسْهُمٍ الصَّلَاةُ سَهْمٌ وَالزَّكَاةُ سَهْمٌ	ابن ابی شیبۃ	36
6۔	أَمَّا بَعْدُفَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرُ الْهُدَى	مسلم	126
7۔	إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الخَيْرِ كَفَاعِلِهِ	الترمذی	34
8۔	إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ	ابن ماجہ	72
9۔	إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ	مسلم	80
10۔	بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً	البخاری	21
11۔	إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا	مسلم	61
12۔	إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، كَانَ	أبوداؤد	39
13۔	إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ	أبوداؤد	35
14۔	وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ	أبوداؤد	124
15۔	وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ	ابن ماجہ	40
16۔	نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا،فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ	أبوداؤد	34
17۔	مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ القِيَامَةِ	الترمذی	81
18۔	مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ	مسلم	1
19۔	مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ احْتِسَابًا كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ	العلل المتناهية في الأحاديث الواهية	68
20۔	مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ	مسلم	60

21۔	مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِقَبْلَ أَنْ تَدْعُوا	ابن ماجه	40
25۔	خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ	البخاری	21
26۔	بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا،وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا	مسلم	59

فہرست اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
1	ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ	29
2	ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	44
3	جلال الدین البلقینی رحمۃ اللہ علیہ	35
4	ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ	38
5	سید حسینی الندوی	31
6	خالد علوی	19
7	شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	26
8	علامہ صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ	126
9	محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ	51
10	ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ	28

فہرست اماکن

نمبر شمار	اماکن	صفحہ نمبر
1	بوسنیا	117
2	روس	87
3	سعودی عرب	87
4	کوہ صفا	2
5	کینڈا	68
6	مصر	68
7	نیویارک	68
8	یونان	97
9	میوات	84

فہرست اصطلاحات

نمبر شمار	اصلاحات	صفحہ نمبر
.1	ابلاغ	7
.2	اجتہاد	55
.3	تبلیغ	2
.4	حجۃ الوداع	32
.5	داعی	3
.6	شرائط	186
.7	عدت	17
.8	فرض عین	45
.9	فرض کفایہ	105
.10	قصاص	21
.11	متبنی	13
.12	مصدر	18

مصادر و مراجع

ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقي الحنفي (المتوفی:1252ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، (دار الفکر-بیروت) الطبعة الثانیہ، 1412ھ۔

ابراہیم مصطفیٰ، احمد الزیات-حامد عبد القادر، المعجم الوسیط، (دار الدعوۃ) باب الدال۔

ابن حجر، الفتح المبین بشرح الاربعین للھیثمی۔

ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقي، العقود الدریة في تنقیح الفتاوی الحامدیة، (دار المعرفة)۔

ابن کثیر، محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، (مؤسسۃ الرسالۃ: الطبعۃ الاولیٰ، 1420ھ) محقق، احمد محمد شاکر۔

ابن ماجۃ، ابوعبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجۃ، (داراحیاء الکتب العربیۃ)۔

ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن یزید (المتوفی: 273ھ)، سنن ابن ماجه، (دار إحیاء الکتب العربیة- فیصل عیسی البابي الحلبي)۔

ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، (دار صادر-بیروت) الطبعۃ الثالثۃ: 1414ھ۔

ابن نجیم المصري، زین الدین بن إبراهیم بن محمد، الأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ، (دار الکتب العلمیة، بیروت-لبنان) الأولی، 1419ھ۔

ابو السعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفیٰ (المتوفی: 982ھ)، تفسیر ابی السعود (ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکریم)، ناشر (دار احیاء التراث)۔

ابوالفضل، عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح الغات، (مکتبۃ الحرمین)۔

أبو الولید محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفی: 520ه-)، البیان والتحصیل والشرح والتوجیه والتعلیل لمسائل المستخرجة، (دار الغرب الإسلامي، بیروت-لبنان)، الطبعة: الثانیة، 1408ھ۔

ابو بکر بن أبي شیبة، عبد اللہ بن محمد بن إبراهیم (المتوفی: 235ھ)، الکتاب المصنف في الأحادیث والآثار المعروف بالمصنف ابن ابی شیبۃ، (الناشر مکتبۃ الرشد-الریاض)، الطبعة: الأولی، 1409ھ۔

ابولبابہ منصور، امت مسلمہ کے نام، (کراچی، الفلاح) 2009ء، طبع دوم۔

ابوداؤد سلیمان الاشعث بن اسحاق(المتوفی:275ھ)، سنن ابی داؤد،(المکتبۃ العصریۃ ،صیدا-بیروت)،المحقق محمد محیی الدین۔

ابوداؤد سلیمان الاشعثبن اسحاق(المتوفیٰ:275ھ)، سنن ابی داؤد،(المکتبۃ العصریۃ صیدا-بیروت)۔

ابولبابہ شاہ منصور، امت مسلمہ کے نام،(کراچی، دار لفلاح)طباعت 2009ء۔

اسماعیل ریحان، نظریاتی جنگ کے اصول،(ادارہ طباعت کمرشل ایریاناظم آباد-کراچی)۔

اصفہانی، ابوالقاسم حسین بن محمد راغب، المفردات فی غریب القرآن،(دار لمعرفۃ-لبنان)۔

الآلوسي ، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسيني (المتوفی: 1270ھ)، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني،(دار الکتب العلمیۃ-بیروت)، الطبعۃ الأولی، 1415ھ۔

البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری،(دار طوق النجاۃ)الطبعۃ الاولیٰ، 1422ھ۔

بیضاوی، ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی ، انوار التنزیل واسرار التاویل (البیضاوی)،(المتوفیٰ:685ھ)، محقق محمد عبد الرحمان ،ناشر دار احیاء التراث العربی-بیروت، الطبعۃ الاولیٰ:1418ھ۔

البیھقي، أحمد بن الحسین، المدخل إلی السنن الکبری للبیھقي(الکویت:دار الخلفاء للکتاب الإسلامي، الطبعۃ الاولی، 1990)۔

الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسی، سنن الترمذی،(شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی:مصر)الطبعۃ الثانیۃ، 1395ھ۔

تقی عثمانی، جہان دیدہ،(کراچی، ادارۃ المعارف)طبع، 1999ء۔

تھانوی، اشرف علی، امداد الفتاوی،(مکتبۃ دارالعلوم کراچی)۔

تھانوی، اشرف علی، تفسیر بیان القرآن، مکتبہ رحمانیہ۔

ثناء چوہدری، جدید تعلقات عامہ-مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، 1988ء۔

الجرجانی، علی بن محمد، التعریفات،(دارالکتاب العربی-بیروت)الطبعۃ الاولیٰ۔

الجصاص، احمد بن علی ابوبکر، احکام القرآن،(دار احیاء التراث العربی-بیروت)، طبع:1405ھ۔

الجوزي، أبو الفرج عبد الرحمن بن علي(المتوفی: 597ھ)، العلل المتناھیۃ في الأحادیث الواھیۃ،(إدارۃ العلوم الأثریۃ، فیصل آباد، باکستان)۔

الجوھری، اسماعیل، معجم الصحاح، (بیروت-لبان: دار المعرفۃ) الطبعۃ الاولیٰ:1426ء۔

حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اصول دعوت و تبلیغ، (لٹل سٹار بندر روڈ لاہور) 2004ء۔

الخازن، علاء الدین علی بن محمد بن ابراھیم، لباب التاویل فی معانی التنزیل، (دار الکتب العلمیۃ-بیروت)، الطبعۃ الاولیٰ-1415ھ۔

ذیشان احمد مصباحی، دعوت و تبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟، دار الاسلام، طبع 1436ھ۔

الزمخشری، محمود بن عمرو ب ناحمد (المتوفی:538ھ)، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، (دار الکتب-بیروت، الطبعۃ الثالثۃ 1407ھ)۔

زین الدین أبو عبد اللہ محمد بن ابی بکر (المتوفی:666ھ)، مختار الصحاح (المکتبۃ العصریۃ-الدار النموذجیۃ، بیروت)، الطبعۃ: الخامسۃ، 1420ھ، باب وس ل۔

سلطان العلماء، العزبن عبد السلام، (المتوفی:660ھ)، القواعد الصغری، (دار القلم)۔

سلیمان ندوی، اسلام کا نظام دعوت و تبلیغ، (دعوۃ اکیڈمی: اسلامک یونیورسٹی) اشاعت 1999ء۔

سید سلیمان حسنی ندوی، آخری وحی، (لکھنو، دار السنۃ للنشر والتوزیع، 2014ء)۔

شبیر احمد عثمانی، القرآن الکریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردیۃ، (لاہور، یونائیڈڈ آرٹ پرینٹرز، 1999ء)۔

شمس الحق افغانی، فلسفہ اذان مع فضائل ومسائل (کراچی، ادارہ معہد القرآن) 2003ء۔

الشیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل (المتوفی 241ھ)، مسند الامام احمد بن حنبل، الطبعۃ الاولی:1421ھ۔

الصابونی، محمد علی، صفوۃ التفاسیر، (دار الصابونی للطباعۃ والنشر والتوزیع-القاھرۃ) الطبعۃ الاولیٰ:1417ھ۔

صالح الدین، ڈاکٹر، مقالات صالح (ابو زید پرنٹرز قصہ خوانی-پشاور) 2017ء۔

الطبری، حمد بن جریر بن یزید بن کثیر، ابو جعفر المتوفی (310ھ), جامع البیان فی تاویل القرآن، محقق: احمد محمد شاکر، موسسہ الرسالہ، طبع اولی 1420ھ۔

ظفیر الدین، اسلام کا نظام مسجد، (کراچی، البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ) 2014ء۔

عبد الحلیم چشتی، اقراء وعلم بالقلم کے ثقافتی جلوے، (کراچی، مکتبۃ الکوثر)، 2015ء۔

عبد اللہ بن محمد، الدعوۃ الاصلاحیۃ فی بلاد نجد علی ید الامام المجدد الشیخ محمد بن عبد الوھاب وواعلامھا من بعدہ، (ریاض: دار التدمریۃ، الطبعۃ السابعۃ، 1419ھ)۔

عثمانی شبیر احمد، موبائل فون کے ذریعے نکاح وطلاق (برطانیہ-مدرسہ حرا)۔

عثمانی، محمد تقی، نفاذ شریعت اور اس کے وسائل (کراچی: مکتبہ دار العلوم کراچی،، 1435)۔

العثمانی، محمد تقی، سفر در سفر، (کراچی، مکتبہ المعارف)2016ء۔

علوی، خالد، ڈاکٹر، انسان کامل، (الفیصل ناشران و تجران کتب اردو بازار-لاہور)2001ء۔

علي حيدر خواجه أمين أفندي (المتوفى: 1353هـ)، درر الحكام في شرح مجلة الأحكام،(دار الجيل)، الطبعة: الأولى، 1411ھ۔

عنایت اللہ، دعوت اسلام (شعبہ تحقیق و مطبوعات: مذہبی امور و اوقاف)۔

الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد، (المتوفى: 505ھ)الاقتصاد في الاعتقاد للغزالي ،(دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان) الطبعة الأولى، 1424ھ۔

الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد، (المتوفى:505ھ)، إحياء علوم الدين، (دار المعرفة-بيروت)۔

فرخندہ ہاشمی، مبادیات اخبار نویسی، (لاہور: بک ڈپو)1987ء۔

القاري، علي بن سلطان محمد، (المتوفى:1014ھ)، مرقاة المفاتيح، شرح مشكوٰة المصابيح۔

قاری محمد طیب، اصول دعوت اسلام، (کراچی، مکتبۃ البشریٰ)، 2013ء۔

قاری محمد طیب، اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول (دعوۃ اکیڈمی-اسلام آباد)،

قدیم اسلامی مدارس، (لاہور، مجلس ترقی وادب)، طبع اول، 1985ء۔

القرافي، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس، أنوار البروق في أنواء الفروق، (الناشر: عالم الكتب)۔

کالم نگار شفیع چترالی، ماہنامہ الجمعیہ، (روالپنڈی، محمود برادرز پرنٹرز،)جولائی 2021ء۔

کاندھلوی، محمد یوسف، حیاۃ الصحابہ (کراچی: بشریٰ ایجوکیشنل ٹرسٹ، 2014)۔

کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن (لاہور: مکتبہ عثمانیہ، بیت الحمد، 1982ء)۔

لویس معلوف، المنجد في اللغة، (بیروت-دار المشرق)الطبعۃ الثالثۃ والثلاثون۔

مبارک پوری، صفی الرحمٰن (المتوفی:1427ھ)، الرحیق المختوم، دار العصماء- دمشق)طبع اول:1427ھ۔

مجموعۃ من العلماء، اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، (لاہور: رجسٹرار دانش گاہ پنجاب)1971ء۔

محمد امین حسین، خصائص الدعوۃ الاسلامیۃ، (مطبع المنارۃ)۔

محمد انور بن اختر، انٹرنیٹ کے ڈسے ہوئے، (فرید بک ڈپو-دھلی)سن طباعت:2007ء۔

محمد رواس قلعجی، معجم لغۃ الفقہاء (دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع)، الطبعۃ الثانیۃ:1408ھ۔

محمد بن صالح بن محمد العثیمین (المتوفی: 1421ھ)، الإبداع في بيان كمال الشرع وخطر الابتداع، (طبع علی نفقة فاعل خیر، بموجب تصریح من وزارة الإعلام بجدة) 1410ھ۔

محمد بن محمد الحسینی، تاج العروس من جواھر القاموس، (دارالھدایۃ)، باب بلغ۔

محمد تقی، ذکر وفکر، (کراچی، مکتبہ معارف القرآن) 2017ء۔

محمد تقی عثمانی، درس نظامی کی کتابیں کیسے پڑھے اور پڑھائیں، (کراچی، مکتبہ السعد)، 2020ء۔

محمد شفیع، معارف القرآن، (کراچی: ادارۃ المعارف کراچی، 1974ء)۔

محمد نعیم، تفسیر روح القرآن، (ناشر مکتبہ جامعہ بنوریہ العالمیہ)۔

المظھری، محمد ثناء اللہ، تفسیر مظھری، (مكتبة الرشيدية-الباكستان)، الطبعة: 1412ھ۔

مہدی حسن، جدید ابلاغ عام، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان) 1990ء۔

مہدی حسن، ابلاغ عام، (لاہور، مکتبہ کاروان)، 1974ء۔

مودودی، ابو الاعلیٰ (المتوفیٰ: 1970ء)، تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن)۔

مودودی، ابو الاعلیٰ، اسلام کا نظام حیات، (مرکزی مکتبہ اسلامی)۔

الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن وزارة الاوقاف الشؤن الاسلامية-كويت، الطبعة: (من 1404-1427ھ) جميع الوزارة۔

الموسوعة العقدية ومجموعة من الباحثين بإشراف الشيخ عَلوي بن عبد القادر السقاف (موقع الدرر السنية على الإنترنت)۔

مولانا ابو الکلام آزاد، امر بالمعروف (لاہور، فاروق گنج) 1946ء، ناشرین سلسلہ تراجم والارشاد والترجمہ۔

ندوی، سلمان سید، سیرۃ النبی، (آرزیڈ پیکچرز-لاہور)، 1408ھ۔

وحید الزمان، القاموس الوحید، ادارہ تالیفات۔

وسیم اکبر شیخ، ذرائع ابلاغ اور اسلام، (لاہور: نعمانی کتب خانہ)، 2015ء۔

https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/preach,30/09/21

۔2021/12/20https://en.wikipedia.org/wiki/Electronic_media

۔https://ur.weblogographic.com/difference-between-print-media

2021/12/20/mediahttps://www.skillmaker.edu.au/what-is-electronic

https://kitabosunnat.com/latest-books

https://quranohadith.com/